اسلامی نظام

ایک فریضہ - ایک ضرورت

www.KitaboSunnat.com

تالیف

ڈاکٹر یوسف القرضاوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اِسلامی نظام

ایک فریضہ - ایک ضرورت

تالیف
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

ترجمہ
محمد طفیل انصاری

www.KitaboSunnat.com

البدر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور - ۵۴۰۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

اشاعت اول ———— نومبر ۱۹۹۳ء
تعداد ———— ۱۱۰۰
ناشر ———— عبدالحفیظ احمد
مطبع ———— بک پرنٹرز لاہور
قیمت ———— ۶ روپے

المكتبة الرحمانية
۹۹-۰۰ جے ماڈل ٹاؤن - لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضوعات

عرض مترجم ۵
مقدمہ از مولف
۱- تبدیلی کی ضرورت
---واحد متبادل نظام صرف اسلام ۱۳
---غیر اسلامی نظام کی ناکامیاں
۱- اقتصادی شعبہ میں ناکامی ۱۴
۲- حریت فکر اور طمانیت قلب
کے میدان میں ناکامی ۱۵
۳- عسکری شعبہ میں ناکامی ۱۶
۴- اخلاقی میدان میں ناکامی ۱۷
۵- روحانی میدان میں ناکامی ۱۸
۶- عربی اور اسلامی میدان میں ناکامی ۱۹
---مصری وطنی حکومت پر
"المیثاق" کی تنقید ۲۳
۱- اجتماعی تبدیلی سے چشم پوشی ۲۳
۲- عربوں سے رابطہ قائم کرنے
میں غفلت "
۳- نام نہاد آزادی سے فریب خوردگی ۲۴
---عرب سوشلزم کی ناکامی کے
نمایاں اسباب
۱- اجتماعی تبدیلی کی حقیقت ۲۵
عالم عرب اور اسلام کے
درمیان حقیقی رشتہ ۳۱
---عالم اسلام کی قوت کے ستون
۱- عالم اسلام کیلئے حکمت عملی
کی تشکیل ۳۳
۲- عددی قوت کی تنظیم ۳۳
۳- سیاسی میدان میں مرکز سے گریز "
۴- عالم اسلام کے لئے اقتصادی
نظام کی تشکیل "
۵- افرادی عنصر "
۶- روحانی و تہذیبی رشتہ ۳۵
۷- آزادی کی حقیقت اور اسکا مفہوم ۳۸
---عربی انقلاب کیلئے ایک ہمہ گیر
نظریہ وضع کرنیکی ایک موہوم کوشش ۴۰
---رد کمیونزم کی وجوہات ۴۵
---اسلامی نظام ہی نعم البدل ہے ۴۸
۲- اسلامی نظام کے خدوخال
---روحانی اور اخلاقی خاکہ ۵۴
۱- روحانی انسان ۴۵
۲- منزل کے روشن نشانات "
ا- ربانی اور روحانی اوصاف کا احیاء "
ب- تقویٰ کی آبیاری ۵۵
ج- اخلاقی اقدار کی ترویج ۵۵
د- اسلامی نظام پر فخر ۵۶
ر- شعائر اسلام سے محبت ۵۶
س- پیغام مسجد کا احیاء ۵۷
ص- بدعات و خرافات کی بیخ کنی ۵۸
---تعلیمی اور ثقافتی خاکہ
۱- تعلیمی عمارت کی بنیادیں ۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔علمی تحریک ۵۶
ب۔اسلامی تعلیم کا بنیادی عنصر ۶۰
ج۔نصابی کتب پر نظر ثانی ۶۱
د۔باکردار اساتذہ کا انتخاب ۶۱
ر۔واضح ہدف کا تعین ۶۲
س۔اسلامی نظام ثقافت کا خاکہ ۶۳
۲۔اسلامی ثقافت پر علمی کام ۶۴
۳۔ادبی تخلیق ۶۷
۔۔۔اجتماعی خاکہ
۱۔اجتماعی دین ۶۷
۲۔چند اجتماعی پہلو ۶۹
۔۔۔اقتصادی خاکہ
۱۔اسلام اور معاشیات ۷۳
۲۔انفرادی ملکیت ۷۵
۳۔چند اہم اقتصادی پہلو ۷۶
۔۔۔عسکری خاکہ
۱۔حربی قوت کی فراہمی ۸۱
۲۔اسلحہ سازی کا اہتمام ۸۲
۳۔روح جہاد کی آبیاری ۸۳
۔۔۔سیاسی خاکہ
۱۔داخلی سیاست ۸۵
۔انسانی حریت کے پہلو ۸۶
۲۔سیاست خارجہ ۹۰
۳۔قیادت صالحہ ۹۱
۔۔۔قانون سازی کا خاکہ

۳۔اسلامی نظام کی بنیادیں
۔۔۔نظام رحمت ۹۹
۔۔۔اسلامی ریاست کی ضرورت ۱۰۰
۱۔تحفظ عقیدہ ۱۰۲
۲۔اقامت عبادات ۱۰۲
ا۔نماز ۱۰۲
ب۔زکوٰۃ ۱۰۴
ج۔روزہ ۱۰۵
د۔حج ۱۰۵
۳۔اسلامی اخلاق و آداب ۱۰۶
۴۔اجتماعی قوانین کا نفاذ ۱۰۷
۵۔فریضہ جہاد ۱۰۸
۔۔۔مصادر اسلام سے استفادہ
۱۔کتاب و سنت سے استفادہ ۱۰۹
۲۔غیر اسلامی ماخذ سے استفادہ 〃
ا۔استفادہ کی حدود و شرائط ۱۱۸
ب۔بدعت کا غلط مفہوم ۱۱۹
ج۔اسلامی نظام میں اجتہاد کا مقام ۱۲۰
د۔غیر اسلامی نظریات اور مشابہات ۱۲۲
۔۔۔ایک ناقابل تجزیہ مکمل نظام ۱۲۲
ا۔اسلامی احکام کی ہمہ گیر اطاعت ۱۲۳
ب۔اسلام یا جاہلیت ۱۲۴
ج۔اسلام۔۔۔ایک وحدت ۱۲۵
د۔معیشت اور سیرت و کردار ۱۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

---اسلام کی ہمہ گیر فرمانروائی
ا۔ صرف اسلامی عنوان ۱۳۱
ب۔ غیر اسلامی عنوانات
واصطلاحات ۱۳۳
---اسلام کسی کا آلہ کار نہیں ۱۳۶
۴۔ اسلامی نظام کے ثمرات
---اسلامی نظام کے ثمرات ۱۴۳
۱۔ ایمان اور اسلامی وجود کی تکمیل ۱۴۴
۲۔ زندگی میں توازن کا قیام ۱۵۲
۳۔ مشکلات و مسائل کا مکمل علاج ۱۵۹
۴۔ صالح انسان کی تیاری ۱۶۹
۵۔ امت کی زندگی میں استقرار
اور طمانیت کا حصول ۱۷۳
۶۔ وحدت و اخوت امت ۱۸۰
۷۔ امت اسلامیہ کا اتحاد ۱۸۷
۸۔ امت میں زندگی اور قوت
کی روح کا احیاء ۱۹۳
۹۔ امت کی آزادی و
استحکام کا حصول ۲۰۰
---ایک "آزمودہ" "بار آور" نظام ۲۰۲
۵۔ اسلامی نظام کے قیام کا راستہ
---اسلامی نظام۔ قیام کی راہیں
---پہلا راستہ۔ حکومتی قوانین ۲۱۷
۱۔ اسلامی معاشرہ کا مفہوم ۲۱۸
۲۔ بلاد اسلامیہ میں استعماری
تخریب کا دائرہ ۲۱۹
۳۔ تبدیلی معاشرہ میں اقتدار کا دائرہ ۲۲۳
۴۔ اسلامی نظام کے عملی نفاذ کیلئے
حکام کے ارادہ کی وسعت ۲۲۵
۵۔ حقیقی اسلامی معاشرہ کے قیام
کے عالمی قوتوں پر اثرات ۲۲۶
---دوسرا راستہ۔ فوجی انقلاب ۲۲۹
۱۔ فوجی انقلاب کے حامیوں کے دلائل ۲۲۹
۲۔ اس رائے پر بحث ۲۳۲
۳۔ فوجی انقلابات کی کیفیت ۲۴۰
---تیسرا راستہ۔ وعظ و ارشاد ۲۵۱
وعظ و ارشاد کافی نہیں ۲۵۴
---چوتھا راستہ۔ اجتماعی خدمات
۱۔ اجتماعی عمل کا راستہ ۲۵۵
۲۔ اجتماعی خدمات کی اہمیت ۲۵۶
۳۔ چند ضروری امور ۲۶۱
---اصل راستہ۔ اسلامی تحریک
کا احیاء ۲۶۳
۱۔ اجتماعی سرگرمی ۲۶۳
۲۔ ذمہ دار قیادت ۲۶۴
۳۔ شرعی قیادت کب وجود میں
آتی ہے ۲۶۵
۴۔ اطاعت گزار فوج ۲۶۸
۵۔ منصوبہ بندی کی ضرورت ۲۶۹
۶۔ منصوبہ بندی کے عناصر ۲۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ منصوبہ بندی اور تقدیر	۲۷۵
۸۔ اسلامی تحریک کا فریضہ	۲۷۸
۹۔ اسلامی تحریک کی کامیابی	۲۸۰
ا۔ مسلم نسل	۲۸۱
ب۔ اکثریت کا اسلامی اصول	۲۸۳
ج۔ رکاوٹوں پر غلبہ	۲۸۴
۔ عوامی رکاوٹیں	۲۸۴
۔ مخالف قوتوں کی رکاوٹیں	۲۸۵
۔ تحریک اسلامی کی داخلی رکاوٹیں	۲۸۶
۱۰۔ کمزور تنظیم اور منصوبہ بندی	۲۹۴
۱۱۔ علمی روح کا فقدان	۲۹۵
۱۲۔ کل کی تحریک اسلامی	۲۹۶
۱۳۔ اسلامی تحریک کا مستقبل	۲۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مترجم

زیر نظر کتاب " اسلامی نظام' ایک فریضہ۔ ایک ضرورت" عالم عرب کے مشہور و معروف اسلامی دانشور اور مفکر ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی کتاب "الحل الاسلامی ۔ فریضۃ و ضرورۃ" کا اردو ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر موصوف برصغیر ہندو پاکستان کے مسلم دانشوروں ۔ خصوصاً" اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کوشاں اہل علم - کی جانی پہنچانی شخصیت ہیں اور کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ وہ ایک صاحب طرز ادیب ' بلند پایہ محقق اور مفکر ہیں۔ ان کا طرز استدلال اور اسلوب بیان دلوں میں پیوست ہو جاتا ہے۔ ان کی تحقیق و تفکر کا میدان اسلامی موضوعات ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اس میدان کے شہسوار نظر آتے ہیں۔ اسلام کے مختلف موضوعات پر تحقیق میں انہوں نے کئی کار ہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ اسلام کے رخ انور پر اغیار کے ڈالے ہوئے بدنما داغ دھبے دور کر کے اسلام کے دلکش و حسین خدوخال کو واضح کیا ہے اور نوجوان مسلم نسل کے ذہنوں سے اسلام کے متعلق شکوک و شبہات کو دور کیا ہے۔ ان کی تصانیف کی فہرست کافی طویل ہے اور یہ بلند پایہ تصانیف عرب و عجم کے ارباب علم و دانش سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

جناب یوسف القرضاوی صرف ایک جلیل القدر عالم اور محقق ہی نہیں ہیں جو کسی گوشہ انتہائی میں علمی اعتکاف میں مشغول ہوں' بلکہ وہ معرکہ حق و باطل کے ایک سرگرم سپاہی بھی ہیں اور عملاً نفاذ اسلام اور غلبہ حق کے لئے کوشاں ہیں۔ لہٰذا وہ جادہ و منزل کے جملہ نشیب و فراز سے واقف ہیں۔ چنانچہ تجدید و احیاء اسلام کے لئے کام کرنے والوں کے لئے ان کی تصانیف مینارۂ نور ہیں۔

ان کی کئی اہم تصانیف کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے اور وہ برصغیر ہندو پاکستان میں قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔ ان کی جن تصانیف کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے' درج ذیل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ فقہ الزکوٰۃ ——— فقہ زکوٰۃ (دو جلدوں میں)

۲۔ الحلال و الحرام فی الاسلام ——— حلال و حرام

۳۔ مشکلۃ الفقر وکیف عالجہا الاسلام ——— فقروفاقہ اور اس کا اسلامی حل۔

۴۔ الایمان و الحیاۃ ۔ ایمان اور زندگی۔

علامہ یوسف القرضاوی کی کتاب "الحل الاسلامی ——— فریضۃ و ضرورۃ" آج سے تین چار برس قبل میرے زیر مطالعہ آئی۔ اس جلیل القدر کتاب میں ایک اسلامی معاشرہ کے قیام کاجو نقشہ پیش کیا گیا ہے اور جس شاندار انداز میں نفاذ اسلام کے مختلف طریقوں کا محاکمہ کیا گیا ہے اس نے مجھے بہت متاثر کیا اور میرے اندر یہ تحریک پیدا کی کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ کروں تاکہ نفاذ اسلام کی تڑپ اور اس کے لئے جدو جہد کا عزم و جذبہ رکھنے والے پاکستانی بھی اس چشمہ ہدایت سے حسب مقدور سیراب ہو سکیں اور حصول منزل کے لئے صراط مستقیم کا سراغ پاسکیں لیکن اپنی علمی کم مائیگی اور عربی سے واجبی سی آشنائی کی وجہ سے میں علامہ موصوف کے پر زور طرز استدلال' عالمانہ فکر اور ادیبانہ اسلوب نگارش کو اردو جامہ میں پیش کرنے کی ہمت نہ کرسکا۔

تاہم میں نے اس عظیم الشان تصنیف کا ترجمہ محض عربی زبان کا فہم اپنے اندر پیدا کرنے کی غرض سے شروع کیا اور تقریباً" ایک سال تک اس میں مشغول رہا۔ اس طرح ترجمہ کی میری یہ کوشش صرف طالب علمانہ ہے۔ کتاب کا ترجمہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک متوسط طالب علم نے اس امتحان میں کتنی کامیابی حاصل کی ہے۔

آخر میں جناب پروفیسر عبیدالرحمٰن مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نے مشکل مقامات کو حل کرنے میں میری قدم قدم پر رہنمائی اور مدد فرمائی۔

محمد طفیل انصاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

یہ میری کتاب "حتمیہ الحل الاسلامی" کے سلسلہ کی دوسری کڑی ہے جس کا وعدہ میں نے قارئین کرام سے کوئی تین برس قبل اس وقت کیا تھا جب اس سلسلہ کا پہلا جزو "الحلول المستوردة و کیف جنت علی امتنا - (غیر اسلامی نظامہائے حیات اور امت مسلمہ پر ان کی یلغار) کے نام سے منظر عام پر آیا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس دوسرے جزو کا ظہور موخر ہوتا چلا گیا۔ بعض احوال و ظروف کی وجہ سے میں اس کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا۔

امر واقع یہ ہے کہ کوئی دس برس ہوئے میں اس کتاب کے اہم ترین ابواب ورطہ تحریر میں لاچکا تھا اور ان میں سے کچھ حصے مجلّہ "الشہاب" بیروت میں شائع ہو چکے تھے۔ صرف آخری باب کا مواد جمع کرنا باقی تھا جس کے بعض مندرجات میں تحریر کر چکا تھا اور کچھ باقی رہ گئے تھے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس نے آخر کار مجھے شرح صدر سے نوازا' اور ان کو لکھنا میرے لئے آسان کر دیا' حالانکہ میں سرکاری ملازمت کی مصروفیات کے ہجوم میں گھرا ہوا تھا' کیونکہ سنت ایزدی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کے اسباب کی فراہمی کو بھی آسان کر دیتا ہے۔

اس کتاب کے پانچ ابواب ہیں:۔

باب اول: اس میں پرانے نظامہائے زندگی --- جمہوریت اور اشتراکیت ------- کی ناکامی پر بحث کی گئی ہے اور اور صرف اسلامی نظام ہی کو ان کا بدل ثابت کرنے کے بعد تبدیلی اور انقلاب کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب دوم: یہ باب محبوب و مطلوب اسلامی نظام کے خدوخال ---- معالم حل الاسلامی ---- اور زندگی کے روحانی و ثقافتی' اجتماعی و اقتصادی اور عسکری و سیاسی شعبوں کے متعلق اس کے واضح خطوط پر بحث کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم: اس میں اسلامی نظام کی شروط پر بحث کی گئی ہے جن کا پورا کرنا صحیح اسلامی نظام کے قیام کے لئے ناگزیر ہے۔ وہ شروط یہ ہیں: (۱) ایک اسلامی حکومت کا قیام (۲) صرف ماخذ اسلام سے استفادہ (۳) پورے دین اسلام پر عمل (۴) اسلام پر مداومت اور استقامت (۵) اسلام ہی کو اپنے مقصد حیات کی غایت قرار دینا اور اسی کو مادی خوشحالی اور دنیاوی سربلندی کا زینہ بنانا۔

باب چہارم: یہ باب ان فوائد و ثمرات پر بحث کرتا ہے جو ہمیں اسلامی نظام کے قیام کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ اس اسلامی نظام سے ہمارا وجود اور تشخص ثابت ہوگا۔ اس کی برکت سے ہم اپنی زندگی میں توازن قائم کریں گے۔ اپنی جملہ مشکلات کا مداوا کریں گے۔ صالح اور پاکباز انسان بن جائیں گے جو ایک صالح معاشرہ کی اساس ہوتے ہیں۔ امت اسلامیہ میں روح قوت کو حیات نو مہیا کریں گے۔ افراد امت کے درمیان وحدت و اخوت کا تحفظ کریں گے۔ مسلمانان عرب و عجم کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کریں گے اور امت کا فکری و اعتقادی استحکام حاصل کریں گے۔

باب پنجم: یہ باب اس سوال پر بحث کرتا ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کا راستہ کیا ہے؟ اس راستہ کے بارے میں مختلف گروہوں کے تصورات پیش کرتا ہے اور جیسا کہ میں نے سمجھا ہے ---- ان پر منطق و دلیل کے ساتھ گفتگو کرتا ہے اور میری رائے میں صرف مثالوں کے ذریعہ اس عملی بحث کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔

اسلامی نظام ایک اسلامی تحریک بنا تا ہے جس کے دائرہ اثر میں خواص و عوام شامل ہوں۔ تحریک اسلامی سے میری مراد ایک ایسی اجتماعی اسلامی تحریک ہے جو پوری طرح منظم ہو، جو واضح خطوط کار رکھتی ہو، جو تنظیم اور منصوبہ بندی کے معانی کی وضاحت سے تشریح کرتی ہو اور ان ضروری عناصر و عوامل کی صراحت کرتی ہو جو تحریک کی کامیابی کے ضامن ہوں۔ بالفاظ دیگر ایک ایسی مسلم جماعت اٹھنی چاہئے جو تحریک کی بقا کے لئے سرگرم عمل ہو یہاں تک کہ مسلم اکثریت کی حمایت و نصرت اسے حاصل ہو جائے جس کی یہ رہبر و رہنما ہو۔ بیرونی طاقتوں اور مختلف قومی جماعتوں کی مخالفت اور خود تحریک کے اندر سے پیدا ہونے والی رکاوٹوں پر قابو پا سکے اور ان رکاوٹوں کو بڑی وضاحت سے بیان کرتی ہو کیونکہ یہ بہت خطرناک ثابت ہوتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد ہم نے مختصراً ماضی کی اسلامی تحریک پر گفتگو کی ہے اور معاشرہ' اسلام اور مسلمانوں نے اس کے فوائد و ثمرات اور اضرار و نقصانات کی جو فصل کاٹی ہے اس کی طرف اختصار کے ساتھ اشارہ کیا ہے' اور اس تحریک کو پیش آنے والے بے پناہ مصائب و شدائد اور ---- میرے ذہن کی سکرین پر اس پیکر جمیل کی تصویر کا جو نقش ابھرتا ہے---- اس کے حسین و جمیل خدوخال کو --- جو اس کے رخ زیبا کو روشن اور اس کے تشخص کو ممیز کرتے ہیں ---- واضح کیا ہے۔

بار بار ذہن میں آیا کہ اسلامی نظام کے اوصاف و خصائص پر ایک باب کو بھی اس کتاب میں شامل کردوں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خصائص دراصل اسلام ہی کے خصائص ہیں۔ اس طرح یہ مہتم بالشان موضوع اس لائق ہے کہ اس پر ایک طویل' مفصل اور عمیق بحث کی جائے اور اس کے لئے ایک مستقل کتاب مختص کی جائے جس کا عنوان خصائص العامتہ للاسلام ہو۔ اس عنوان پر انشاء اللہ عنقریب ایک کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

امید ہے کہ جس قدر وضاحت کی اس مقام پر ضرورت تھی' وہ میں نے کر دی ہے۔ مجھے ہرگز یہ زعم نہیں کہ یہ حرف آخر ہے اور نہ مجھے یہ دعویٰ ہے کہ یہ کوشش ہر طرح کی خامیوں سے پاک ہے۔ اس میں جو کچھ بھی حق ہے وہ محض توفیق ایزدی کا ثمرہ ہے اور اس میں جو خامی اور لغزش پائی جاتی ہے وہ صرف میری ذات اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں شیطان کی دراندازیوں سے پناہ مانگتا ہوں اور قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری فروگزاشتوں کی نشاندہی کر کے میری رہنمائی فرمائیں۔

ان اریدالا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

یوسف قرضاوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔۱۔

تبدیلی کی ضرورت

واحد متبادل نظام ــــــــــ صرف اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد متبادل نظام ـــــــ صرف اسلام

حق ظاہر ہوگیا ہے اور چشم بینا کے لئے صبح نمودار ہو چکی ہے۔ ہماری زندگی کے تمام شعبوں میں اغیار سے درآمد کردہ نظامہائے زندگی - خواہ وہ لبرل جمہوریت ہو یا انقلابی اشتراکیت ـــــ کی ناکامیاں اور تباہ کاریاں روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ہر نظام کے اضرار و نقصانات اس کے فیوض و برکات سے کہیں زیادہ ہیں اور اس کے بطن سے جن نامرادیوں نے جنم لیا ہے وہ اس کی کامرانیوں سے کہیں زیادہ اور ہولناک ہیں۔

مثلاً:

(۱) اقتصادیات کے میدان میں بدحالی

(۲) حریت فکر اور طمانیت قلب کی غارت گری

(۳) عسکری میدان میں انتشار

(۴) روحانیت کا قتل

(۵) اخلاقیات میں تنزل و انحطاط۔

(۶) عرب ممالک اور عالم اسلام کی زبوں حالی و ابتری

ان تباہ کاریوں کے بعد زندگی کا کونسا شعبہ رہ جاتا ہے جس کی کامیابیوں کا تذکرہ کیا جائے۔ عظیم خسارے اور عمومی تباہی و بربادی جس میں امت مسلمہ آج مبتلا ہے' کے مقابلہ میں جزوی کامیابیوں اور وقتی فوائد کی وقعت کیا معنی رکھتی ہے؟

انقلابی نظامہائے زندگی نے اپنے پیشرو حکمرانوں کی جن خرابیوں اور بدکرداریوں پر گرفت کی تھی' وہ خود ان سے زیادہ سنگین اور گھناؤنی خرابیوں کا شکار ہو گئے اور گزشتہ جرائم میں ان سے زیادہ مذموم و شدید آثام و خبائث اور جرائم و معائب کے اضافہ کا باعث بن گئے' حتیٰ کہ ماضی کی برائیاں ان کے مقابلہ میں اچھائیاں بن گئیں۔

اس امر میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ میں صرف مذکورہ ناکامیوں اور نامرادیوں کی طرف اشارہ کروں۔ میں اپنی پہلی کتاب الحلول المستوردة (غیر ملکی نظامہائے زندگی) میں جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل بیان کر چکا ہوں اس کو کافی سمجھوں اور اپنی تمامتر توجہ صرف ان نکات پر مرکوز رکھوں جن کی توضیح و تصریح اور تذکیرو تو کید کی ضرورت ہے۔

ا۔ اقتصادی شعبہ میں ناکامی

لبرل ازم اور اشتراکیت۔ دونوں نظام ایک ایسی مکمل اور ہمہ جہتی زندگی کو معرض وجود میں لانے میں ناکام رہے ہیں جو پیداوار میں اضافہ اور دولت کی عادلانہ تقسیم کرتی ' جو خوشحال زندگی مہیا کرتی جس میں ہر بے روزگار کو روزگار اور ہر محنت کار کر عادلانہ اجرت ملتی ' ہر معذور انسان کی معاشی کفالت کا بندوبست ہوتا' تمام اہل وطن کو کام کے مساوی مواقع حاصل ہوتے تاکہ وہ بغیر کسی رکاوٹ کے زندگی کی بنیادی ضروریات --- غذا' لباس' مکان' علاج اور تعلیم وغیرہ ------ سے بہرہ ور ہوتا۔

ہاں' انہیں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا' اگرچہ لبرل ازم کے حامی اکثر انسان کے تین دشمنوں ----- غربت ' بیماری اور جہالت ----- کے خلاف جنگ کے بلند بانگ دعوے کرتے رہے اور اشتراکیوں کا طنطنہ یہ تھا کہ ہم کفالت اجتماعی اور عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کریں گے ----- ایک ایسا معاشرہ جس میں عمومی رفاہ و بہبود کا دور دورہ ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اشتراکی اور جمہوری نظام زندگی میں سے کوئی نظام بھی بھوک سے بلبلاتی انسانیت کا پیٹ بھر سکا نہ فقرو فاقہ کا استیصال کر سکا اور نہ جہالت کی جگہ شمع علم کو فروزاں کر سکا۔ ہمارے مسلم ممالک میں ناخواندہ افراد کا تناسب دنیا کے بڑے بڑے ممالک سے ہمیشہ زیادہ ہی رہا ہے۔ یہ تھی اجتماعی عدل و کفالت کی حالت اور اب لیجئے پیداوار میں اضافہ اور خود کفالت کا معاملہ۔ ہمارے بلاد اسلامیہ نے ہمیشہ آلات پیداوارا' ذرائع نقل و حمل اور جدید تہذیب کی بڑی بڑی مصنوعات پر انحصار کیا ہے۔ اشتراکیوں اور جمہوریت پسندوں کو کبھی یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ وہ ہمارے ممالک میں دفاعی یا بھاری ترقیاتی صنعتیں قائم کریں جو امت مسلمہ کو غیر ملکی درآمدات اور بڑی طاقتوں کی دریوزہ گری سے بے نیاز کر دیں اور جنگی اسلحہ کی فراہمی کی ضمانت اور بیماریوں کے خلاف دفاع کے لئے باہم متصادم فوجی بلاکوں میں سے کبھی ایک بلاک کی طرف اور کبھی دوسرے بلاک کی طرف جھکنے سے نجات دلائیں۔

اور تو اور ہم خود زراعت میں' جو ہزار ہا برس سے ہمارے آباء و اجداد کی قابل رشک حرفت رہی ہے اور جس کی وجہ سے ہم ساری دنیا میں شہرت رکھتے تھے' اس ضروری سطح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک ترقی نہ کر سکے جو ہمارے لئے ضروری تھی' حتیٰ کہ استعمار نے بروقت ہمارے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی کہ ہم زراعت کے علاوہ کسی دوسرے شعبہ میں حسن کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے اور اس زراعت کے سوا ہمارے پاس کچھ رکھا ہی نہیں ہے۔ ہم ہمیشہ بھوک کے ہاتھوں ہلاکت سے بچنے کے لئے دساور سے گندم درآمد کرتے رہے لیکن پھر بھی فاقہ کشی کے شکار رہے۔ اسی طرح خوراک' جس پر ہماری زندگی کا دارومدار ہے' کے حصول میں بھی اغیار کے دست نگر رہے اور انہیں پر انحصار کرتے رہے۔

لبرل ازم اور اشتراکیت دونوں نظام پس ماندگی سے ترقی و پیش رفت کی طرف معاشرہ کی رہنمائی کرنے میں ناکام رہے اور کوئی نظام بھی معاشرہ کو اس قابل نہ بنا سکا کہ وہ اغیار پر تکیہ کرنے کے بجائے اپنے وسائل پر اعتماد کرے۔ مصنوعات کو درآمد کرنے کے بجائے انہیں اپنے ملک میں پیدا کرے۔ اسلحہ کی بھیک مانگنے کے بجائے اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم کرے اور علم و ہنر کی روایت اور ترجمہ کرنے کی جگہ علمی اکتشافات میں ترقی یافتہ قوموں کی صف میں کھڑا ہو سکے۔ اس ذلت آمیز رویہ کو اس حقیقت کے علی الرغم اپنائے رکھا۔ بعض علوم اپنے ماہرین کو ان علوم کی نقل و روایت اور ترجمہ کی بھی کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ یہ علوم سربستہ راز ہیں جنہیں بے نقاب نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ حریت فکر اور طمانیت قلب کے میدان میں ناکامی۔

ہر دو غیر ملکی نظامہائے زندگی قوموں کو امن و امان' حقیقی طمانیت قلب اور حریت فکر فراہم کرنے میں بھی کامیاب و کامران ثابت نہیں ہوئے۔ کسی انسان کو یہ آزادی حاصل نہیں کہ وہ کسی معاملہ پر سوچ بچار کر سکے اور اس کے کسی ناقص پہلو پر نقدو جرح کے لئے لب کشائی کی جرات کر سکے' اسے اس میں جو کجی اور فساد نظر آئے اس پر اظہار رائے کر سکے۔ کسی شخص میں ظلم و تعدی کے خلاف خطرۂ جان مول لئے بغیر لب کشائی کا یارا نہیں ہے۔ جو شخص حق کی آواز بلند کرنے کا "جرم" کر بیٹھتا ہے اس پر شکاری کتے چھوڑے جاتے ہیں جو حریت پسند افراد کو رات کے اندھیرے میں ان کے گھروں سے ان کے اہل و عیال کی آنکھوں کے سامنے گھسیٹ لاتے ہیں اور پھر ان کو کسی دلیل' وکیل اور فریاد پر کان دھرے بغیر قید و بند کی کال کوٹھریوں میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات تفتیش و تحقیق سے پہلے ہی فیصلہ مرتب کر لیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوری دور ہو یا اشتراکی دور' مردان حر ہر عہد میں قید و بند اور ظلم و تعذیب کا تختہ مشق بنے رہے ہیں' بلکہ امر واقع تو یہ ہے کہ جمہوری عہد میں ان کے ساتھ جو ظالمانہ اور وحشیانہ برتاؤ روا رکھا گیا ہے' اشتراکی دور کے جور و جفا کو ــــــ کیت یا کیفیت کے لحاظ سے ــــــ اس انسانیت سوز ظلم و ستم سے کوئی نسبت نہیں رہی ہے' حتیٰ کہ جن لوگوں کو ہر دور میں ظلم وجور کی آگ میں جلنا پڑا ہے وہ محسوس کرتے ہیں کہ جمہوریت کی سفاکی و بربریت کے مقابلہ میں اشتراکیت کی جلاوطنی اور نظربندی ایک جنت تھی حالانکہ وہ اشتراکیت کے مظالم و شدائد کے خلاف اکثر فریاد کناں رہے ہیں۔

۳۔ عسکری شعبہ میں ناکامی

لبرل ازم کے پرستار اور اشتراکیت کے علمبردار عربوں اور مسلمانوں کے قضیوں میں فوجی امداد مہیا کرنے میں بھی ناکام رہے۔ ان کا سب سے اہم ترین اور اولین قضیہ فلسطین کا قضیہ ہے جو مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور مکہ منورہ اور مدینہ طیبہ کے بعد ان کا تیسرا مقدس مقام ہے۔ جمہوریت جس ناکامی سے دو چار ہوئی ہے اس کی مجسم تصویر ۱۹۴۸ء میں عساکر عربیہ کی ہزیمت' اسرائیلی ریاست کے قیام اور لاکھوں فلسطینیوں کی جلاوطنی' جس کی وجہ سے وہ "پناہ گزیں کہلائے" کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔

پھر انیس برس بیت گئے۔ بہت سے عرب ممالک نے اشتراکیت کا جوا اپنے گلے میں ڈالے رکھا' جہاد فلسطین کے لئے تیاری کی گئی اور سازو سامان حرب اکٹھا کیا گیا' لوگوں کے خون پسینہ سے کمائے ہوئے کروڑوں روپیوں سے اسلحہ خریدا گیا' بہت سے ماہرین اور تجربہ کار افراد کی خدمات خریدی گئیں۔ گلا پھاڑ پھاڑ کر شور و غوغا مچایا گیا اور بڑے زور شور سے اسرائیلی حکمرانوں کو دھمکیاں دی گئیں۔ پھر فوجی خود سیاسی قائد و رہنما بن گئے لیکن اس کے بعد بھی اشتراکیت پہلے سے بھی زیادہ شدید اور تباہ کن ناکامی سے دو چار ہوئی۔ یہ سب کچھ لمبی چوڑی امیدوں' سہانے اور میٹھے خوابوں' شعلہ بار بیانوں' جرات مندانہ دھمکیوں کے بعد پیش آیا۔

یہ ناکامی مجسم پیکر بن کر جون ۱۹۶۷ء کی بدترین شکست کی صورت میں ہمارے سامنے آئی۔ پھر اس عسکری شکست میں دو بڑی لغزشیں بھی شامل ہوگئیں۔ پہلی اور سب سے بڑی لغزش ہم سے یہ سرزد ہوئی کہ ہم نے اس جارحیت کے نشانات بھی مٹا دیئے اور حالات اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہج کی طرف لوٹ آئے جس پر وہ جون ۱۹۶۷ء میں چل رہے تھے۔ گویا ہم نے تسلیم کر لیا کہ اسرائیلی ریاست ظلم اور غصب کی بنیاد پر قائم ہی نہیں ہوئی تھی اور جدید ظلم و ستم نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ قدیم ظلم و جور کو سند جواز فراہم کر دی ہو۔ دوسری غلطی یہ ہوئی کہ ہم نے بے جا فخرومباہات کا مظاہرہ کیا۔ بہت سا علاقہ ضائع ہو چکا تھا' بے شمار عصمتیں بے آبرو ہوئی تھیں اور فوج احساس شکست خوردگی کا شکا ہو چکی تھی۔ اس نوع کی بے شمار ہزیمتیں' جن پر ہمارے دشمن گھی کے چراغ جلاتے اور مخلص و خیر خواہ دوست غم و اندوہ سے نڈھال ہو جاتے ہیں' ہمارا مستقبل مقدر بنی رہیں گی جب تک اقتدار و فرمانروائی کی باگ دوڑ انقلابی اشتراکی نظام کے ہاتھ میں باقی رہے گی۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ۔

ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولی : اذا لم تستح فاصنع ما شئت۔

"لوگوں نے کلام نبوت سے جو چیز حاصل کی اس کا اولین سنہرا اصول یہ تھا۔ جب تو نے شرم و حیا کو خیرباد کہہ دیا تو پھر تو جو تیرے دل میں آئے کر"

اگر امت مسلمہ کے نوجوانوں اور فوجیوں کے روزوں کے طفیل جنگ رمضان ۱۳۹۳ھ میں جنت کی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے نہ چلتے تو پھر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس رسوا کن ہزیمت کی ذلت کا بدنما داغ کب تک امت مسلمہ کی پیشانی پر موجود رہتا۔

۴۔ اخلاقی میدان میں ناکامی

مذکورہ غیر اسلامی تہذیبیں سب سے پہلے امت کی متاع اخلاق اور اس کے بنیادی فضائل اور اس کی اعلیٰ وارفع اقدار کی حفاظت کرنے میں ناکام رہیں۔ ان میں سے کوئی تہذیب بھی اس قابل ثابت نہ ہوئی کہ امت مسلمہ کو دور انحطاط کے موروثی رذائل اخلاق اور اس کے باطنی خصائل رذیلہ سے نجات دلا سکے' جن کو استعماری جنگوں نے اپنے بعد جنم دیا تھا۔

یہیں سے فساد پھیلا' شہوات میں طغیانی امڈی اور عدم استقلال' تلون مزاجی اور آوارگی کا طوفان بلا خیز موجزن ہوا۔ عورتیں ---- یا ان کی کثیر تعداد ---- شرم و حیا کے زیور سے نا آشنا ہوئیں' اور مرد بڑی تعداد میں غیرت و حمیت سے عاری۔ وہ غیور لوگ جو' اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین' عزت و آبرو اور خاندان کے محافظ تھے' رجعت پسند کہلائے جو صدیوں پرانے ذہنوں سے سوچتے ہیں' اور وہ دیوث جو اپنی عورتوں کے پاس کسی غیر محرم کی آمدورفت اور نشست و برخاست پر ذرا عار محسوس نہیں کرتے' ترقی پسند اور روشن خیال بن بیٹھے اور وہی بیسیویں صدی میں زندہ رہنے کے مستحق قرار پائے۔

دوسری طرف اضطراب' بے حیائی' مصالح عامہ کے مقابلہ میں ذاتی خواہشات و مفادات کی اندھی پیروی' دوسروں کے حقوق کا استخفاف عام ہوگیا۔ انسان ذاتی مادی منفعت عاجلہ کے خول میں بند ہوگیا۔ رشوت ستانی کی مہلک وباء اس طرح متعدی ہوئی جس طرح خشک گھاس میں آگ پھیل جاتی ہے اور یہ قول حکمت و دانش زبان زد خواص وعام ہوگیا۔

اذا کنت فی حاجہ مرسلا" وانت بھا کلف مغرم
فارسل حکیما ولا توصہ و ذاک الحکیم ھو الدرھم(۱)

اس کے بعد میں اہل وطن کے ذہنوں پر ایک منفی روح کی قیادت و سیادت مسلط ہوگئی۔ وہ امور مملکت میں عدم دلچسپی کا شکار ہوگئے اور انھوں نے حالات و معاملات کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور اس امر کی کوئی پرواہ نہ کی کہ اس کے نتائج و عواقب کس قدر بھیانک اور تباہ کن ہو سکتے ہیں۔ یہ تھا وہ فساد فکر و عمل جس میں پوری امت مبتلا ہوگئی۔

و انا اصیب القوم فی اخلاقھم
فاقم علیھم ما تما و عویلا (۲)

۵۔ روحانی میدان میں ناکامی

یہ دونوں نظام روحانی میدان میں بھی ناکام و نامراد ہوئے اور اخلاقی انار کی کا سدباب نہ کر سکے۔ کوئی نظام بھی امت ملمہ کے ایمان کو مضبوط و مستحکم نہ بنا سکا' جس سے وہ قوت حاصل کرتی اور جس پر وہ فخر کرتی ہے' جسے وہ مضبوطی سے پکڑتی ہے' جس کو وہ اپنے وجود اور بقا کی اساس تصور کرتی ہے۔ یعنی وہ اللہ پر ایمان اور اس کے الہامی پیغامات پر ایمان اور آخرت میں حساب و کتاب اور جزا سزا پر ایمان رکھتی ہے۔ نتیجہ" بے شمار لوگوں کے دلوں میں دین کی قدر و قیمت متزلزل اور مشکوک ہوگئی' تشکیک و الحاد کی ایک تندوتیز لہر اٹھی جسے اعوان و انصار کی ایک فوج ظفر موج بھی میسر آگئی اور اس کی مدد و اعانت کے لئے رسائل و جرائد کا ایک سیلاب بھی امڈ آیا اور ایسے ذرائع بھی دستیاب ہوگئے جو گمراہی' فسق اور فجور و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصیان کی اشاعت میں جت گئے۔

امت مسلمہ کے دلوں میں ایمان کی قوت کو مستحکم کرنا اور تمام شعبہ ہائے زندگی کو اس کے نور سے منور کرنا تو درکنار' یہ درآمد کردہ غیر اسلامی نظریہ ہائے حیات ایمان کی دولت کی حفاظت بھی نہ کرسکے۔ یہ نظام ایمان کی دولت کا تحفظ کیسے کر سکتے ہیں جبکہ ان کی فتح و کامرانی ایمان کی راہ کی روکاٹ اور اس کی معارض و مخالف ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دونوں نظام مغرب سے لائے گئے ہیں' جو ایمان باللہ کی صحیح معرفت سے سراسر محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تہذیب مغرب کے بارے میں دو گروہ پائے جاتے ہیں۔ پہلا گروہ وجود باری تعالیٰ کا برملا انکار کرتا ہے۔ اس کے خیال میں خدا نے انسان کو پیدا نہیں کیا بلکہ خدا انسان کی پیداوار ہے' جیسا کہ بعض مادہ پرست فلاسفہ کا عقیدہ ہے۔ کارل مارکس نے اسی نظریہ کو اختیار کیا ہے اور اسی عقیدہ پر اس نے اپنی مادی جدلیت اور علمی اشتراکیت کی اساس رکھی ہے۔

دوسرا گروہ صراحت اور قطعیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا انکار تو نہیں کرتا لیکن وہ انسان پر اللہ تعالیٰ کو حاکم و فرمانروا تسلیم نہیں کرتا' جو انسان کو کچھ کاموں کا حکم دے' کچھ کاموں سے منع کرے اور اس کیلئے کوئی ضابطہ اور قانون وضع کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔ اسی حقیقت کو علامہ محمد اسد نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: مغربی تہذیب اللہ کا انکار تو نہیں کرتی البتہ اپنے نظام فکر و عمل کے کسی شعبہ میں اللہ کے عمل دخل کو نہیں مانتی"۔

۶۔ عربی اور اسلامی میدان میں ناکامی

آزاد جمہوری نظام اور انقلابی اشتراکی نظام ایک ہی ملک کے افراد میں وحدت و اخوت اور حقیقی یگانگت و یک جہتی پیدا کرنے میں بھی ناکام رہے ہیں اور ہم نے صرف ہر طرف گروہی تصادم' باہمی منافرت' فکری جدل و نزاع' سیاسی داروگیر' مذہبی بغض و عناد' باہمی حسد اور منافرت و تصادم کے مختلف رنگ ہی دیکھے ہیں جن کی وجہ سے ایک ہی ملک مختلف چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ گیا ہے۔ جماعتیں ایک دوسرے کی دشمن بن گئی ہیں اور حکام اور رعایا کے درمیان نفرت کی خلیج وسیع ہوگئی ہے۔ حکام اپنی جنتری بجا رہے ہیں اور عوام اپنا راگ الاپ رہے ہیں۔ حکمران طبقہ ایک وادی میں سرگردان ہے اور عوام الناس دوسری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وادی میں اپنا سر پھوڑ رہے ہیں۔

اس سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان نظامہائے زندگی نے جب ایک ہی ملک کے اندر اتنا سنگین انتشار و افتراق برپا کر دیا ہے تو وہ پورے عالم عرب کے لوگوں کو جنہیں ایک امت سمجھا جاتا ہے بالخصوص زمین' مصالح اور آلام کی وحدت' زبان' ثقافت اور تاریخ کی وحدت کے رشتہ میں کیسے منسلک کر سکتے ہیں۔

جب ہم مسلمانوں پر بحیثیت امت واحدہ نگاہ ڈالتے ہیں تو باآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے یہ نظام ربع مسکون پر پھیلے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کو کس طرح متحد کر سکتے ہیں حالانکہ یہ وہ امت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے امت وسط قرار دیا ہے اور اپنی کتاب قرآن مجید میں اسے خیر امت کا طرۂ امتیاز عطا فرمایا ہے اور یہ امت اپنے عقاید و تصورات میں' اپنے شعائر و عبادات میں امت واحدہ ہے--- اخلاق و کردار میں امت واحدہ ---- آداب و رسوم میں امت واحدہ --- جذبات و آمال میں اور اپنے قانون و دستور میں حتیٰ کہ اپنی دینی' سیاسی' روحانی اور مادی قیادت میں بھی امت واحدہ ہے۔

یہ نظریات امت مسلمہ کے مختلف گروہوں کے درمیان باہمی ربط و تعلق کو پیدا کرنے اور ان کو وحدت اسلامیہ کے قریب لانے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ لازمی نتیجہ ہے اس بات کا کہ وطنیت اور آخر کار قومیت کے رجحانات غالب آگئے کیونکہ ان رجحانات نے ہمہ گیر اخوت اسلامیہ پر یلغار کر دی جس کے باعث سیاسی مکاتب فکر میں اختلاف نے سر اٹھایا اور ایسی فکر پروان چڑھی جس کی بنیاد مشرق و مغرب کی اندھی تقلید تھی۔

یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ ہر ملک مختلف اسلامی معاملات میں ایسا طرز عمل اختیار کرتا ہے جیسے وہ معاملات صرف اس کے ساتھ مخصوص ہوں اور دوسرے کے لئے وہ بالکل لایعنی ہوں اور اطراف عالم میں بسنے والے باقی مسلمان ان کی طرف ٹک ٹک دیکھتے رہتے ہیں جیسے یہ مسائل کسی اجنبی ملک میں رونما ہوئے ہوں۔ یہ مسائل نہ ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتے ہیں اور نہ ان کے آرام و سکون میں خلل ڈالتے ہیں۔

یہ ساری ناگفتہ بہ صورت لادین قومیت پر مبنی ثقافت کا لازمی نتیجہ و ثمرہ ہے۔ اسی لادین قومیت کا نتیجہ ہے کہ ترکیہ نے ------- یعنی اس کی تمام حکومتوں نے' جو نصف صدی سے یکے بعد دیگرے برسر اقتدار آئیں---- اسرائیل کو تسلیم کر رکھا ہے اور عربوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے احساسات و جذبات' ان کے ساتھ اخوت کے رشتوں اور ان کے حقوق کو پس پشت ڈالتے ہوئے اسرائیل کے ساتھ سفارتی' اقتصادی اور ثقافتی تعلقات استوار کر رکھے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو چیز ترکی کو عالم عرب سے جوڑ سکتی ہے وہ اسلام کی قوت ہے۔ لیکن ترکی قومیت اور جدید مادی طورانی قومیت ---- کمال اتاترک کی ترکی---- نے ترکی اور اسلام کے مابین پائے جانے والے تمام روابط کو کاٹ دیا ہے۔ ترکی اور عالم عرب کے درمیان اگر کبھی کوئی قدر مشترک باقی تھی تو اسے بھی مٹا دیا حتیٰ کہ اس نے عربی رسم الخط کو بھی منسوخ و ممنوع کر دیا۔

دوسری طرف تنازعہ قبرص کے بارے میں ---- جو قبرص کے ترک مسلمانوں اور مسیحی یونانیوں میں پایا جاتا ہے ---- عربوں نے ویسا ہی موقف اختیار کیا جیسا ترکی نے مسئلہ فلسطین کے بارے میں عربوں کے خلاف اختیار کیا۔ مختصر الفاظ میں عالم عرب اسقف (مسیحی پادری) مکاریوس اور اس کے حامیوں کی صف میں کھڑا تھا' یہاں تک کہ بعض عرب ممالک نے اس کو اسلحہ بہم پہنچایا تاکہ وہ اس اسلحہ کے ساتھ ان مسلمانوں کے خلاف لڑیں جن کو محاصرہ میں لے کر آہنی و آتشیں اسلحہ کے بجائے بھوکے پیاسے قتل کیا جا رہا تھا۔

میں نے جب ۱۹۶۷ء کے موسم گرما میں ترکی کا دورہ کیا تو میرے خطاب کے بعد بہت سے لوگوں نے مجھ سے پوچھا:

"عرب مسلمانوں نے مسلمان ترک بھائیوں کے خلاف مکاریوس کا ساتھ کیسے دیا؟"

میرا جواب تھا:

"اے اہل ترکی! تم نے مسلمان عربوں کے مقابلہ میں اسرائیل کی حمایت کیسے کی اور اس کو کیسے تسلیم کر لیا؟"

انہوں نے کہا:

"یہ لادین حکومتوں کا کارنامہ ہے۔ ہم نہ ان کی سیاست کو پسند کرتے ہیں اور نہ ان کی پالیسی کو تسلیم کرتے ہیں"۔

میں نے جواب دیا کہ "یہی معاملہ ہمارا ہے۔ عربوں کی اکثریت مسلمانوں کے ساتھ ہے اور ان کے ساتھ اخوت اور یک جہتی پر یقین رکھتی ہے' لیکن لادین قومیت پر استوار حکومتوں نے ترک دشمنی کو عربوں پر مسلط کر دیا ہے۔ میں اس موقف کے بارے میں بس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنا ہی جانتا ہوں"۔

مسئلہ کشمیر کے بارے میں عربوں کا رویہ یا تو ایک خاموش تماشائی کا رہا ہے جو اس مسئلہ سے بالکل الگ تھلگ رہے یا وہ علانیہ یا خفیہ ہندوستان کی جارحانہ سیاست کی حمایت و موافقت کرتے رہے کیونکہ ہندوستان ان کا ہم سفر اشتراکی ملک تھا۔ مسئلہ کشمیر کے بارے میں عربوں کی یہ سرد مہری اس حقیقت کے علی الرغم تھی کہ پاکستان نے ہمیشہ مسئلہ فلسطین پر عربوں کے موقف کی حمایت کی تھی۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے بارے میں بھی عربوں کا طرز عمل اور موقف یہی رہا حتیٰ کہ ہم نے ایک روز شیخ ازہر' جو مصر کے شیخ الاسلام بھی ہیں' کا عجیب و غریب بیان پڑھا جس میں انہوں نے دونوں ملکوں کو جنگ بندی کی دعوت دی تھی۔ انہیں نہ تو یہ توفیق نصیب ہوئی کہ وہ ایک برادر مسلم ملک پاکستان کی حمایت میں لب کشائی کر سکیں' جس پر بت پرست ہنود نے ظلم و جور کی توپوں کے دہانے کھول دیئے تھے ---- وہ ہنود جن کے دلوں میں پاکستان کے خلاف کوٹ کوٹ کر بغض و عناد بھرا ہوا ہے اور جو روز اول سے پاکستان کو نیست و نابود کر دینے کے لئے گھات لگائے بیٹھے ہیں ----- اور نہ وہ اس مسئلہ پر سکوت اور غیر جانبداری کا رویہ ہی اختیار کر سکے تاکہ وہ ضعیف ترین ایمان کے درجہ پر ہی قائم رہ سکتے۔

بنا بریں جب مسجد اقصیٰ پر اسرائیلوں نے قبضہ کر لیا اور بعد میں اسے نذر آتش کر دیا اور عالم اسلام میں اس حادثہ فاجعہ پر ذرا بھی اضطراب کی لہر پیدا نہ ہوتی اور محض جذباتی جوش و خروش کی جگہ کوئی مثبت قدم نہ اٹھا' تو ہمیں اس پر کوئی تعجب نہ ہوا کیونکہ اسلامی رشتے منقطع ہو چکے تھے اور اسلامی روح کا شعلہ سرد پڑ چکا تھا ------ وہ اسلامی روح جس کا شعلہ نہ مصر میں منعقدہ مسلم دانشوروں کی قرار دادوں سے فروزاں ہو سکتا ہے اور نہ مکہ مکرمہ میں ہونے والی رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس کے احتجاجات اس کو جلا بخش سکتے ہیں کیونکہ مسلمان خواب گراں میں محو ہیں اور سوئی ہوئی قوم سن نہیں پاتی۔ لہٰذا قرار دادیں پاس کرنے اور صدائے مطالبات بلند کرنے سے پہلے دعوت بیداری اور تحریک احیاء برپا کرنا لازمی و لابدی ہے۔

یہ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ "سوشلسٹ" جوان صداہائے احتجاج کے نتائج کے بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسرور وشاداں ہیں کیونکہ ان احتجاجات کی حیثیت اندھے کنویں کی صدائے بازگشت سے زیادہ کچھ نہیں' ہمارے مصائب و آلام پر آنسوے بہاتے ہیں۔

اس فساد اور خرابی کا ذمہ دار کون ہے؟۔ یہ وہ نظام ہیں جو ان بلاد اسلامیہ پر حکمران و غالب رہے ہیں اور وہ تحریکات ہیں جو ان ممالک کی رہنما بنیں اور جنہوں نے ان ممالک کو متحرک رکھا اور جنہوں نے ان کے اندر روح اسلام کو بھسم کر ڈالا۔ ان تحریکات کے باعث جاہلی طور طریقوں کو حیات نو مل گئی۔

انقلاب ۱۹۱۹ء کے بعد مصر کی وطنی حکومت پر "المثاق" کی تنقید

مصر کے جریدہ "المیثاق" نے لبرل رجحان کو ہدف تنقید و ملامت بنایا ہے' جسے ۱۹۱۹ء کے بعد مصر میں غلبہ اور بالادستی حاصل ہوئی۔ تین امور ایسے تھے جو قومی مقاصد و اہداف کے حصول میں مصر کے وطن پرست انقلاب کی ناکامی کے واضح اسباب ہے۔

۱۔ اجتماعی تبدیلی سے چشم پوشی

انقلابی قائدین اور سیاسی زعماء نے اجتماعی تبدیلی کے تقاضوں سے اس لئے صرف نظر کر لیا کہ اس "تاریخی دور" نے اپنی فطرت کے عین مطابق کچھ جاگیرداروں کو ان سیاسی جماعتوں کی اساس بنا دیا جو انقلاب کی قیادت و رہنمائی کا ارادہ رکھتی تھیں۔

بعض مالی سرگرمیوں کو مصری حکومت کی ملکیت میں دینے کی دعوت ہی اس وقت سب سے بڑی جدوجہد تھی جبکہ ملکی دولت کی تقسیم کا از سر نو آغاز و اہتمام ہی بنیادی طور پر وہ صحت بخش تقاضا تھا جس کی تکمیل کیلئے بلا پس و پیش اور بلا تاخیر اقدام کا آغاز ضروری تھا۔

۲۔ عربوں سے رابطہ قائم کرنے میں غفلت

اس وقت انقلابی قائدین کی نگاہ صحرائے سینا سے پار نہ جاسکی۔ وہ مصری تشخص کو متعین کرنے سے قاصر رہے اور تاریخ کے دریچوں میں سے اس حقیقت کا مشاہدہ نہ کر سکے کہ مصری وطنیت اور مصری قومیت کے درمیان کوئی تصادم نہیں ہے اور یہ دونوں ایک ہی چہرے کے دو رخ ہیں۔

یہ قیادتیں تاریخ سے کوئی سبق نہ سیکھ سکیں۔ ان سے یہ بھی نہ ہوسکا کہ وہ اپنے دشمن ہی سے کوئی سبق لیتیں جو پوری عرب قوم سے برسرپیکار ہے اور اس کے ساتھ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد طبقہ کی حیثیت سے معاملہ کرتا ہے اگرچہ یہ عرب قوم کتنے ہی مختلف قومی گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔

پھر انقلابی قیادتیں معاہدہ بالفور کی سنگینی اور نزاکت کا ادراک بھی نہ کر سکیں جس نے اسرائیل کے ناجائز بچہ کو جنم دیا تھا تاکہ وہ عرب کے وسیع علاقہ کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ایک فیصلہ کن قوت اور اس کو خوف و ہراس میں مبتلا کرنے کے لئے ایک بیس (BASE) ثابت ہو۔

اس ناکامی کی بنا پر عربوں کی سرفروشانہ جدوجہد ایک انتہائی بحرانی گھڑی میں انقلابی مصر کی حمایت و نصرت سے محروم رہی۔ استعماری طاقتوں نے اتنی قوت پکڑی کہ وہ عرب قوم کے ساتھ جو معاملہ چاہیں کریں-- وہ عرب قوم جس کا جوڑ جوڑ ٹوٹ چکا تھا اور جس کی جدوجہد منتشر ہو چکی تھی۔

۳۔ نام نہاد آزادی سے فریب خوردگی

انقلابی قیادتیں اپنی جدوجہد کے اسلوب اور ان اسلوب کے درمیان ہم آہنگی پیدا نہ کر سکیں جن سے استعمار ایسے نازک وقت میں مختلف قوموں کے انقلابات کا مقابلہ کرتا ہے۔ استعماری قوتوں نے یہ راز پالیا ہے کہ عوامی انقلابات کے خلاف عسکری قوت کا استعمال ان کے اندر اشتعال و سرکشی کو مزید بھڑکا دیتا ہے۔ اس لئے انہوں نے سیف و سناں کے بجائے دجل و فریب کا راستہ اختیار کیا اور خوشنما نمائشی رعایتوں کی پیش کش کے ساتھ استعماری قوتوں نے نام نہاد آزادی اور خوشنما مراعات اور اس آزادی کے جوہر حقیقی کے درمیان اشتباہ و التباس پیدا کرنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اور علاقائی و طبقاتی حالات کی منطق نے ان کے لئے اس غلط مبحث کو خوش نما بنا دیا--

اس عرصہ میں استعمار نے ہمیں صرف استقلال کا نام دیا لیکن اس کا مضمون چھین لیا' آزادی کا نعرہ تو عطا کیا لیکن اس کی روح کو سلب کر لیا اور اس طرح یہ نعرہ بے معنی استقلال و خود مختاری اور ایسی آزادی کے اعلان کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا' جو بیرونی بالادستی کی سنگینوں کے زخموں سے چور چور تھی۔

اس شخصی اقتدار کی وجہ سے استعمار کی غلامی کی زنجیروں میں مزید اضافہ ہوگیا' جو استعماری آقا ہمیں عطا کر گیا تھا اور جس نے وطن عزیز کو مکمل فتح سے قبل ہی "مال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غنیمت" کی بندربانٹ کے لئے دستور کے نام پر اختلاف و انتشار میں مبتلا کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی کشمکش اور جماعتی تصادم مصر کے اندر تفریح طبع کا سامان بن گیا' جس نے عوام الناس کی توجہ کو اپنے اندر جذب کر لیا اور انقلابی قوت کو جلا کر راکھ بنا دیا جس کے ذرات ہوا میں منتشر ہوگئے لیکن اس کا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہ ہوا (۳)

۱۹۱۹ء کے انقلاب کی غلطیوں کا اعادہ

۱۹۵۲ء کے انقلاب نے ۱۹۱۹ء کے انقلاب کی غلطیوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا یہی وہ تین امور ہیں جن پر جمال عبدالناصر کے عہد کے المیثاق نے ۱۹۱۹ء کے انقلاب ---- بالفاظ دیگر مصر کی لبرل جمہوریت ---- کے خلاف گرفت کی تھی' جس کی وجہ سے عربوں کی امنگوں اور مطالبوں کو ناکامی سے دو چار ہونا پڑا۔ یہ وہ حقیقی اور اصل خامیاں اور برائیاں ہیں جن کے رد و انکار کی کسی کو مجال نہیں ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ۱۹۵۲ء کے انقلاب نے ۱۹۱۹ء کے انقلاب سے کوئی سبق سیکھا ہے؟ بالفاظ دیگر کیا مصر کی انقلابی اشتراکیت یا عرب سوشلزم نے لادین وطنی لبرل ازم اور اس کی غلطیوں سے کوئی درس عبرت حاصل کیا ہے؟ تاریخ کا فیصلہ یہ ہے کہ مصر کی انقلابی اشتراکیت نے انقلاب کے اس انجام سے' جو اسے ورثہ میں ملا اور اس رجحان سے جسے ان نے اپنے پیچھے پروان چڑھایا' کوئی سبق حاصل نہیں کیا ہے اور ان خرابیوں اور خامیوں سے ' جنہیں اس نے رد کر دیا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا حالانکہ امید کی جاتی تھی کہ اس نے اپنے پیچھے آثار و نتائج کی جو فصل بوئی ہے وہ اس کی آنکھیں کھول دے گی اور اس پر بڑے بڑے حقائق منکشف ہو جائیں گے۔ ان میں سب سے بڑی حقیقت یہ تھی کہ یہ انقلابی اشتراکیت اپنی ذات کو دریافت کرے گی اور اپنی اصلی حیثیت کو پہچان لے گی' لیکن افسوس وہ اس عرفان ذات میں ناکام ہی رہی ۔ اسی لئے وطنی لبرل ازم کے انقلاب کی طرح عرب سوشلزم کے انقلاب کو بھی ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔

عرب سوشلزم کی ناکامی کے نمایاں اسباب

ا۔ اجتماعی تبدیلی کی حقیقت اور اس کی تکمیل

ا۔عرب کے انقلابی مصر میں خوصا" اور دوسرے عرب ممالک میں عموما" اس اجتماعی تبدیلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں جس کا نعرہ انہوں نے بلند کیا' جس کی آرزو خطہ کی قومیں اپنے سینوں میں پالے ہوئے تھیں اور اسلامی تحریک نے جس کی ضرورت کا شعور بیدار کرنے اور اس کے مطالبہ کے لئے ان کو مجتمع کرنے میں بڑا بنیادی کردار ادا کیا تھا۔

قائدین اس خام خیالی کا شکار رہے کہ صرف چہروں کو بدل دینے' صنعتوں کو قومیا لینے اور جاگیروں کی ضبطی کے آرڈیننس جاری کرنے سے ایک فاسد معاشرہ کی جگہ ایک صالح معاشرہ معرض وجود میں آجائے گا۔

وہ اس وہم و گمان میں مبتلا رہے کہ غور و فکر سے عاری مسودہ ہائے قوانین اور جلد بازی میں جاری کردہ آرڈیننس جن کی افلویت میں پروپیگنڈا مشینری زمین آسمان کے قلابے ملا دیتی ہے اور جن کے گرد پراپیگنڈا کا ایک بہت بڑا ہالہ بنا دیتی ہے' حالات کا رخ بدلنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔

۲۔ ہمارے ان انقلابی رہنماؤں نے ایک صالح انقلاب برپا کرنے کی کوشش میں اخلاقی اور روحانی عنصر کو بالکل نظر انداز کر دیا حالانکہ کوئی بھی اجتماعی انقلاب روحانی' فکری اور ذہنی انقلاب سے بہتر ہو سکتا ہے نہ اس کا ہم پایہ ۔ دل و نگاہ کے انقلاب کے بغیر جو انقلاب بھی آئے گا' ناکامی اور یاس و حرماں اس کا مقدر ہوگا۔ لہٰذا صالح اجتماعی انقلاب کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے روحانی انقلاب برپا کیا جائے یا کم از کم معاشرتی انقلاب کے شانہ بشانہ اس کو پروان چڑھایا جائے۔

بقول شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ :

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

قرآن مجید نے اجتماعیت کے اس کلیہ (سنت) کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے اور اسے قانون الٰہی کا درجہ دیا ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما با نفسھم(۴)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی تاوقتیکہ وہ اپنے آپ کو نہ بدل لیں

۳۔ دوسری بات جس سے انکار ممکن نہیں یہ ہے کہ لوگوں کی سیرت و کردار میں انقلاب برپا کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی سہل کام نہیں ہے۔ یہ کوئی قمیض یا فیشن نہیں کہ جب چاہا بدل لیا۔ بلکہ اس سیرت سازی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر انقلاب پیدا کرکے اس کو ایک نئی شخصیت عطا کی جائے۔ اس کے افکار' اس کے اغراض و مقاصد اور اس کے عادات و اطوار کو تبدیل کر دیا جائے۔ یہی حقیقی تبدیلی ہے کیونکہ اس انقلاب کی فرمانروائی صرف ظاہر تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کی جڑیں روح و جوہر تک گہری ہوتی ہیں۔ یہ انقلاب معلم انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق ہوتا ہے:

الا ان فی الجسد مضغتہ اذا صلحت صلح الجسد کلہ' واذا فسدت فسد الجسد کلہ' الا وھی القلب(۵)

"خبردار' جسم کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب اس میں فساد آجاتا ہے تو سارا جسم فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔ خبردار' اور یہ لوتھڑا دل ہے"

فکر و نظر کا یہ انقلاب صرف اور صرف ایمان ہی کے ذریعے برپا ہو سکتا ہے(۶)

---- وہ ایمان جس نے عرب کے متفرق اور باہم برپر سرکار قبائل کو خیرامت بنا کر اطراف عالم میں پھیلادیا جہاں وہ حق کا پرچار کرتے' خیر کی دعوت دیتے' لوگوں کو غیراللہ کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی غلامی و بندگی کا درس دیتے اور ادیان باطل اور ظالم و جابر فرمانرواؤں کے ظلم و ستم کے چنگل سے نکال کر ان کو اسلام کے نظام عدل کی گھنی چھاؤں کے نیچے لاتے تھے۔

یہ ایمان ہی کا معجزہ تھا کہ جب اس نے دلوں کو بشاشت سے معمور کر دیا اور فرعون کے جادوگروں کی کایا پلٹ کر رکھ دی کہ یا تو وہ فتنہ گناہ میں مبتلا تھے اور فرعون مصر سے انعام و اکرام اور اس کی قربت کے طلبگار تھے یا اب وہ آزاد مشرب اور طاقتور مومن بن گئے تھے اور فرعون مصر کی قوت و جبروت اور اس کے سرکش سپاہیوں کی دھمکیوں کے علی الرغم وہ اپنے ایمان کی بنیاد پر متحد ہو گئے۔ فرعون نے انہیں انعام و اکرام کا لالچ دیا' قتل کرنے اور سردار چڑھا دینے کی دھمکیاں دیں لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔ انہوں نے دو ٹوک الفاظ میں واضح کر دیا کہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لن نوثرک علی ما جاء نا من البینات والذی فطرنا' فاقض ما انت قاض۔ انما تقضی ھذہ الحیاۃ الدنیا (٤)

"اس ذات کی قسم جس نے ہمیں پیدا فرمایا' روشن نشانیوں پر جو ہم تک آچکی ہیں' تجھے کبھی ترجیح نہیں دیں گے۔ تو جو کچھ کرنا چاہے کر لے' تو زیادہ سے زیادہ بس اس دنیوی زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہے"۔

اسلام کی جلیل القدر ہستیاں ہمارے لئے نمونہ ہیں کیونکہ ایمان آج بھی مصری قوم میں وہی انقلاب برپا کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ فراعنہ مصر کے سحر کو خیرباد کہہ دے اور اللہ کے راستے کی معرفت پیدا کرلے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

کاش' ہمارے دور کے انقلابیوں نے روحانی اور اخلاقی عنصر کو نظرانداز کرنے پر ہی اکتفا کیا ہوتا۔ لیکن انہوں نے روحانی اور اخلاقی اقدار پر پے در پے حملے کئے' ان اقدار کے خلاف طبل جنگ بجایا اور ان اعلیٰ وارفع اقدار کے علمبرداروں کو طرح طرح کی اذیت ناک اور انسانیت سوز سزاؤں کا تختہ مشق بنایا اور یہ نام نہاد انقلابی ظلم وجور اور تمسخر و استہزا پر جری ہوگئے۔ انہوں نے آزادی و اباحیت پسندی کی لگامیں کھلی چھوڑ دیں اور فوجی پیرکوں اور سیروسیاحت کی جماعتوں میں نوجوان مردوں اور عورتوں کے اختلاط کو رواج دیا۔

۴۔ اسی طرح ان انقلابیوں نے ایک دوسرے عنصر کو بھی نظر انداز کر دیا' جو پہلے عنصر کی تکمیل کرتا ہے' بلکہ اگر تم چاہو تو اس عنصر کو پہلے عنصر کی تکمیل کی شرط قرار دے سکتے ہو۔ یہ اہم عنصر سیاسی آزادی ہے۔ افراد معاشرہ کو زیادہ سے زیادہ آزادی دنیا ایک ناگزیر برائی (Necessary Evil) ہے تاکہ اجتماعی انقلاب طیب اور بابرکت برگ و بار لاسکے اور بے گیاہ گھاس پھوس کو پیدا ہونے سے روک سکے۔

لیکن ان انقلابی رہنماؤں نے جان بوجھ کر حریت فرد کو پس پشت ڈالا' اس کی قدروقیمت کو کم کیا اور ہر طرح سے اس کی مخالفت کی۔ چنانچہ انہوں نے جھوٹے اور گمراہ کن دلائل کے ذریعہ ملک کے بہترین افراد کو رائے دہی اور تنقید کی آزادی' تقریر و تحریر کی آزادی اور اجتماع کی آزادی سے' جس کے ذریعہ باطل افکار کو بے نقاب کیا جاسکتا ہے'محروم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیا۔ حریت فکر پر اس قدغن کا یہ جواز پیش کیا گیا کہ اس کی غرض انقلاب دشمنوں سے یا کسی جوابی انقلاب سے موجودہ انقلاب کا تحفظ و دفاع ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کس چیز نے پہلے انقلاب کو برحق قرار دے دیا اور جوابی انقلاب (Counter Revolution) کو باطل؟ کیا پہلا انقلاب محض اس لئے جائز ہے کہ وہ پہلے رونما ہوگیا اور دوسرا تاخیر فی الوقوع کی بنا پر بغاوت ہے؟ یا کیا انقلاب اول محض اس وجہ سے جائز ہے کہ اسے غلبہ و تسلط نصیب ہوگیا لہٰذا جو انقلاب بھی اس کے خلاف برپا ہوگا وہ کسی شرعی اور قانونی جواز کا حامل ہے اور نہ اسے زندہ و باقی رہنے کا کوئی حق حاصل ہے۔

انقلابی رہنماؤں نے جو نعرہ بلند کیا وہ بھی عجیب و غریب تھا۔ ان کا نعرہ تھا **لا حریتہ لا عداء الحریتہ** ---- آزادی کے دشمنوں کے لئے کوئی آزادی نہیں ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر آزاد زبان پر پہرے بیٹھا دیئے جائیں۔ ہر آزاد فکر کا گلا گھونٹ دیا جائے اور ہر آزاد قلم کو توڑ ڈالا جائے کیونکہ یہ آزاد زبانیں ' یہ آزاد قلمیں اور یہ آزاد افکار "آزادی کے دشمن" ہیں---- وہ آزادی جو ارباب اقتدار کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں اور جس طرح چاہیں ان کی تقدیروں اور عزتوں سے کھیلتے رہیں۔

پھر جب تک ایک اجتماعی تبدیلی کو ایک عقیدہ ---- اساسی نظریہ ---------- پر جس پر لوگوں کا ایمان ہو' استوار نہیں کیا جاتا' اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا جاتا' اس کے لئے قربانی نہیں دی جاتی اور اس کی متعین کردہ حدود و قیود کی پابندی و پاسداری نہیں کی جاتی' اس وقت تک یہ ایک ایسی تبدیلی ہوگی جس کا کوئی ہدف نہ ہو۔

یہ انقلاب زیادہ سے زیادہ ایک چیز کو ختم کر کے کسی دوسری چیز کو یا ایک پرانے نظام کی جگہ کسی نئے نظام کو لاسکتا ہے۔ یہ ایک ایسی تبدیلی ہے جس کے اندر تعمیر نہیں تخریب مضمر ہوتی ہے۔

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ ان انقلابی قائدین نے ایک عقیدہ وحیدہ کو نظرانداز کر دیا جس کے علاوہ عرب کسی عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی دوسرے عقیدہ تلے جمع ہو سکتے ہیں' اور یہ عقیدہ اسلام ہے۔ پھر ایک طویل عرصہ تک فکری میدان خالی رہا یا اہل عرب اس دور میں تردد و تذبذب اور بے یقینی کا شکار رہے۔ اس نظریاتی خلا کو فکری دریوزہ گری سے پر کیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اہل عرب اپنے عملی و فکری ورثہ اور اپنی تہذیب و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمدن سے نابلد رہے اور اپنے وجود' اپنے دین اور اپنی عظیم الشان تاریخ کی معرفت کے فقدان کا شکار ہوگئے۔ ان کے اندر بڑے بڑے لیڈروں کی خوشنودی کے حصول کی خواہش پیدا ہوئی' جو رجوع الی الاسلام کے سخت دشمن تھے۔

گداگری ان بے ہمت اور ناکارہ لوگوں کے لئے آسان ترین راستہ ہے جو جدوجہد کے بغیر مالدار بننا اور محنت و مزدوری کے بغیر دولت جمع کرنا چاہتے ہیں۔ عالم حیرت میں مغربی فکر کی خوشہ چینی اور مغربی اداروں کی کوچہ گردی کرتے ہوئے ان رہنمایان قوم کو علمی اشتراکیت کی خبر ملی اور وہ یہ "سوغات" لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور اس میں چند دینی افکار کی پیوند کاری کر کے اس کو یہ نوید سنائی کہ اشتراکیت کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے میں دنیا و مافیہا کی کامرانیوں کا راز مضمر ہے اور اس سے روگردانی ابدی نامرادیوں کا پیش خیمہ ہے۔

اس کا نتیجہ اضطراب اور پریشان فکری کی صورت میں نکلا - یہ ایک ایسا بیج تھا جسے ہوا میں پھینک دیا گیا ہو جو کبھی بار آور ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک ریت کے ٹیلے پر عمارت تھی جس کو قرار و ثبات حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیا اس عمارت کا قائم رہنا ممکن ہے؟

بنابریں ہم ایک غلط راستہ پر چلتے رہے۔ اس راہ پر چلنے والا مسافر کتنے ہی بیابان عبور کرلے' کتنی ہی طویل مسافتیں طے کر لے' کتنی ہی محنت و مشقت جھیل لے' کتنا ہی پسینہ بہالے وہ اپنے مقصود مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا' بلکہ قدم بہ قدم وہ اپنی منزل سے دور ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے واضح ہدف کا سراغ کھو چکے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ عرب کی انقلابی قیادتیں وہ معاشرتی تبدیلی لانے میں ناکام رہی ہیں جس کا نعرہ انہوں نے بلند کیا تھا کیونکہ وہ نہ اس تبدیلی کی حقیقت کا فہم و ادراک ہی رکھتی تھیں اور نہ اس کی شرائط ہی سے آگاہ تھیں۔ وہ اس ماحول کا شعور بھی نہیں رکھتی تھیں جس میں یہ تبدیلی نشوونما پاتی اور بار آور ہوتی ہے۔ انہوں نے وہ راستہ بھی اختیار نہ کیا جو اس منزل کی طرف رہنمائی کرتا تھا اور نہ انہیں اس بنیادی کا ادراک تھا جو اس ہمہ گیر انقلاب کی عمارت کیلئے لازمی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اس غلط راستہ پر حیران و پریشان سرگرداں رہیں' لغزشیں کھاتی رہیں اور تناقضات کا شکار ہوتی رہیں۔

عالم عرب کی بعض بائیں بازو کی جماعتوں نے لوگوں سے اقدار و اخلاق' عقاید و نظریات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اغراض و مقاصد ہر چیز کو بدل دینے کا انتہائی مطالبہ کر دیا۔ اب لفظ انقلاب تخریب محض کا ہم معنی ٹھہرا۔ یہ ایک ایسی طوفانی آندھی کی شکل میں نمودار ہوا جو اپنے راستہ میں حائل ہر چیز کو ریت کے ذرات کی طرح اڑا لے جاتی ہے۔

عالم عرب اور اسلام کے درمیان حقیقی رشتہ

۱۹۱۹ء کے انقلاب کے بعد جب مصر کے جریدہ المیثاق نے ارباب اقتدار کی مذمت کی تو ان کو مصری تشخص کی شناخت اور مصری و منیت اور عرب قومیت کے درمیان پائے جانے والے تاریخی رشتہ کو سمجھنے سے قاصر پایا۔ انہوں نے تاریخ سے کوئی عبرت پکڑی اور نہ اپنے دشمن ہی سے کوئی سبق سیکھا جو پوری امت عربیہ کو ایک ہی اکائی سمجھ کر اس کے ساتھ صرف ایک ہی منصوبہ کے لئے معاملہ کرتا ہے۔ چنانچہ انقلاب ۱۹۱۹ء اور اس کے بعد رونما ہونے والے انقلابات کے نتیجہ میں جتنی قیادتیں برسر اقتدار آئیں ان کو ہدف تنقید بناتا ہے کیونکہ وہ مصر کے تشخص کے تعین سے عاجز رہیں اور تاریخ کے آئینہ میں عالم عرب اور اسلام اور اقوام عرب اور ملت اسلامیہ کے درمیان گہرے رشتہ و تعلق کو نہ دیکھ سکیں۔

بلاشبہ عربی تشخص کا اسلام کے ساتھ جو رشتہ ہے' اس کی حیثیت وہی ہے جو ایک عضو کی جسم کے ساتھ ہوتی ہے چنانچہ اسلام نے عربوں کی تاریخ' ان کی عظمت و رفعت اور تہذیب و ثقافت کو جنم دیا' ان کی زبان و لغت کو حیات جاوداں عطا کی اور دنیا میں بالعموم اور اقوام اسلامیہ میں بالخصوص ان کی شہرت کو چار چاند لگائے۔

یہ اسلام ہی تھا جس نے اہل عرب کو ایک رہبر و رہنما امت بنا دیا' ان کے ہاتھوں میں اقوام عالم کی قیادت کی باگ دوڑ دی' ان کے مختلف گروہوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا' انہیں جہالت اور بت پرستی کی ضلالت اور جاہلیت کی غلاظت سے نجات دلائی اور گمراہی کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کے اجالوں سے بہرہ ور کیا۔ اسی اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یتلو علیھم ا یا تہ و یز کیھم و یعلمھم ا لکتا ب و ا لحکمتہ و ا ن کا نو ا لفی ضلا ل مبین(۸)

"وہ ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے' ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(قرآن) اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے"۔

بعثت نبویؐ سے لیکر گذشتہ چودہ سو برسوں میں اہل عرب اور عالم اسلام نے اگر کوئی پیش قدمی کی ہے یا انہیں کوئی کامیابی حاصل ہوئی ہے تو وہ محض اسلام ہی کا فیضان تھا۔ اسی طرح اقوام عرب کو امت مسلمہ کے ساتھ جو ارتباط و تعلق ہے وہ ایک قائم و دائم ارتباط ہے جس سے دشمنان اسلام کے سوا کسی کو مجال انکار نہیں ہے کیونکہ یہ تعلق و ارتباط وحدت عقیدہ' وحدت شریعت' وحدت مقصد' وحدت ثقافت' وحدت تاریخ اور وحدت مصالح کی اساس پر قائم ہے۔ ان تمام وحدتوں نے وحدت افکار و احساسات اور وحدت آلام و آمال کو پیدا کیا اور تمام عربوں اور مسلمانوں کو اپنی خداداد قوتوں اور صلاحیتوں کا عرفان بخشا اور ان کے اندر یہ شعور بیدار کیا کہ وہ امت واحدہ ہیں' حامل قرآن امت ہیں اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری امت ہیں۔

اہل عرب کو مشرق و مغرب میں بسنے والے اپنے مسلمان بھائیوں سے جو باہمی ربط و تعلق ہے اس کی حیثیت وہی ہے جو جزو اور کل کے درمیان رشتہ کو حاصل ہوتی ہے۔ وہ جسم کے محض ایک جزو کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان کو جسد اسلامی میں سر یا دل کی حیثیت حاصل ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ اس نے اپنی عظیم الشان الہامی کتاب ----- قرآن مجید ----- کو عربی مبین میں نازل فرمایا اور اپنے جلیل القدر رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب قوم سے نبی بنا کر اٹھایا' بیت عتیق کو ارض عرب میں بنایا' اسلامی دعوت کو چار دانگ عالم میں پہنچانے کے لئے اہل عرب کو منتخب فرمایا اور عربوں کو مسلمانوں کی قیادت و سیادت کے مرتبہ جلیلہ پر متمکن کیا۔چنانچہ تمام مسلمان آج عربوں کو اسی حیثیت سے دیکھتے ہیں کہ وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں' اسلام کے حامی و علمبردار ہیں اور تمام مسلمانوں سے افضل و اولیٰ ہیں کیونکہ وہ دین حنیف کے وارث اور ساری دنیا میں اسلامی دعوت کی تبلیغ و اشاعت کے علمبردار ہیں۔

عرب کی انقلابی قیادتوں نے اہل عرب کو عرب قومیت کی طرف دعوت دی حالانکہ وہ مذکورہ حقیقت سے نہ بے خبر تھے نہ ناواقف ۔ ان کی نگاہیں عرب قومیت کی خلیج کو عبور نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکیں تاکہ وہ ستر کروڑ'(۹) مسلمانوں سے رشتہ استوار کر سکیں جن کے قلوب و اذہان اور جذبات و احساسات پر اسلام نے عرب کا رنگ چڑھا دیا ہے اور جو دنیا کی پانچویں بڑی قوم ہیں' جو مادی اور افرادی قوت سے مالا مال ہیں' ایک تیسرا بلاک بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو عالمی طاقت کے توازن کو بدل سکتا ہے۔ اسی طرح وہ اعلیٰ ثقافتی و تہذیبی اقتدار کے مالک بھی ہیں جو ان کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے پیغامبر کے منصب جلیلہ پر فائز کرتی ہیں اور جو تباہی و بربادی کے سمندر میں غرق انسانیت کے لئے سفینہ نجات ثابت ہو سکتے ہیں۔

عالم اسلام کی قوت کے ستون

عالم اسلام قوت کے جن عناصر سے بہرہ ور ہے' ان میں سے بعض کو پاکستان کے محقق جناب نذیر احمد خاں مرحوم اٹارنی جنرل پاکستان کی تحقیق کے حوالہ سے نقل کرتا ہوں۔

ا۔ عالم اسلام کے لئے حکمت عملی کی تشکیل

بلاد اسلامیہ کرہ ارضی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور مسلم ممالک انڈونیشیا سے لیکر مراکش تک واقع سارے منطقہ پر ایک طویل زنجیر کے حلقوں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ زنجیر کے یہ حلقے باہم متصل ہیں اور انہیں بہترین سٹرٹیجی (حکمت عملی) کے مواقع حاصل ہیں۔

۲۔ عددی قوت کی تنظیم

عددی لحاظ سے مسلمانوں نے ایک بنیادی عامل کو نظر انداز کر دیا ہے جو خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس وقت تقریباً ۲۵۰ ملین مسلمان(۱۰) روئے زمین کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر پانچواں فرد آپ کو مسلمان ملے گا۔ جس وقت اس عددی قوت کی بطریق احسن تنظیم ہوگی اور اس کی صحیح خطوط پر تربیت کی جائے گی تو وہ تمام عالمی معاملات میں مسلمانوں کے معاملات کے مستقبل کی عملی ضمانت ثابت ہوگی۔

۳۔ سیاسی میدان میں مرکز سے گریز

۳۶ کے لگ بھگ اسلامی ریاستیں ایسی ہیں جو اس طرح باہم منسلک ہیں کہ وہ اقوام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحدہ کی شکل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ اسلامی مملکتیں ایک مشترک مقصد کو اپنا نصب العین بنا لیں اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر لیں تو تمام عالمی معاملات میں ان کا وجود ایک فعال قوت ثابت ہو سکتا ہے۔

فی الواقع یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ مسلمانوں کو اہم بین الاقوامی میدان میں جو نمائندگی حاصل ہے اس سے عظیم نسبت کے باوجود' وہ اقوام عالم کے رہبر و رہنما بننے کے بجائے مسلسل ان کے غلام اور مقلد بنے ہوئے ہیں۔

۴۔ عالم اسلامی کے لئے اقتصادی نظام کی تشکیل

ہمیں عالم اسلامی کے لئے ایک اقتصادی نظام وضع کرنا چاہیے۔ لیکن صحیح طرز فکر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں ایسے سطحی نظریات اور غلط آرا و افکار سے مغلوب نہیں ہونا چاہیے جن سے ظاہر ہو کہ ہمارے مصالح ان کے مصالح سے متصادم و متعارض ہیں۔

عالم اسلامی قدرتی دولت کے ذخائر و مصادر سے مالا مال ہے اور اس قدرتی دولت میں مزید اضافہ کا امکان موجود ہے۔ ہم دنیا میں نکلنے والے خام تیل کا ۶۶ فیصد حصہ نکالتے ہیں۔ صرف کویت میں پائے جانے والے خام تیل کے کنوئیں تمام دنیا کے تیل کے کنوؤں سے زیادہ ہیں۔ ہم دنیا بھر میں پیدا ہونے والی ربڑ کا ۷۰ فیصد' پٹ سن کا ۴۰ فیصد' بروزہ کا ۵۶ فیصد' کپاس کا ۶۷ فیصد' سیاہ مرچ کا ۳۰ فیصد' کل چمڑہ کا ۸۰ فیصد اور لکڑی کا ۹۰ فیصد پیدا کرتے ہیں۔ بعض ممالک میں ہماری آمدنی کے ایسے وسائل اور قدرتی گیس کے اتنے ذخائر موجود ہیں جن کے سوتے کبھی خشک ہونے والے نہیں ہیں۔ مثلاً" ہمارے مسلم ممالک میں فولاد' تانبے' ٹین اور دوسری قیمتی معدنیات کی بڑی بڑی کانیں موجود ہیں۔ آخر الذکر دونوں معدنیات ملایا میں خاص طور پر وافر مقدار میں دستیاب ہیں۔ اسی طرح مینگنیز' فوسفات' انگور' کھریا مٹی' پتھر کا کوئلہ اور دوسرے بے شمار مختلف النوع ذرائع آمدنی سے بھی یہ ممالک مالا مال ہیں حتیٰ کہ یورینیم جو دور حاضر کی نہایت بیش قیمت معدنی پیداوار ہے اور ایٹمی توانائی حاصل کرنے میں استعمال ہوتی ہے بھی افریقہ کے متعدد اسلامی ممالک میں دستیاب ہے۔

زراعت' مویشیوں اور جانوروں کی پیداوار میں بھی بلاد اسلامیہ کا شمار بہترین خطوں میں ہوتا ہے۔

۵۔ افرادی عنصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روشن حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ہمارے بیشتر ممالک نے گذشتہ چالیس برسوں میں غیر ملکی غاصب حکمرانوں کے خلاف کامیاب معرکے سر کئے ہیں(۱)۔ حصول آزادی کی خاطر الجزائر کے حریت پسندوں نے جو کارنامے سر انجام دیئے ہیں وہ تا ابد تاریخ کے صفحات میں زندہ و تابندہ رہیں گے۔ آج ہم بیدار اور عزم صمیم سے سرشار ہیں کہ ماضی کے غبار کو جھاڑ کر اپنے آباء واجداد کے کارناموں کو تازہ کریں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بلاد اسلامیہ میں باہمی اختلاف و انتشار کبھی ختم نہیں ہوگا لیکن ہمیں ان حقیقی نکات سے تجاہل نہیں برتنا چاہیے جو پکار پکار کر اس امر کی نشان دہی کر رہے ہیں کہ غیر ملکی غاصب ہماری موجودہ اقتصادی حالت کے ذمہ دار ہیں(۲)

۶۔ روحانی و تہذیبی ورثہ

ہمارا روحانی اور تہذیبی ورثہ ایک نہایت اہم عنصر ہے جس سے ہمارے پاکستانی فاضل محقق نے بحث نہیں کی ہے۔ یہ ہمارا عظیم الشان روحانی روثہ ہے------ ہمارا روحانی ثقافتی اور تہذیبی ورثہ۔ ہمارا عربی اور اسلامی منطقہ اس افق تک وسیع و عریض ہے جہاں آسمان اور زمین باہم متصل نظر آتے ہیں۔ اس خطہ ارضی میں عظیم المرتبت انبیاء پر عظیم الشان الہامی کتابیں نازل ہوئی ہیں اور بڑے بڑے ادیان سماوی---- یہودیت' مسیحیت اور اسلام ---- قائم ہوئے ہیں جنہیں لیکر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پایہ کے الوالعزم اور ذی مرتبت رسول معبوث ہوئے ہیں۔

اس منطقہ ارضی پر عظیم قدیم تہذیبوں کی فرمانروائی رہی ہے اور فینیقی(۳)' آشوری' بابلی' فارسی اور ہندو تاریخ ان کی تصدیق کرتی ہے۔ ان قدیم قوموں کی نسلیں ہمیشہ منبع قرآنی اور روح اسلام کی بدولت اپنا تہذیبی کردار ادا کرنے پر قادر رہی ہیں۔

جس طرح عرب ممالک میں وطنیت کے علمبردار قابل مذمت ہیں کہ انھوں نے عالم عرب کے ایک وسیع دائرہ ---- جس میں عرب کی تمام قومیں اور ممالک شامل ہیں ---- کے مقابلہ میں عرب کی تمام قوموں اور ملکوں کو وطنیت کے ایک تنگ دائرہ میں محدود کر دیا' اسی طرح عرب قومیت کے حامی اور پرچارک بھی لائق نفریں و ملامت ہیں' جنھوں نے "اسلامیہ" کے وسیع حلقہ کے بجائے اپنے آپ کو "عربیہ" کے ایک نہایت محدود دائرہ میں مقید کر دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عصبیت جاہلیہ کے سبب وہ کروڑوں مسلمانوں کی دوستی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قوت سے محروم ہوگئے۔ جب ان کے نعرہ "پہلے مصر"، جس کے نتیجہ میں ایک نہایت محدود ملک تشکیل پاتا تھا' پر گرفت کی گئی تو انہوں نے اپنا نعرہ تبدیل کر لیا اور کہا کہ "پہلے عرب"(۱۴)۔ ہم اس ساطع حصری کے افکار پر اسی کی منطق کی روشنی میں گرفت کرتے ہیں اور اس امت کے لئے ایک فطری' تاریخی اور منطقی نعرہ بلند کرتے ہیں اور وہ نعرہ ہے "الاسلام اولا" ---- "سب سے پہلے اسلام"۔

اس طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ جدید انقلابی قیادتوں نے جن خرابیوں کی وجہ سے قدیم قیادتوں کو اپنی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا تھا وہ ان خرابیوں میں خود بھی مبتلا ہوگئیں اور انہوں نے جن خرابیوں کو جنم دیا وہ پرانی قیادتوں کی پیداکردہ خرابیوں سے کہیں زیادہ سنگین تھیں۔ وہ اپنے دشمن سے کوئی سبق نہ سیکھ سکیں' جو تمام مسلمانوں کے ساتھ اپنے تمام تر اختلاف نسل و قوم اور رنگ و زبان کے باوجود ایک ہی امت کی حیثیت سے ایک ہی منصوبہ کے لئے معاملہ کرتا رہا اور جس نے عربی اور غیر عربی میں کبھی کوئی تفریق و امتیاز نہیں کیا کیونکہ صلیبی جنگوں کی روح ہمیشہ اس طرز عمل میں تسکین پاتی ہے۔

عرب قومیت کی علمبردار قیادتیں جس فساد اور خرابی کا شکار ہوئیں' دوسرے مسلم ممالک قومیت اور مادیت کے پرچارک ------- خصوصاً" ترکی جس نے لادین مادیت پرست قومیت کو زیادہ واضح شکل میں اپنایا----- اسی حولناک انجام سے دو چار ہوئے چنانچہ ترکی نے بیسیوں سال تک اپنے آپ کو عرب دنیا سے مکمل طور پر الگ تھلگ رکھا۔

یہی وجہ تھی کہ عرب جب اسرائیل کی صورت میں عالمی یہودیت اور اس کے سرپرستوں کی صورت میں مغربی صلیبیت کے خلاف اپنی جدوجہد کے نازک ادوار میں داخل ہوئے تو وہ اس عظیم اسلامی طاقت سے فائدہ نہ اٹھا سکے جو بحرالکاہل سے بحر ہند تک یا انڈونیشیا سے مراکش تک پھیلی ہوئی ہے۔

اگر مسلمان اپنی تاریخ کی طرف رجوع کریں جس سے وہ اچھی طرح آشنا ہیں اور جس سے وہ بے خبر نہیں ہیں' تو انہیں معلوم ہوگا کہ جس شخص نے اہل صلیب کا ۹۰ سالہ قبضہ ختم کر کے بیت المقدس کو واگزار کرایا تھا' وہ خون اور نسل کے اعتبار سے عرب نہیں تھا بلکہ کرد تھا۔ صرف اسلام نے اس کو عرب بنا دیا تھا۔ اسلام کا یہ نامور مجاہد سپوت صلاح الدین الایوبی تھا۔ اس نے اپنے جن پیشرو ابطال اسلام ---- نور الدین محمود شہید اور ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد ماجد عمادالدین زنگی ---- کی جاری کردہ تحریک جہاد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا وہ بھی رنگ و نسل کے اعتبار سے عرب نہ تھے۔

عالمی صیہونیت جس نے بہت عرصہ پہلے اپنے خوابوں کی تعبیر کا منصوبہ بنا رکھا تھا' اچھی طرح جانتی تھی کہ اگر امت مسلمہ اپنی قوتوں کو مجتمع کر لیتی ہے اور اس کے مختلف گروہ متحد ہو جاتے ہیں تو وہ کس قدر خطرناک قوت بن سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے خلافت اسلامیہ پر' جو اپنے تمام تر نقائص و عیوب کے باوجود امت مسلمہ کی وحدت کا آخری مظہر تھی ایک ضرب کاری لگائی تاکہ اس کے بعد مسلمان چھوٹے چھوٹ گروہوں میں بٹ کر رہ جائیں اور پھر ہر گروہ پر علیحدہ علیحدہ ضرب لگانا آسان ہو جائے' جبکہ وہ دوسری اسلامی قوموں سے الگ تھلگ ہو۔

۱۹۵۲ء کی انقلابی قیادت نے وحدت اسلامیہ ------ یا کم از کم عالم اسلام کی یکجہتی ---- کی قوت کا کچھ کچھ شعور حاصل کیا ہے جس کا تذکرہ میں نے اپنی کتاب "فلسفہ انقلاب" میں "عرب قومیت" کی ناکامی کے بعد "اسلامی قومیت" کی اہمیت کے متعلق کیا ہے' جس نے "مؤتمر اسلامی" کے وجود کو جنم دیا۔ پھر اس قوت کو فراموش کر دیا گیا اور جان بوجھ کر اس سے کنارہ کشی اختیار کی گئی اور "مؤتمر اسلامی" محض ایک کھوکھلا ڈھانچہ اور علامت (سائن بورڈ) بن کر رہ گئی۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب جدید رجحانات و تحریکات نے حقیقی فطری احساسات و جذبات پر قبضہ کر لیا جن کے آثار سب سے پہلے فلسفہ انقلاب پر ظاہر ہوئے اور یہ ساری ابتری و بدحالی امت اسلامیہ کا مقدر بن گئی' جس کا سرسری تذکرہ مصر کے "المیثاق" نے اپنے دسویں باب کے اختتام پر کیا ہے' جو سیاست خارجہ سے بحث کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "اگر ہماری قوم عرب قومیت کی وحدت پر ایمان رکھتی ہے تو وہ "افریقی لیگ" اور "ایشیائی افریقی یک جہتی" پر بھی ایمان رکھتی ہے' سلامتی اور تحفظ کی خاطر ہر اتحاد و اشتراک پر ایمان رکھتی ہے جس میں ان تمام لوگوں کی مساعی کو بھی شامل کر لیتی ہے جن کے مفادات اس سے وابستہ ہوتے ہیں۔ وہ ایک روحانی رشتہ پر بھی ایمان رکھتی ہے جس نے اسے عالم اسلام سے پیوستہ کر رکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ "اقوام متحدہ" کا رکن بننے پر بھی یقین رکھتی ہے۔

"المیثاق" کی نظر میں امت اسلامیہ کا کردار بس یہی ایک مجرد روحانی تعلق ہے جسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطور برکت اختیار کر لیا گیا ہے اور اسے "افریقی اتحاد" اور "ایشیائی افریقی اتحاد" کی سی حیثیت بھی حاصل نہیں ہے۔ یعنی ان کی نگاہ میں پاکستان کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جو اتھوپیا کو حاصل ہے اور انڈونیشیا کی حیثیت وہ نہیں ہے جو روڈیشیا کی ہے۔

آزادی کی حقیقت اور اس کا مفہوم

تیسری بات جس پر مصری "المیثاق" انقلاب ۱۹۱۹ء کے بعد مصر میں لبرل زعماء کا مواخذہ کرتا ہے اور انہیں ہدف تنقید بناتا ہے وہ آزادی اور خود مختاری کی حقیقت کے ادراک کا فقدان اور استعمار کی عطا کردہ بے روح اور بے معنی خودمختاری سے فریب خوردگی ہے۔

"المیثاق" لکھتا ہے کہ اس عرصہ کے دوران استعمار نے ہمیں استقلال کا نام تو دیا لیکن اس کی حقیقت کو سلب کر لیا۔ ہمیں آزادی و خودمختاری کا نعرہ تو دیا لیکن اس کی روح کو غصب کر لیا۔ اس طرح خود مختاری اور آزادی کے بلند بانگ اعلان کے ساتھ انقلاب پایہ تکمیل کو پہنچا۔ لیکن یہ ایسی خودمختاری تھی جس کی روح عنقا تھی' یہ ایسی آزادی تھی جس پر ہر وقت غلامی کی سنگینیں لٹکتی تھیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمارے انقلابی اشتراکی قائدین کی حالت جمہوری لبرل ازم کے علمبردار زعماء کی حالت سے بہتر نہیں ہے۔ لبرل جمہوریت اور اشتراکیت دونوں کی مثال اس دیہاتی کے دو گدھوں سے بہتر نہیں ہے جس سے جب پوچھا گیا کہ تیرا کونسا گدھا زیادہ شریر ہے تو اس نے کہا کہ "یہ گدھا" اور پھر کہا کہ "یہ گدھا" یعنی دونوں گدھے شرارت اور بد طینتی میں یکساں ہیں۔

یہ دونوں نظام امت مسلمہ کے لئے حقیقی خود مختاری حاصل کرنے میں ناکام رہے جو اسے حقیقی اور متوازن تہذیب کی طرف رہنمائی کر سکے اور اسے اس کی ممتاز شخصیت لوٹا سکے اور اسے مشرق و مغرب کی ذیل (دم چھلا) بنانے کے بجائے اسے زندگی میں راس (سر یعنی امامت و قیادت) کا مقام عطا کر سکے۔

مسلم ممالک سے غیر ملکی فوجوں کے اخراج' آزادی کے اعلان اور ہر سال جشن آزادی کے اہتمام اور اغیار کے ہاتھوں سے اہل وطن کے ہاتھوں میں انتقال اقتدار کے باوجود ہمیں آزادی کے نام اور اس کی شکل کے سوا' جس کا کوئی مغز ہے نہ روح' حقیقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی میسر نہیں آسکی۔

بلاد اسلامیہ ہمیشہ اسلحہ سازی کی صنعت اور ٹیکنالوجی میں غیروں کا دست نگر اور محتاج رہے ہیں۔ ہمارا کام صرف تہذیب جدید کی جملہ مصنوعات کو درآمد کرنا ہے۔ انہیں خود بنانا ہمارا دردسر نہیں ہے۔ تہذیبی مصنوعات کی درآمد کسی تہذیب کی تخلیق نہیں کر سکتی جیسا کہ استاد مالک بن نبی رقمطراز ہیں۔

اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ سیاست اور افکار و نظریات میں ہم مغربی رجحانات' طور طریقوں اور اصول و قواعد کے اندھے مقلد اور ذہنی غلام رہے ہیں حالانکہ یہ چیزیں صنعت و حرفت اور ٹیکنالوجی سے بھی اہم ہیں۔ ہم نے مغرب کو ہر شعبہ زندگی میں اپنا قبلہ ٹھہرا رکھا ہے۔ ہمارا نظام حکومت و اقتصاد مغربی خطوط پر تشکیل پاتا ہے۔ فکر و ثقافت میں ہم نے وہی نہج اختیار کیا جسے مغرب نے پیش کیا ہے۔ یہ مغرب سرمایہ پرست ہو یا اشتراکیت کا علمبردار' بہرحال مغرب ہی ہے۔

جب خودمختاری نہ فن و علم کے میدان حاصل ہے نہ سیاست و عدالت اور فکر و نظر کی دنیا میں دستیاب ہے تو پھر بتایئے کہ خود مختاری و آزادی کا سرخاب کہاں پایا جاتا ہے؟ ذہنی غلامی سے بھی بدتر بات یہ ہے کہ ہم نے اس غلامی کو قبول کر لیا ہے' اور ہم اس پر مطمئن ہیں ---- یا کم از کم ہم نے اس کے خلاف سکوت اختیار کر لیا ہے جیسے یہ کوئی بڑی محترم و معزز قدر ہو۔

اس فکری غلامی کا سب سے پہلا نتیجہ روحانی خلاء' عقاید میں اضطراب' نفسیاتی پریشانی اور ذہنی حیرت و درماندگی ہے جس میں مسلم ممالک کی نوجوان نسلیں مبتلا ہیں۔ ان ممالک کا نوجوان آج ایک زبردست فکری و روحانی اور نفسیاتی بحران کا شکار ہے۔ اس کا سبب وہ تناقض ہے جو اس کے ضمیر اور موروثی عقیدہ اور اس کے گردوپیش مسلط معاشرتی احوال کے درمیان پایا جاتا ہے۔

اسلامی معاشرے ہمیشہ دو نظامہائے حکومت ---- لبرل اور اشتراکی نظامہائے سیاست ---- میں بٹے رہے ہیں' جن کی اساس صرف مغربی فکر پر رکھی گئی ہے۔ اسی لئے وہ اغیار کی غلامی سے نجات حاصل نہ کر سکے۔ آزادی کی دستاویزات تیار ہوتی رہیں' حصول آزادی کے لئے مظاہرے ہوتے رہے اور مسلم معاشرے اپنے نظام حکومت اور اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ و نظریہ کے بارے میں کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف کا رخ کرتے رہے۔ آج تک کوئی معاصر مسلم معاشرہ وجود میں نہیں آیا جس نے اس کی طرف اس لئے رجوع کیا ہو کہ اسلام معاشرہ کی تنظیم و تدبیر کی صلاحیت رکھتا ہے افراد کے کردار اور رویہ کو منضبط کرتا ہے۔ اسلام کی طرف سنجیدگی سے کبھی رجوع نہیں کی گیا۔ صرف ایشیا میں ایک معاشرہ ایسا ہے جس نے آج سے ربع صدی پہلے طویل جہاد کے بعد اعلان کیا کہ وہ صرف اسلامی فکر کی اساس پر قائم ہوگا۔ یہ پاکستانی معاشرہ ہے جس نے اعلان کیا کہ اس کا قیام اسلام کی بنیاد پر ہوگا۔

ڈاکٹر موصوف مزید لکھتے ہیں۔

"مسلم معاشروں کی آزادی کے تحفظ و دفاع کیلئے اسلام کا کوئی نعم البدل موجود نہیں ہے۔ آج اسلام کا کوئی بھی بدل' جس کو حکومت کے انتظام و انصرام کیلئے کافی سمجھا جائے گا' ایسی غلامی کا مقدمہ اور پیش خیمہ ہوگا جو آخرکار مسلم معاشروں کی ممتاز شخصیتوں کو تباہ اور ان کی اعلیٰ و ارفع قدروں کو ملیا میٹ کردے گا"

معاصر مسلم معاشروں کو اپنی آزادی و خود مختاری' اپنے ایمان اور اپنی معیشت کے ضیاع کا خطرہ درپیش ہے۔

اس وقت مسلمان نوجوان حیران و پریشان ہے۔ وہ ہر وقت اس خطرہ کو محسوس کرتا ہے کہ وہ اس حیرت سے نجات پائے گا تو فکری اور سیاسی غلامی کا طوق گلے میں پڑ جائے گا جس سے رستگاری و رہائی کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ مسلم معاشروں کے ذمہ دار لوگ خوابوں جیسے سہانے تصورات کی دنیا میں بستے ہیں جو انسان کے لاشعور میں جنم لیتے ہیں۔ **اللھم الیک الامر وحدک**

"اے اللہ ' تمام امور صرف تیری ہی طرف پلٹنے والے ہیں"(۱۵)

عربی انقلاب کے لئے ہمہ گیر نظریہ وضع کرنے کی ایک موہوم کوشش

مصر کے بعض ماہرین علوم سیاست نے ایک ایسا فلسفہ یا نظریہ وضع کرنے کی کوششیں کی ہیں جو مصر کی انقلابی اشتراکی تحریک کی سرگرمیوں کا مرکز د محور بن سکے۔

ڈاکٹر محمد طٰہٰ بدوی نے اپنی بحث کو سمیٹتے ہوئے ایک ایسی اصطلاح وضع کی ہے جسے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حتمیت ملیہ کا نام دیا ہے جیسا کہ اس نے اسے اپنی کتاب " فلسفتنا السیاسیتہ الثوریہ " (ہمارا انقلابی سیاسی فلسفہ) میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب کا ایک باب "فلسفہ سیاست میں انقلاب کی بنیاد" کے لئے مخصوص ہے کیونکہ اس بنیاد پر فلسفیانہ نقطہ نظر انقلاب کے مابعد معاشرہ کے نظریاتی ستون تشکیل دینے میں گہرا اثر رکھتا ہے۔

دوسرے باب میں اس نے ایک تجزیاتی مطالعہ کیا ہے جس کا مقصد ان کے اپنے الفاظ میں "ایک مکمل نظریہ کے لئے ایک ہمہ جہتی نظام ہے جو ہماری سیاسی زندگی کے لئے ایک ضابطہ کا کام دے"۔ وہ کتاب کے باب اول کی تمہید میں رقمطراز ہے کہ

> "سترویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں معاہدہ سیاسی کے بارے میں مغربی فلسفہ کا نظریہ ــــــ جسے اس دور کے سیاسی استبداد اور طبقاتی امتیازات کے خلاف ابھرتے ہوئے بورژوا طبقہ کے انقلاب کے لئے "سند عقلی" کی حیثیت حاصل تھی ـــ ایک مکمل سیاسی فلسفہ کے فریم میں کام کرتا تھا۔ وہ اس طبقہ کی امیدوں اور امنگوں کی تائید کرتا تھا' جس کی حقارت اور نفرت کی لہر طول پکڑتی گئی باوجودیکہ اس کی مسلسل خوشحالی اور دولت مندی کا سبب یہ تھا کہ وہ انفرادی حیثیت سے تجارت میں مشغول رہا ـــ یہ طبقہ شرفاء تھا جو ممتاز اور نمایاں مقام رکھتا تھا"۔

"انقلاب کے لئے "سند عقلی" (عقلی بنیاد) کی طرح ایک معاہدہ سیاسی کا نظریہ بھی "سیاسی اجتماع" کے نظریہ کے ساتھ مربوط ہے جو اس بورژوا طبقہ کی خواہشات پر قائم ہے اور اس کی بنیاد یہ نظریہ ہے کہ قیادت و سیادت کا حق پوری قوم کو حاصل ہے۔ بالفاظ دیگر فرمانروائی "شرفاء" کے کسی خاص طبقہ یا کسی خاص حکمران کی جاگیر نہیں ہے اور یہ پورا معاشرہ ہے جو قانون کے سامنے مساوات کے تحت مستقل فطری حقوق ـــ حق ملکیت اور حق آزادی ـــ کی حفاظت کے لئے برپا ہوتا ہے کیونکہ یہ عوام الناس کی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہوتا ہے" ـــ اس کے نتیجہ میں بورژوائی اور انقلابی معاشرہ کا مغربی نظریہ تشکیل پایا ہے۔ جس نے ۱۷۸۹ء کے عظیم فرانسیسی انقلاب کے لئے زمین ہموار کی۔ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جس کی پوری عمارت دو ستونوں پر قائم ہے (۱) انفرادی ملکیت کا تقدس' کیونکہ اسے تمام شخصی آزادیوں کے ایک ستون کی حیثیت حاصل ہے اور (۲) قانون کی نظر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام افراد معاشرہ کی مساوی حیثیت ...."

" یہی حال مارکسی معاشرہ کے نظریہ کا ہے۔ وہ اپنی موجودہ شکل میں "تاریخی ضرورت" کے نظریہ سے متاثر ہے جو پرولتاری انقلاب کی اساس ہے' کیونکہ اس کی حتمیت کارل مارکس کے ہمہ گیر فلسفہ "تاریخی مادیت" اور "طبقاتی جدلیات" کے ایک جزو کی ہے"۔

" یہی بات ہمارے انقلابی فلسفوں کے بارے صحیح ہے(١٦) لہٰذا ٢٣ جولائی کے انقلاب کے متعلق ہماری "سند عقلی" مکمل طور پر ہمارے مخصوص اجتماعی حالات اور ملکی تجربات پر منحصر ہے اور ہمارے انقلابی مذہبی نظریہ کا سرچشمہ ہمارے اپنے ہی حالات و تجربات ہیں۔ پھر اس نے ایک مستقل شکل اختیار کر لی حتیٰ کہ یہ ایک وطنی منشور (Charter) بن گیا۔ یہ ایک ایسا آلہ تھا جو ہمارے جدید عرب انقلابی معاشرہ کے نظریہ ----- ہمارے ہمہ گیر سیاسی نظریہ --- کی تصویر کشی کرتا تھا۔

ہمہ گیر عربی انقلاب کے لئے ہماری "سند عقلی" (عقلی بنیاد) کا انحصار اس کی حیثیت پر ہے کیونکہ عرب جدوجہد کے مقاصد کے حصول کا یہی واحد راستہ ہے۔ یہ "سند عقلی" ہے کیونکہ یہ " حکم عقلی "کی شکل میں جلوہ افروز ہوتی ہے' جس کا منبع و سرچشمہ تجربہ ہے۔ اور ہماری یہ "سند عقلی" ہمارے انقلاب کے عمومی فلسفہ کے ایک جزو کی تشکیل کرتی ہے۔ یہ اس وضعی فلسفہ کے ایک جزو کی صورت گری کرتی ہے جس کی بنیاد تجربہ پر قائم ہے تاکہ ہم اس سے نجات حاصل کر کے انقلاب کے بعد قائم ہونے والے معاشرہ کے لئے منظم علمی نظامہائے حیات پا سکیں۔ یہ وہ نظام ہیں جو " حتمیت" پر مبنی ہیں۔

یہ " حتمیت انقلاب" تجربہ کی اساس پر مبنی ہے۔ اور یہی "اشتراکی نظام کی حتمیت" ہے جس کی بنیاد بھی تجربہ ہے۔

"پھر ہمارے عظیم الشان عرب انقلاب کی "سند عقلی" بھی "انقلاب کی علمی حتمیت" پر مشتمل ہوتی ہے۔

موصوف دنیا میں موجود "سیاسی جمہوریت" کو تین اقسام میں تقسیم کرتا ہے:

١۔ سیاسی جمہوریت : یہ اپنے مغربی معنوں میں "سیاسی تصادم" پر مبنی جمہوریت ہے ----- سیاسی تصادم جو وہاں اجتماعی تناقض کا نوعیت کی نتیجہ ہے۔

٢۔ مارکسی جمہوریت : اس سے "سیاسی اجتماع" کی جمہوریت مراد ہے جو غیر طبقاتی معاشرہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ میں وجود میں آتی ہے۔

۳ - جہاں تک مصر کی انقلابی جمہوریت کا تعلق ہے ---- جیسا کہ اشتراکی اتحاد کے منشور میں درج ہے ---- اس کا نام "باہمی سیاسی اتحاد کی جمہوریت" رکھا گیا ہے جو مضبوط اور طاقتور اجتماعی عہد و پیمان کا نتیجہ ہے اور طبقاتی تصادم کے نتیجہ میں رونما ہونے والے سیاسی تصادم کی بدل ہے۔ یہ ہے وہ فلسفہ جسے ڈاکٹر بدوی نے مصری اشتراکی انقلاب کی سیاست کے لئے بطور نظیر پیش کرنے کی سخت کوشش کی ہے۔

ڈاکٹر موصوف اجازت دیں تو کچھ اپنی معروضات پیش کریں۔ یہ ایک ایسی کوشش ہے جسے سوچے سمجھے بغیر اختیار کیا گیا ہے۔ اس کوشش کا مقصد ان افکار کے مرکب سے ایک فلسفہ اور مکمل وطنی نظریہ تیار کرنا ہے جس کے اجزاء باہر سے در آمد کئے گئے ہیں یا جن کو خود تراش لیا گیا ہے۔

اس طرز عمل کو دیکھ کر بلاد عربیہ میں قائم بعض گاڑیاں بنانے والے کارخانوں کا عمل میرے ذہن میں آتا ہے۔ یہ فیکٹریاں یورپ سے گاڑیوں کے پرزے در آمد کرتی ہیں اور ان کو جوڑ کر ان پر اپنے ملک کا مارکہ ثبت کر دیتی ہیں اور پھر اپنے آپ کو یقین دلاتی ہیں کہ یہ گاڑیاں انہوں نے خود بنائی ہیں۔ وہ لوگوں سے بھی سے یہی مطالبہ کرتی ہیں کہ ان کے اس دعویٰ کی تصدیق کریں۔

ڈاکٹر بدوی اور ان جیسے دوسرے محققین جانتے ہیں کہ انقلابی اشتراکیت نہ کوئی مصری چیز ہے نہ عربی اور نہ اسلامی چیز ہے۔ یہ ایک اجنبی چیز ہے جس کی تخلیق کرنے اور پروان چڑھانے والے اس کے اپنے لوگ ہیں۔ بالفاظ دیگر اس کا اپنا ایک فلسفہ اور نظریہ ہے اور اس کے اپنے ماخذ و مصادر ہیں جن سے وہ رہنمائی حاصل کرتی ہے۔

اس بدیشی رجحان پر " حتمیت علمیہ " کے نام کا اطلاق اسے اصلیت کا روپ عطا کر سکتا ہے نہ اسے ان عالمی نظریات کی غلامی سے نجات دلا سکتا ہے جن میں سے ہر ایک علم سے آراستہ ہونے کا دعویدار ہے' خواہ یہ لبرل جمہوریت ہو جس نے دینی اور مثالی رجحان کے مقابلہ میں عقلیت اور مادیت کو اپنی خصوصیت قرار دیا ہے اور خواہ یہ مارکسی اشتراکیت ہو جس کا مذہب "سائنٹیفک اشتراکیت" ہے۔

ڈاکٹر موصوف نے جس نظریہ پر "باہمی سیاسی اتحاد" کی جمہوریت کے نام کا اطلاق کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ اپنی روح میں مارکسیت پرستوں کی "سیاسی اجماع" پر مبنی جمہوریت سے علیحدہ نہیں ہے اور "یک جماعتی نظام" ـــــ اشتراک اتحاد ـــــ کا تجربہ اپنے نتائج کے اعتبار سے "واحد فارورڈ بلاک" سے مختلف نہیں ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے اس کے متعلق بیان کر چکے ہیں۔

عین ممکن ہے کہ ہمارے ممالک میں استصواب رائے عامہ کے نتائج نے جس چیز کو شہرت دی ہے اور جو لوگوں میں ضرب المثل بن گئی ہے' وہ اس حقیقت کی تائید کریں اور وہ ۸۹ اور ۹۹ فیصد کی نسبت سے اتفاق رائے (اجماع) ہے۔

اس تجزیہ میں بنیادی خامی یہ ہے کہ اس میں صورت حال کا جواز پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے' اس کے لئے بتکلف "سند عقلی" فراہم کی گئی ہے اور اس میں عالمی نظریات کے مقابلہ میں ایک مستقل نظریہ کی صفت پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

علم اپنی قدرومنزلت گرا دیتا ہے جب وہ مخصوص سیاسی مفاد کی خدمت کا آلۂ کار بننا پسند کر لیتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے سیاست علم کے پیچھے پیچھے چلے نہ علم سیاست کا مقتدی بن کر چلے۔ یہاں علم کا مطلب "الدین" ہے۔ حق یہ ہے کہ آج دنیا میں ہم صرف تین نظریات سے واقف ہیں۔

(ا) آزاد فردیت (شخصی آزادی) کا نظریہ جس کی عملی صورت مغربی دنیا ہے۔ جس کا نام آزاد دنیا ہے ـــ اگرچہ اس نظریہ کے مکاتب فکر میں کئی اختلافات پائے جاتے ہیں اور اس کو مختلف ممالک میں مختلف انداز میں نافذ کیا گیا ہے۔

(ب) اجتماعی اشتراکیت کا نظریہ' جس کی تصویر کشی مارکسی دانشور کرتے ہیں اگرچہ اس کے مکاتب فکر بھی مختلف ہیں اور اس کی عملی شکلیں بھی مختلف و متعارض ہیں۔

(ج) انسانیت کا متوازن نظریہ ۔ یہ وہ نظریہ ہے جس کی دعوت اسلام دیتا ہے۔ یہ نظریہ نہ فرد کا پاسدار ہے نہ جماعت کا طرفدار' اس کا تعلق نہ مشرق سے ہے نہ مغرب سے' بلکہ ایک اسلامی قرآنی نظریہ ہے اور بس۔

ان بنیادی نظریات کے علاوہ جتنے نظریات پائے جاتے ہیں وہ ادھر ادھر سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔ یہاں میں ڈاکٹر بدوی کے تجزیہ پر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں۔

فرض کریں کہ عالم عرب میں انقلابی اشتراکیت عملاً" تجربہ کی منطق اور علم کی قوت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے سر خم کر دیتی ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں ' تو پھر اس کے لئے لازم ہے کہ وہ فوراً اپنا رحجان اور رخ بدل لے جب کہ تجربات نے تمام بلاد عربیہ میں اور مادی اور روحانی ہر میدان میں اشتراکی انقلابی رحجان کی ناکامی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے جیسا کہ اس سے قبل ہم دستاویزات اور دلائل کی مدد سے ثابت کر چکے ہیں اور جیسا کہ رمضان کے جہاد نے بعد میں اس کی تاکید و تائید کی ہے۔

اپنی تاریخ کے اس مرحلہ پر اپنے اور امت مسلمہ کے مقاصد کے حصول میں عرب انقلابیت کی ناکامی محض وقتی نہیں ہے جو قاہرانہ خارجی دباؤ یا مقامی حالات یا کسی حادثاتی شخصیت کا نتیجہ ہو جن کو دور کیا جاسکتا ہے' بلکہ یہ ناکامی تو انقلابی اشتراکیت کی فطرت میں مضمر ہے جیسا کہ ہم اپنی کتاب "الحلول المستوردۃ" میں وضاحت سے بیان کر چکے ہیں۔

تبدیلی کی ضرورت

یہاں پر علمی منطق ایک تبدیلی کی ضرورت پر زور دیتی ہے اور ایک متبادل نظام --- بلکہ نعم البدل --- کی تلاش کو ضروری قرار دیتی ہے۔ آپ کی رائے میں موجودہ ناکام فلسفہائے حیات کا بدل کیا ہو سکتا ہے؟

ہمیں جو متبادل نظام مطلوب ہے' وہ ان دونوں نظاموں میں سے صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔

سرخ کمیونزم یا "مکمل اسلامی نظام"

رد کمیونزم کی وجوہات

جہاں تک کمیونزم کا تعلق ہے' امت مسلمہ اس کو اس کی شکل اور روح اور اس کے اصول و فروغ ہر لحاظ سے رد کرتی ہے(1/2) - لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کمیونزم کو کیوں رد کرتے ہیں؟ اس کا مجمل جواب تو یہ ہے کہ ہم مسلمان ہین اور کمیونزم اسلام' کتاب اسلام (قرآن مجید) اور رسول اسلام (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرتا ہے۔ اس سوال کا مفصل جواب یہ ہے کہ ہم کمیونزم اس لئے رد کرتے ہیں کہ۔

ا ۔ کمیونزم ہمارے عقیدہ کی ضد ہے وہ ایک مادہ پرست نظام زندگی ہے جو حواس سے ماوراء اور مابعد الطبیعات ہر چیز کی نفی کرتا ہے۔ وہ نہ اللہ اور ملائکہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ وحی و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالت اور جنت و دوزخ کو تسلیم کرتا ہے جبکہ ہم ایمان کو اپنے وجود کی اساس اور اپنی زندگی کا محور تصور کرتے ہیں۔

۲ ۔ کمیونزم ہماری شریعت کی ضد ہے۔ وہ انفرادی ملکیت کا انکار کرتا ہے خواہ وہ کسی طریقہ سے بھی حاصل کی گئی ہو۔ اسی طرح وہ ان حقوق اور نظاموں کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو انفرادی ملکیت پر مبنی ہوتے ہیں۔ مثلاً" زکوٰۃ و نفقات کا نظام' وراثت وغیرہ کا نظام۔ اسی طرح وہ نکاح و طلاق ' شخصی معاملات اور معاشرتی امور و تعلقات کے نظام' فوجداری سزاؤں کے نظام' شریعت کے وضع کردہ انتظامی اور سیاسی نظام ----- سب کی نفی کرتا ہے۔ اس کے برعکس ہم کسی انسانی نظام کے لئے ----- خواہ وہ کوئی بھی نظام ہو------- شریعت الٰہی کو چھوڑ نہیں سکتے۔

۳ ۔ یہ نظام ہماری اخلاقی اور معاشرتی اقدار کے خلاف ہے۔ وہ کسی مستقل اور ابدی قدر پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے فلسفہ میں ہر شے قابل تغیر د تبدل ہے' بلکہ اس کی نگاہ میں ہر چیز میں تبدیلی لازمی ہے۔ چنانچہ کل جو چیز قابل قدر تھی آج وہ بے وقعت اور بے معنی ہو سکتی ہے اور آج جو چیز حرام ہے کل وہ نہایت لذیذ اور حلال ہو جائے گی۔ اس کے برعکس ' ہم چند ابدی اور لازوال قدروں اور ان اصولوں پر ایمان رکھتے ہیں جو کسی عمل کو اعلیٰ وارفع اور مذموم قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جس چیز کو اس نے حرام ٹھہرا دیا وہ تاابد حرام رہے گی۔

۴ ۔ یہ نظام ہماری فطرت سے متصادم ہے۔ ہم ایک امت وسط ہیں جس کا نعرہ عدل و محبت ہے۔ کمیونزم ایک انتہا پسند مذہب ہے جو ہر شے کی انتہا کی طرف مائل ہے۔ ہم بھائی چارہ پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ کمیونزم طبقاتی کشمکش اور تصادم کو لازمی قرار دیتا ہے ہم نرمی اور شفقت کی طرف دعوت دیتے ہیں جب کہ وہ تشدد اور خونریزی کی تلقین کرتا ہے ہمارا نعرہ ہے : **کونوا عباد اللہ اخوانا** ----- اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی ہو جاؤ۔ کمیونزم کا نعرہ ہے : **یا عمال العالم اتحدوا** --- دنیا بھر کے محنت کشو ایک ہو جاؤ۔ یعنی وہ دنیا بھر کے مزدوروں اور محنت کشوں کو معاشرہ کے دوسرے طبقوں کے خلاف متحد کرتا ہے۔ کتنا بڑا فرق ہے دونوں نعروں میں!

۵ ۔ کمیونزم ہماری عزت اور آزادی کے خلاف ہے۔ بالفاظ دیگر وہ ہماری انسانیت ہی کا دشمن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لہٰذا جب شرف و کرامت، حریت اور شعور ذات ہی ختم ہو جائے تو انسان کی قدر و قیمت کیا رہ جاتی ہے؟ یہ اوصاف ایسے فلسفہ حیات کے سایہ میں کیسے حاصل ہو سکتے ہیں جو فرد کی قدرومنزلت کو بے وقعت اور اس کی قوت محرکہ کا خون کر دیتا ہو کیونکہ اس کی نگاہ میں ساری قدر تو معاشرہ یعنی ریاست یا صاحب اقتدار جماعت یا جماعت کی کسی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی یا کسی آمر مطلق کو حاصل ہوتی ہے۔

۶ – کیمونزم ہماری قومی سیادت کا دشمن ہے کیونکہ وہ ایک جدید استعمار بلکہ انتہا درجہ کا استعمار ہے۔ جدوجہد اور قربانی و سرفروشی سے روایتی استعمار سے نجات تو ممکن ہے جیسا کہ مختلف قوموں اور ملکوں نے اس استعمار سے گلو خلاصی حاصل کی ہے، لیکن جہاں تک کیمونسٹ استعمار کا تعلق ہے، ہم نے نہیں دیکھا کہ وہ کسی ملک میں داخل ہوا ہو اور پھر وہاں کے لوگ اس کے چنگل سے نجات حاصل کر سکے ہوں(۱۸) یہ حقیقت ہنگری اور چیکو سلواکیہ اور سوویٹ یونین کی اسلامی جمہوریتوں کے بارے میں کس قدر ناقابل تردید ہے۔ ہم ہر طرح کے استعمار سے نفرت کرتے ہیں اور اس کے خلاف برسرپیکار ہیں، خواہ یہ استعمار سرخ ہو یا سیاہ، مشرقی ہو یا مغربی اور قدیم ہو یا جدید۔

(۷) کیمونزم عالمی یہودیت کی پیداوار ہے۔ یہودیت ہی نے اس کو جنم دیا ہے اور اسی نے اسے رواج دیا ہے۔ چنانچہ کیمونزم کے بانی سب کے سب یہودی تھے۔ کارل مارکس ایک یہودی خاندان کا چشم و چراغ تھا اور لینن اور ٹروٹسکی بھی یہودی تھے۔ عالم عرب میں بھی کیمونزم کے علمبرداروں کی کثیر تعداد یہودیوں پر مشتمل ہے اور مختلف ممالک میں کیمونسٹ پارٹیوں کے قائد و سربراہ بھی مشہور یہودی ہیں۔

۸ – یہ نظام ہماری عربی اور اسلامی وحدت کے بھی خلاف ہے۔ کیمونزم عرب وحدت کو قبول نہیں کرتا، خصوصاً اسلامی وحدت کو قبول کرنے کے لئے وہ بالکل تیار نہیں ہے کیونکہ وہ کسی معاشرے کے منتشر ٹکڑوں میں جس سرگرمی کا مظاہرہ کرتا ہے، ایک متحد معاشرہ میں اس کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مصر اور شام کے درمیان دو رکنی وحدت کو بھی برداشت نہ کر سکا اور اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ لہٰذا وہ پورے عالم عرب کی وحدت کو ٹھنڈے پیٹوں کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ خصوصاً ہمہ گیر اسلامی وحدت اس کو کیسے ایک آنکھ بھائے گی؟

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونزم صرف کشمکش اور تصادم کے ذریعہ ہی زندہ رہتا اور نشوونما پاتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک ہی ملک کو کئی متصادم و متحارب طبقوں میں تقسیم کر دیتا ہے اور ایک ہی قوم کو قبیلوں اور شہروں میں بانٹ دیتا ہے جو باہم دست و گریبان رہتے ہیں۔

۹ - یہ نظام ہماری آزادی اور خودمختاری کا بھی دشمن ہے۔ چنانچہ یہ نظام ہم پر فکری اور سیاسی غلامی کو مسلط کرنا چاہتا ہے' اور ہم پر لازم کرتا ہے کہ ہم دوسروں کی ناؤ میں گردش کرتے رہیں اور اغیار سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو **شهداء علی الناس** منتخب کیا ہے تاکہ ہم لوگوں کے سامنے شہادت حق کا فریضہ ادا کریں۔ اور معلم انسانیت بن کر اٹھیں۔ لہٰذا ہم اپنے لئے تلمیذ (خوشہ چین) کا مقام پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رأس (سر یعنی امامت و قیادت) کا منصب جلیلہ پر متمکن کیا ہے۔ لہٰذا ہمیں ذیل (دم یعنی غلام و مقلد) کی حیثیت سے زندہ رہنا قبول نہیں ہے۔ ہم نہ کتاب الٰہی قرآن مجید پر دنیا کی کسی کتاب کو نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی رہبرو رہنما کو اور نہ پیغام اسلام پر دنیا کے کسی مذہب و فلسفہ کو برتری اور فوقیت دیتے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین (نظام حیات) کو مکمل کر دیا ہے اور ہم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً

(۱۹)

"میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔

اسلامی نظام ہی نعم البدل ہے

سرخ کیمونزم اپنی اساس کے اعتبار ہی سے ناقابل قبول ہے۔ پس ایک دوسرا نظام ہی باقی رہ گیا ہے جو قابل قبول بھی ہے اور قابل عمل بھی ۔ وہ ایک ایسا نظام ہے جو بہترین نعم البدل ہے------ ایک حتمی نظام ---- ایک بےمثال نظام------ اور وہ ہے اسلامی نظام۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسلامی نظام کیا ہے؟ اس کے خدوخال اور اس کے امتیازی نشان کیا ہیں؟ اس کا منصوبہ کیا ہے؟

کتاب کا دوسرا باب اسی سوال کا جواب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ ترجمہ : اگر تجھے کوئی حاجت درپیش ہو اور تو اس کی تکمیل کی شدید آرزو رکھتا ہو تو کسی ایسے دانا قاصد کو بھیج دے جسے تیری نصیحت و نمائش کی ضرورت نہ ہو اور ایسا قاصد صرف درہم اور دینار ہی ہے' (جو گاڑی کو چلا دیتا ہے) (دام بنائے کام)

۲۔ "جب لوگ اخلاقی فساد میں مبتلا ہو جائیں تو تجھے ان کے مردہ لاشوں پر ماتم اور نوحہ کرنا چاہئے"

۳۔ المیثاق' باب سوم ص ۲۷ - ۳۴

۴۔ سورۃ الرعد : آیت ۱۱ ۵۔ بخاری و مسلم

۶۔ ہماری کتاب الایمان و الحیاۃ کا باب الایمان والاصلاح ملاحظہ ہو

۷۔ سورۃ طٰہ : ۷۲ ۸۔ سورا الجمعہ : ۲

۹۔ یہ تعداد ایک ارب تک پہنچ چکی ہے (مترجم)

۱۰۔ اس وقت ان کی تعداد ۸۰۰ ملین تک پہنچ چکی ہے (مولف) اور اب یہ تعداد تقریباً "ایک ارب ہو گئی ہے ۱۱۔ اس کی تازہ ترین مثال افغانوں کا جذبہ ایمانی اور جوش جہاد ہے جس نے روس جیسی عالمی طاقت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے۔ (مترجم)

۱۲۔ ماخوذ از دراسات حول رابطہ للبلاد اسلامیہ = ص ۳۶ - ۳۷ مرکز اسلامی کراچی۔ ۵۰ پاکستان کے شکریہ کے ساتھ۔

۱۳۔ فینیقی فونیشیا کے باشندوں کا نام ہے۔ یہ شامی بندرگاہ یا اس کی پرانی کالونیوں کا نام ہے۔

۱۴۔ ساطع حصری نے ---- جسے قوم پرست دانشوروں نے "عرب قومیت کا فلاسفر" کے لقب سے نوازا ہے' ایک کتاب "العروبۃ اولا" کے عنوان سے تالیف کی ہے۔

۱۵۔ ماخوذ از: " فلسفتنا السیاستہ الثورید " باب : عالمی نظریات . ص ۱۳' ۱۴ نیز ملاحظہ ہو ص : ۴۸ ' ۵۳

۱۶۔ اب تو صورت حال یہ ہے کہ کیمونزم خود اپنے گھر ماسکو میں دم توڑ چکا ہے اور جہاد افغانستان نے اس کو روس سے نکال باہر کیا ہے اور اسے کہیں پناہ نصیب نہیں۔ کیمونزم جو مادی خوشحالی کا علمبردار تھا معاشی بدحالی کے بدترین مناظر پیش کر رہا ہے اور قوت لایموت کیلئے کشکول گدائی لئے دربدر پھر رہا ہے (مترجم)

۱۷۔ البتہ حال ہی میں افغانیوں کے سرفروشانہ جہاد کی بدولت بے پناہ جانی اور مالی قربانیوں کے بعد کیمونزم کو افغانستان سے اپنا بوریا بستر لپیٹنا پڑا۔ کیمونزم کی اس عبرتناک پسپائی میں ایمان کی قوت کار فرما تھی۔ آئندہ بھی استعمار کا جنازہ اسی قوت ایمانی سے سرشار سرفروشان اسلام کے ہاتھوں ہی نکلے گا ۔(مترجم)۔

۱۸۔ سورہ : المائدہ : ۳ اس دین کی عظمت ' اللہ کی نعمت کی شان اور دین اسلام کی رفعت و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلت کی بنا پر پیغمبرؐ اسلام نے تحدیث نعمت کے لئے اپنی امت کو ان الفاظ کے ورد کی تعلیم و ترغیب دی ہے۔

ورضیت با للہ ربا و وبا لا سلا م دینا وبمحمد نبیا " (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام کے خدوخال

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام کے خدوخال

جب کبھی ہم اسلامی نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس کو موجودہ مشکلات کے علاج کے طور پر پیش کرتے ہیں تو اکثر ذہنوں میں اس کا ایک بہت ہی محدود اور ناقص خاکہ آتا ہے جو صرف اسلامی قوانین و تشریعات کی صورت میں تشکیل پاتا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگوں کے نزدیک اسلامی نظام محض چور کے ہاتھ کاٹنے' زانی کو سنگسار کرنے یا کوڑے لگانے 'شرابی کو کوڑے لگانے ' قاتلوں سے قصاص لینے اور اسلامی حدود کو قائم کرنے یا دیگر معاملات زندگی میں شرعی احکام نافذ کرنے سے عبارت ہے۔

بلاشبہ یہ احکام و قوانین اسلامی نظام کا ایک حقیقی جزو ہیں' جن سے نہ فرار ممکن ہے اور نہ بے نیازی۔ جو شخص ان احکام و قوانین کا انکار کرتا ہے وہ کفر کا مرتکب ٹھہرتا ہے اور جو ان سے غفلت و بے اعتنائی برتتا ہے وہ فاسق و فاجر قرار پاتا ہے۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود ان قوانین کو مکمل اسلامی نظام کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے لہٰذا اسلامی نظام کے بارے میں یہ تصور بالکل جزئی ' ناقص اور محدود ہے۔

اسلامی نظام کے معنی یہ ہیں کہ اسلام تمام شعبوں اور مادی و روحانی دائروں میں معاشرہ کا رہبر و رہنما اور قائد ہو۔ معاشرہ کا عقیدہ اسلامی ہو' اس کے افکار و نظریات اسلامی ہوں' اس کے جذبات و احساسات اسلامی ہوں' اس کے اخلاق و اسلوب تربیت اسلامی ہوں' اس کے رسوم و روایات اسلامی ہوں' المختصر' اس کے تمام قوانین و تشریعات اسلام کے سانچہ میں ڈھلے ہوئے ہوں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی نظام وہ نظام ہے جو ایک مسلم معاشرہ کو اس کے تمام اصول و مبادی اور اس کی تمام اقدار و خصوصیات اور امتیازی اوصاف کے ساتھ معرض وجود میں لاتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس کا کوئی اصول ناقابل عمل نہیں ہے۔ یہ موضوع بذات خود ایک مفصل کتاب کا متقاضی ہے لیکن یہاں پر ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت اختصار و ایجاز کے ساتھ اسلامی نظام کے چند واضح خطوط اور روشن خدوخال پیش کریں گے جن کا نقشہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہمارے قرطاس تصور پر ابھرتا ہے۔ نیز ہم اپنی توجہ خصوصاً" ان اسلامی عناصر پر مرکوز رکھیں گے جن سے ہمارا معاشرہ زندگی کے تمام شعبوں میں بے بہرہ ہے۔

ا۔ روحانی اور اخلاقی خاکہ

روحانی انسان

انسان صرف اس جسد خاکی کا ہی نام نہیں ہے جو چوپاؤں کی طرح کھاتا پیتا اور دیگر چیزوں سے متمتع ہوتا ہے۔ یہ جسد خاکی تو ایک اعلیٰ وارفع وجود کیلئے مٹی کا ایک پیکر ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام کے ضمن میں اشارہ کیا ہے۔ **فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی(ا)** یعنی جب میں نے آدم کو درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی۔ یہی وہ اعلیٰ وارفع روح ہے جو انسان کو ممیز کرتی ہے اور اس کو عزت و تکریم کا مقام عطا کر کے زمین پر خلافت الٰہی کے اہل بناتی ہے۔

اسلامی نظام انسانی فطرت کا صحیح اور مکمل ادارک رکھتا ہے' اس کی کما حقہ' قدر پہچانتا ہے۔ اس کے لئے مناسب غذا اور صالح آب و ہوا مہیا کرتا ہے تاکہ وہ خوب نشوونما پاسکے اور پوری طرح برگ و بار لاسکے۔

یہ گوہر مقصود علم نافع' ایمان صادق' عبادت خالص اور اخلاق محکم کے بغیر ہاتھ نہیں لگ سکتا۔ یہ اعمال انسانی روح کی غذا اور انسان کے امتیازی اوصاف ہیں۔

منزل کے روشن نشانات

اس منزل کے چند روشن نشانات درج ذیل ہیں۔

ا۔ **ربانی اور روحانی اوصاف کا احیاء:** درج ذیل ربانی اور روحانی اوصاف کا احیاء اشد ضروری ہے۔ مثلاً

ا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا' اور اس کی توحید اور اس کے اسمائے حسنیٰ پر ایمان لانا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر ایمان لانا اور انہیں برحق سمجھنا۔

۳۔ آخرت کی جزا پر ایمان لانا کیونکہ یہ زندگی کا بلند ترین ہدف اور انسانی وجود کی غایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

۴۔ اس ایمان کے بنیادی تقاضوں کے مطابق عمل کرنا' ان پر استقامت اختیار کرنا اور عقلی و جذباتی' نظری و عملی تمام وسائل و اسالیب کے ذریعہ اس کی حمایت و نصرت کرنا۔

۵۔ قدیم و جدید اور ہر شکل و رنگ کے الحاد' شرک اور تشکیک کے خلاف جنگ کرنا حتیٰ کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی باقی نہ رہے۔

۶۔ اسلامی عقیدہ کیلئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاف و شفاف سرچشموں کی طرف رجوع کرنا' انتہا پسندوں کے غلو' باطل پرستوں کے بے بنیاد مفروضات اور اہل تحریف کی تحریفات سے دور رہنا۔

ب۔ **تقویٰ کی آبیاری:** امت مسلمہ کی اس نہج پر تربیت کرنا کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ و اخلاص اور اس پر اعتماد و توکل پیدا ہو۔ انسانی ذہن میں یہ مستقل احساس پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام پوشیدہ اور علانیہ اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے' اسے اس کی تمام پوشیدہ حرکات اور اس کی سرگوشیوں تک کا علم ہے۔ انسانی شعور میں یہ حقیقت اچھی طرح راسخ ہو کہ قیامت کے دن اس کو اپنے خالق و مالک کے سامنے جوابدہی کیلئے پیش ہونا ہے جہاں کوئی شخص کسی کی مدد نہیں کر سکے گا اور صرف وہ اعمال ہی انسان کے لئے مفید اور نافع ہوں گے جو اس نے اس دنیا میں کما کر آگے بھیجے ہوں گے اور انسانی ذہن میں دار آخرت کی دائمی زندگی کی فکر' حشر و نشر اور حساب و میزان کے خوفناک مناظر اور جنت و دوزخ کا تصور ہر وقت مستحضر رہے۔

اسی روحانی تربیت سے دلوں کو زندہ اور ضمیروں کو بیدار اور روشن کیا جاسکتا ہے جو بدی اور شر کی راہ میں سب سے بڑا بند' نیکی اور خیر کے لئے سب سے موثر مہمیز اور مکارم اخلاق کیلئے سب سے زیادہ طاقتور مددگار ہیں۔

ج۔ **اخلاقی اقدار کی ترویج** اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا ہے' کی سنت کی روشنی میں ان حقیقی اخلاقی اقدار کو مضبوط و مستحکم بنانا جن کو امت مسلمہ نے نسلاً" وراثت میں پایا ہے۔ ان آلائشوں کا ازالہ کرنا جو زمانہ انحطاط میں تہ بہ تہ ان پاکیزہ اقدار پر جم گئی ہیں اور ان دوسری جدید و قدیم عادات و اطوار کو ختم کرنا جو دوسری قوموں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اندھی تقلید میں اسلامی اخلاق میں داخل ہوگئے ہیں جس طرح مادہ پرستی' انانیت پسندی' نفسانی خواہشات کی پیروی' عدم ثبات و استقلال' اباحیت پسندی' مردوں اور عورتوں کے درمیان باہمی تشبہ' دنیوی زندگی کے حقیر اور عارضی فوائد میں استغراق' بے کار اور بیہودہ گفتگو' جھوٹا فخر' کمزور اخلاق' منفی طرز عمل اور کوتاہی و غفلت شعاری جیسے اخلاقی رذائل سے ---- جو مغربی استعمار کے ساتھ ہمارے معاشرہ میں در آئے ہیں اور ہمیں دور انحطاط میں وراثت میں ملے ہیں معاشرہ کو پاک کرنا اشد ضروری ہے۔ بعینہ اخلاقی فضائل مثلاً" سخاوت' ایثار' عفت و عصمت' حیاء' غیرت' تعاون علی البر' دعوت خیر' امر بالمعروف' نہی عن المنکر' والدین سے نیک سلوک' صلہ رحمی' ہمسایوں سے احسان' مہمانوں کا اکرام' مظلوم و آزردہ خاطر انسانوں کی امداد' صدق مقالی' امانتداری' عدل' انصاف' شہادت حق' چھوٹوں پر رحم و شفقت' بڑوں کی عزت و توقیر' حقدار کی داد رسی' عجز و انکساری' عزت نفس' قصد و اعتدال اور دوسرے فضائل اخلاق کی سیادت قائم کرنا' ان کو قائم و دائم رکھنا اور ان کی جڑوں کو مزید گہرا کرنا بھی ہم سب پر واجب ہے۔

د۔ اسلامی نظام پر فخر۔ اسلام ---- جو ایک عقیدہ' قانون' تہذیب اور نظام حیات کی حیثیت رکھتا ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نہایت کمال' ہمہ گیری' توازن' وضوح (Clerity) اور گہرائی رکھی ہے ------ کے پیغام پر فخر کرنا اور ہر خاص و عام کے دل میں اس احساس فخر کی تخم ریزی کرنا تاکہ کوئی دوسرا نظام اور تہذیب اس کی راہ میں مزاحمت' پیدا نہ کر پائے اور اس طرح وطنیت' قومیت اور کوئی دوسرا نعرہ بھی اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ پس دین ہر اس چیز سے قیمتی ہے جس پر انسان فخر کر سکتا ہے اور جس کا وہ حریص ہو سکتا اور مسلمان اس کی راہ میں وطن' اہل و عیال اور جان و مال ہر چیز قربان کر دیتا ہے جس کو لوگ ازحد عزیز رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پہلے مومن سے راضی ہو جس نے کہا تھا:

ابی الاسلام لا اب لی سواہ   اذا فتخروا بقیس اوتمیم

"میرا باپ اسلام ہے۔ اس کے سوا میرا کوئی باپ نہیں
جبکہ لوگ قیس اور تمیم (قبیلوں) پر فخر کرتے ہیں"۔

ر۔ شعائر اسلام سے محبت۔ شعائر اسلام کی محافظت کرنا خصوصاً" ان بڑی بڑی عبادات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نگہداشت کرنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان عملیہ قرار دیا ہے اور جن پر اسلام کی عظیم الشان عمارت کی بنیاد رکھی گئی ہے مثلاً" نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج بیت اللہ۔ معاشرہ کے تمام افراد کی تربیت کرنا تاکہ وہ ان شعائر کا احترام کریں اور ان کی عزت و توقیر بجا لائیں' دلوں میں شعائر اسلام سے محبت پیدا کرنے اور ان کو اخلاص' امانت اور حسن و کمال کیساتھ کرنے کی خواہش پیدا کرنے کیلئے بالخصوص مسلمانوں کی تربیت کرنا' اللہ تعالی کے حقوق کو ادا کرنا جس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا اور ہر نوع کی نعمتوں سے نوازا ہے' اور اقامت حق اور نصرت حق کے لئے تمام مادی اور روحانی ذرائع مہیا کرنا' جو لوگ اس حق کر ادا کر رہے ہوں' ان کو مناسب اور صحیح انداز سے اس حق کو سرانجام دینے کی ترغیب دینا اور جو افراد اس حق کو ادا کرنے میں کوتاہی سے کام لے رہے ہوں ان کی گوشمالی کرنا۔ یہ عبادات و شعائر ---- جو بذات خود ایک بہت بڑا مقصد ہیں ---- لوگوں کے دلوں کو ایمان سے منور کرنے اور ان کو اخلاق فاضلہ سے آراستہ کرنے کے لئے تربیت کے بہت اہم ذرائع ہیں۔

لہٰذا جس طرح ماہ رمضان کی حرمت کی تعظیم کرانا اور سرکاری نظام اوقات کار کو اس طرح مرتب (Adjust) کرنا کہ وہ روزہ داروں کے حالات کے مطابق ہوں اور ان کے لئے مناسب وقت پر افطاری و سحری کرنا ممکن ہو جائے' حکومت کے فرائض میں داخل ہے' اسی طرح تمام سرکاری دفتروں' محکموں' شعبوں اور اداروں میں اور تمام پبلک مقامات ---- مثلاً" بندرگاہوں' ہوائی اڈوں' ریلوے اسٹیشنوں اور بس سٹینڈوں ---- پر نماز کی اقامت اور مسجدوں کے اہتمام کی طرف توجہ دینا بھی اشد ضروری ہے۔

اسی طرح بیت اللہ شریف کے حج کو آسان بنانا' راستہ کی رکاوٹوں کو دور کرنا' حاجیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے حلقے تشکیل دینا یہاں تک کہ وہ اکمل و احسن انداز سے فریضہ حج کو ادا کر لیں اور پاکیزہ دلوں' صاف ستھرے اطوار و آداب اور گہرے ایمان کے ساتھ سفر سے واپس لوٹ آئیں۔

س۔ پیغام مسجد کا احیاء مسجد کے پیغام کو زندہ اور موثر بنانا حتی کہ مسجد پھر اپنے سنہرے دور ماضی کی طرف لوٹ آئے اور ہدایت' روشنی اور اصلاح کا مرکز' عبادت کیلئے لوگوں کی جامع' ثقافت و تربیت کے لئے تعلیم گاہ' باہمی تعارف کیلئے [illegible] اور مشاورت کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارلیمنٹ (۲) کا کردار ادا کرنے لگے۔ مسجد میں مسلم خواتین کیلئے کافی گنجائش رکھنا ہوگی۔ ان کو اجتماعی عبادت کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا اور نہ ان کو کلمہ ہدایت اور موعظت نافعہ سننے اور ایک اشرف و اعلیٰ مقصد اور نیک ترین عمل ---- نماز باجماعت ---- کے لئے ایک پاکیزہ ترین مقام پر اپنی اہل ایمان بہنوں سے ملنے سے ہی محروم کیا جاسکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں **"لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ"** (مسلم) یعنی اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے نہ روکو۔

مساجد ---- خصوصاً" بڑی بڑی مساجد ---- میں وعظ ' خطبہ اور تعلیم و تدریس کے لئے بہترین علماء کا انتخاب کرنا' ان کو حقائق اسلام کی تعبیرو تشریح میں مکمل حریت فکر عطا کرنا' اسلام کے دشمنوں کے باطل پروپیگنڈا اور ان کی پر فریب مکارانہ چالوں کی طرف توجہ دینا' منبرومحراب کو کسب دنیا کا ذریعہ و وسیلہ بنانے یا کسی شخصیت ' خاندان ' جماعت یا نظام کے حق میں پروپیگنڈا کرنے سے پاک رکھنا کیونکہ مسجد کا مقام اس سے بہت بلند اور مکرم ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی دوسرے نام کا ذکر کیا جائے اور کتاب اللہ قرآن مجید کے سوا کسی کتاب کی تقدیس بیان کی جائے۔

و ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا(۳)

ص۔ بدعت و خرافات کی بیخ کنی ان بدعات اور باطل عقائد ورسومات کی بیخ کنی کرنا جو مرور زمانہ کے ساتھ اسلام سے چپک گئی ہیں اور جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ ان رسومات کا تعلق عقاید سے ہو یا عبادات اور روایات سے یا ان دوسری باتوں سے جو عام طور پر فکر و عمل کے ساتھ خلط ملط ہو جاتی ہیں' سب کا استیصال کرنا اشد ضروری ہے۔ نیز ایک روشن اور سیدھے سادے اسلام کی طرف رجوع کرنا جس پر صحابہ کرامؓ اور قرون اولیٰ کے تابعین عمل پیرا رہے جو امت مسلمہ کے بہترین لوگ ہیں۔

ہم میں سے ہر ایک اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ ان بدعات سے نجات' جن پر عمل کرتے کرتے بچے جوان اور جوان بوڑھے ہوگئے ہیں اور جو باپ سے بیٹے اور دادا سے پوتے کی طرف وراثت میں منتقل ہوتی رہی ہیں' صرف نرمی و شفقت ' حکمت و موعظت اور بہترین دلائل سے ہی ممکن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے : **ادفع بالتی ہی احسن**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ تعلیمی اور ثقافتی خاکہ

اللہ تعالٰی نے انسان کو عقل و شعور کی دولت اور حصول علم کی قدرت عطا فرما کر عزت و اکرام سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور علم کو زمین پر اپنی خلافت کی اساس قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسلام نے انسان کو غوروفکر کی ترغیب دی اور تقلید و جمود سے نجات دلائی یہاں تک کہ غوروفکر اور حصول علم دو اسلامی فریضے قرار پاگئے۔ اسلام نے علم اور اہل علم کی اس قدر عزت و تعریف کی ہے کہ علمائے حق کو انبیاء علیہم السلام کا وارث قرار دیا ہے۔ حصول علم کے لئے طے کئے گئے راستہ کو جنت کا راستہ بتایا ہے۔ تحصیل علم کو امت پر ایک فرض کفایہ مقرر کیا ہے تاکہ اس کی معتد بہ تعداد علم کے ہر اس مفید اور سود مند شعبہ میں تخصیص پیدا کرے جس کی امت ضرورت محسوس کرے۔

تعلیمی عمارت کی بنیادیں

اس بنا پر مندرجہ ذیل بنیادوں پر ایک تعلیمی اور ثقافتی عمارت کھڑی کرنا قوم پر واجب ٹھہرایا ہے:

ا۔ علمی تحریک

۱۔ ایک خاص عمر تک جس میں تعلیم حاصل کی جاتی ہے تمام لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ اس راہ کی تمام رکاوٹوں اور مشکلوں کو دور کیا جائے۔ تعلیم کو آسان بنانے کیلئے تمام وسائل کو مہیا کیا جائے کیونکہ عصر جدید میں مناسب تعلیم کے بغیر دین و دنیا کی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا ممکن نہیں ہے خواہ یہ ذمہ داریاں کتنی ہی معمولی نوعیت کی ہوں۔ نیز جس چیز کے بغیر کسی واجب کی انجام دہی ممکن نہ ہو' اس کا حصول بھی واجب ہو جاتا ہے۔ یہی بات اس امت کے شایان شان ہے ۔ علم حاصل کرنا فرض ہے اور قرآن مجید میں سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی وہ ہے:

اقرا باسم ربک(۴) یعنی رب کا نام لیکر پڑھ

۲۔ امت مسلمہ میں پھیلتی ہوئی ناخواندگی کو ختم کرنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے جنہوں نے معرکہ بدر میں ۲ ھ سے ناخواندگی کو ختم کرنے کیلئے کام شروع کر دیا تھا۔ کتابوں کی نشرواشاعت پر کام کیا جائے۔

۳۔ تعلیم کو ازسرنو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اس میں نظریاتی اور عملی ' دینی اور دنیاوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ادبی اور تیکنیکی سب پہلو شامل ہو جائیں تاکہ نابغہ اور عبقری افراد امت کیلئے کسی مادی ور معنوی رکاوٹ کے بغیر تعلیم و تخصیص کے اعلیٰ معیار تک پہنچنے کیلئے وسیع میدان موجود ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

قل رب زدنی علما(۵) (یعنی کہ دیں اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر) اسی طرح قرآن مجید میں وجوب تخصیص کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

وما کان المومنون لینفروا کافتہ فلو لا نفر من کل فرقتہ منہم طائفتہ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (۶)

"اور یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں تو یوں کیوں نہیں کیا کہ ہر جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس میں) سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈراتے تاکہ وہ احتراز کرتے"۔

ب۔ اسلامی تعلیم کا بنیادی عنصر

ا۔ پرائمری سطح سے لیکر یونیورسٹی کی سطح تک تعلیم کے مراحل اور فنی، عمرانی اور عسکری تمام شعبہ ہائے تعلیم کا بنیادی عنصر اسلام کو قرار دیا جائے اور اس عنصر کی بنیاد قرآن و سنت پر رکھی جائے اور علم و معرفت کے ان سرچشموں کی تفہیم و تشریح کیلئے متاخرین کے مشتبہ اور مبہم اقوال کے بجائے سلف متقدمین کی رہنمائی کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس معاملہ میں جزئیات و فروعات اور تفصیلات میں جانے سے پہلے بنیادی اصول و مبادی کی طرف توجہ دی جائے۔ اس بنیاد پر مندرجہ ذیل باتوں کو نگاہ میں رکھا جائے۔

ا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں آسان اور سادہ انداز میں اسلام کا صحیح عقیدہ پیش کیا جائے اور متکلمین کی موشگافیوں اور سخن سازیوں میں نہ الجھا جائے۔

۲۔ فقہی مذاہب کے اختلافات سے اجتناب کرتے ہوئے فقہی مسائل کو دلیل اور حکمت کے ساتھ بیان کیا جائے اور زندگی کے ساتھ ان کے ربط و تعلق کو روشن کیا جائے۔

۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور امت مسلمہ کے قائدین اور علماء و صلحاء کی سیرتوں کی طرف توجہ دی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ لازمی ہے کہ تجارت' اقتصادیات اور علوم سیاست کی تعلیم دینے والے کالج اسلامی اقتصادایت میں گہری دلچسپی لیں اور اسے لاء کالجوں میں تعلیم کی بنیاد بنائیں۔

ج ۔ نصابی کتب پر نظر ثانی

ا۔ ہر مرحلہ پر تعلیمی نصاب اور اس کے مندرجات پر اس طرح نظر ثانی کی جائے کہ طلباء کو پڑھائی جانے والی نصابی کتب کو لادینی اور عیسائی مشنری افکار اور ان نظریات سے پاک کر دیا جائے جو امت مسلمہ پر عموماً" غیر اسلامی ممالک سے لا کر مسلط کر دیئے گئے ہوں۔ عمرانی علوم ـــــ مثلاً تاریخ' علم' نفسیات علم تربیت' علم اجتماع اور علم اقتصادیات پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ ان علوم میں بے شمار ایسے افکار شامل ہوگئے ہیں جو اسلامی تعلیمات و تصورات سے متصادم ہیں حتیٰ کہ خالص مادی علوم کی نصابی کتب بھی غیر السلامی افکار کے زہریلے اثرات سے محفوظ نہیں رہی ہیں۔ لہٰذا اشد ضروری ہے کہ ان نصابی کتب کو اس طرح اسلامی رنگ میں رنگا جائے اور ان میں اسلامی روح کو کوٹ کوٹ کر سمو دیا جائے' جس طرح یہ ضروری ہے کہ ان نصابی کتب کو ایک علمی رجحان' ایک علمی روح' سرگرم وجود اور نمایاں شخصیت پیدا کرنے کیلئے استعمال کیا جائے جو نہ روایت پرست ہوتی ہے نہ زمانہ ساز مرغ بادنما۔

۲۔ ایسی کتب تیار کرائی جائیں جو اپنے مندرجات ' اسلوب نگارش اور انداز بیان کے اعتبار سے نصابی ضروریات کو پوری کر سکیں تاکہ یہ کتب نوجوان نسل کے اندر علم ' ایمان اور اخلاق کی تخم ریزی کر سکیں اور طلباء سے ایسی زبان میں گفتگو کی جائے جس کو وہ بآسانی سمجھ سکیں جیسا کہ قرآن مجید میں درج ہے **وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم** ۔ (لغ) (یعنی اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان کیساتھ تاکہ انہیں (احکام خدا) کھول کھول کر بتا دے)

د۔ باکردار اساتذہ کا انتخاب

ایسے صالح و باکردار معلمین تیار کیے جائیں جو پاکیزہ و صالح نصاب اور عمدہ کتب کو محسوس حقیقتوں میں تبدیل کرنے کی قدرت و صلاحیت سے بہرہ ور ہوں اور یہ حقیقتیں ایسے افراد کے پیکر میں ڈھل جائیں جو ان کا صحیح فہم و شعور اور ذوق رکھتے ہوں اور وہ جن اصول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اقدار اور عقاید کی طلباء کو تعلیم دیتے ہوں' ان پر خود بھی عمل پیرا ہوں۔
یہ فریضہ اسی وقت سر انجام دیا جاسکتا ہے جب یہ معلمین فنی مہارت اور صلاحیت سے بہرہ ور ہوں اور ان کے سینوں میں نور ایمان سے منور دل دھڑکتا ہو۔ درحقیقت ایسے افراد بیک وقت معلم' مربی اور داعی ہوتے ہیں۔ حدیث نبوی میں ہے:

ان اللہ و ملٰئکتہ و اہل السموت و اہل الارض حتی نملتہ فی حجرھا وحتی الحوت فی البحر لیصلون علی معلمی الناس الخیر(۸)

"اللہ' اس کے فرشتے' آسمانوں اور زمین میں بسنے والی مخلوق حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والوں پر سلام بھیجتی ہیں"

اس کے بعد تعلیم و تربیت کے میدان سے فکر و ضمیر کے تمام مفاسد کو دور کرنے کا مرحلہ آتا ہے۔

• ر۔ واضح ہدف کا تعین

اوپر ہم نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے ان سے بھی پہلے یہ امر ضروری ہے کہ تعلیم و تربیت کا مقصد اور اس کا فلسفہ ہم پر واضح ہو۔ بالفاظ دیگر ابتدا ہی سے فلسفہ تربیت ایک واضح اور غیر مبہم ہدف کی بنیاد پر قائم ہونا چاہیے۔ ہمارے نظام تربیت کا مقصد کسی انقلابی یا یساری (LEFTIST) طبقاتی یا پرولتاری' لبرل یا اشتراکی'عربی یا وطن پرست' قدامت پرست (REACTIONARY) یا یمینی (RIGHTIST) اور قدیم یا جدید انسان کی تربیت کرنا نہیں ہے بلکہ ہمارے فلسفہ تربیت کی بنیاد ایک انسان صالح پیدا کرنا ہے --- وہ انسان صالح جس کی بنیادی صفات سورہ عصر میں بیان ہوئی ہیں۔

والعصر' ان الانسان لفی خسر' الا الذین امنوا وعملوا الصلحت و تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

"قسم ہے زمانہ کی' انسان سرا سر خسارہ میں ہے' سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنھوں نے اچھے کام کیے' حق کی تلقین کی اور (مشکلات و مصائب پر) صبر کی تلقین کی۔"

ا۔ چنانچہ ایک صالح انسان ایک صاحب عقیدہ مومن ہوتا ہے۔ وہ شخص صالح کہلانے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحق نہیں جس کا دل اپنے پروردگار کی یاد سے غافل ہو' جو اپنی خواہشات کا پجاری ہو اور جس کا عمل بے اعتدالی کا شکار ہو۔

۲۔ انسان صالح کا ایمان مجرد ایک نظری عقیدہ اور محض ایک زبانی دعویٰ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا ایمان اس کے اعمال --- بلکہ اعمال صالحہ ---- کے پیکر میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ لفظ "صالحات" ایک قرآنی تعبیر ہے۔ اس کا اطلاق ان تمام چیزوں پر ہوتا ہے جو فرد اور جماعت اور دین اور دنیا دونوں کی اصلاح کی موجب ہوتی ہیں۔

۳۔ یہ صالح مرد مومن صرف اپنی ذات کی اصلاح پر اکتفا نہیں کرتا اور وہ جس دین حق پر ایمان لاتا ہے' اس کو اپنی ذات کے خول میں مقید نہیں کر دیتا بلکہ تلقین اور دعوت کے ذریعہ اس نور حق کی شعاعوں کو سارے معاشرے تک پھیلانے کی جدوجہد کرتا ہے۔ دوسرے اہل دعوت اور علمبرداران اسلامی پیغام جب اس کو اسلام کی تلقین اور دعوت دیتے ہیں تو وہ ان کی دعوت کو قبول کرتا ہے۔ اس طرح یہ سب اس کی نشرواشاعت اور حمایت و نصرت میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ یہی مفہوم ہے و تواصوا بالحق کا۔

۴۔ اس کے بعد وہ دوسرے اہل حق کے دوش بدوش دعوت حق کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات و شدائد برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی جاں تک کی بازی لگا دینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ وہ مصائب کی تلخیوں' راہ حق کی طوالت اور رکاوٹوں کی کثرت پر صبر و ثبات کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس صبرواستقلال کی دوسروں کو بھی تلقین کرتا ہے اور خود بھی دوسروں کی تلقین کو قبول کرتا ہے۔ اس طرح وہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ وتواصوا بالصبر کا یہی مطلب ہے۔

س۔ اسلامی نظام ثقافت کا خاکہ

ضروری ہے کہ اسلامی ممالک کیلئے ایک اسلامی نظام ثقافت کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا جائے جس کو درج ذیل بنیادوں پر استوار کیا جائے(۹)

ا۔ ایک ایسا ثقافتی نظام وضع کیا جائے جو روح اور نفس میں دوئی پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ امت مسلمہ کے تمام افراد کے اندر ایک ذہنیت کو پروان چڑھاتا ہے اور یہ ذہنیت کو پروان چڑھاتا ہے اور یہ ذہنیت اسلامی ذہنیت ہے۔ چنانچہ یہ ثقافتی نظام اسلامی معاشرہ کے افراد کو مختلف طبقوں میں اس طرح تقسیم نہیں کرتا کہ ایک طبقہ پر جدید تعلیم کے دروازے کھلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں جبکہ دوسرے طبقہ کی رسائی صرف قدیم تعلیم تک ہی ہو' ایک طبقہ دینی تعلیم حاصل کرے جبکہ دوسرا طبقہ لادینی تعلیم۔

۲۔ ہر درجہ اور ہر نوع کی تعلیم کو اسلامی رنگ میں رنگا جائے۔ بالفاظ دیگر تعلیم و ثقافت کیلئے ایک عمومی فضا پیدا کی جائے جو اسلامی عقائد اور اسلامی اقدار کی فضا ہو۔

۳۔ اسلامی شعور کو بیدار کرنے کیلئے ایک عمومی تحریک بپا کی جائے تاکہ یہ عقلی اور روحانی شعور' اسلام کے اصول و مبادی اور اس کی تعلیمات کا شعور' دور جدید میں اسلام کو درپیش بڑے بڑے خطرات کا شعور بن جائے۔

۴۔ دوسرے نظامہائے ثقافت مثلاً" مغربی جمہوری لبرل ازم اور مشرقی مارکسی اشتراکیت کے فکری رہنماؤں سے واقفیت حاصل کی جائے' جو عالم اسلام سے برسرپیکار ہیں۔

۵۔ عصر حاضر کی مشکلات ----- خواہ وہ اپنی انواع میں کتنی ہی مختلف ہوں ----- کا مقابلہ کرتے ہوئے' دین و دنیا کے درمیان میں پائی جانے والی مغائرت اور دوئی کا تصور ختم کر کے اسلام کی اساس اور اس کے نظریہ پر دونوں کو باہم جوڑا جائے اور اسلامی معاشرہ کی ضروریات کو تعلیم کے ذریعہ پورا کیا جائے۔

۶۔ دینی تعلیم کو عام کرنے اور اس کو لوگوں کے قلب و ضمیر میں جانشین کرنے کے لئے مناسب طریقے اور بہترین اسالیب اختیار کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں جہاں دین کے اصول و مبادی پر توجہ دی جائے گی' وہاں اہم نوعیت کے معاملات کو فوقیت دی جائے گی۔ قرآن و سنت کی طرف رجوع کیا جائیگا اور قرآن و سنت کی تعلیمات اور فقہی آراء کے درمیان ربط پیدا کیا جائیگا۔

۲۔ اسلامی ثقافت پر علمی کام

اسلامی ثقافت کے مختلف پہلوؤں کی خدمت کیلئے عمومی اور خصوصی مختلف اسلامی دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) کی تیاری و تدوین کیلئے ایک خاکہ اور منصوبہ تیار کیا جائے جو عالمی عصری انسائیکلوپیڈیا کی سطح اور معیار پر پورے اترتے ہوں۔ اس نوع کے انسائیکلوپیڈیا کے چند پہلو درج ذیل ہیں:

ا۔ **عمومی اسلامی انسائیکلوپیڈیا:** مختلف مسلم ممالک کے چیدہ مسلم علماء کو جو اسلامی علوم و معارف کے مختلف شعبوں میں درجہ تخصیص کے حامل ہوں' ایک ایسا عمومی اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسائیکلوپیڈیا تیار کرنے کا کام کرنا چاہیے جو موجودہ دائرۃ المعارف اسلامیہ کی طرز پر مدون کیا گیا ہو جسے مستشرقین نے تیار کیا ہے لیکن اس میں ان تمام خامیوں' کمزوریوں اور لغزشوں کی تلافی ہو جو غیروں کے مرتب کردہ انسائیکلوپیڈیا میں پائی جاتی ہیں۔

ب۔ انسائیکلوپیڈیا حدیث نبوی: احادیث نبوی کا انسائیکلوپیڈیا ان تمام صحیح اور حسن احادیث پر مشتمل ہونا چاہیے جن کی سند ثابت ہو' جن کا متن شذوذ و علت سے پاک ہو جن کو جدید ابواب کے زیر عنوان اور نئی فہرست کے ساتھ شائع کیا جائے' جن کے مرکزی موضوعات کی تشریح کی گئی ہو' جو خزینہ سنت اور اس کے اسرار و کنوز کا فہم و شعور پیدا کرنے میں ممدومعاون ہو۔ صرف اس نوع کے دائرۃالمعارف (انسائیکلوپیڈیا) کے ذریعہ ہی لوگ ان موضوع اور دور ازکار روایات سے نجات حاصل کر سکتے ہیں جنھوں نے اکثر ذہنوں میں فساد پیدا کیا ہوا ہے اور ہماری ثقافت کے سرچشموں کو مکدر بنا دیا ہے۔

حدیث نبوی کے انسائیکلوپیڈیا کے بعد رجال حدیث کے انسائیکلوپیڈیا کا نمبر آتا ہے۔ یہ مجموعہ ان تمام رجال حدیث پر مشتمل ہونا چاہیے جو اسماء الرجال کی کتابوں میں مختلف مقامات پر بکھرے پڑے ہیں۔ یہ کارنامہ ریسرچ اسکالروں کے لئے تحقیق کا کام آسان بنا دے گا۔

ج۔ انسائیکلوپیڈیا اسلامی فقہ: اس میں اسلامی فقہ کے تمام فقہی مذاہب و مدارس اور اقوال ---- خواہ ان پر مکمل عملدرآمد ہوتا ہو یا نہ ---- پر بحث ہو اور قرآن و سنت سے ان کے ماخذ و مصادر' دلائل اور دیگر شرعی اعتبارات کا واضح بیان ہو۔ اسی طرح اس میں اصول فقہ' تاریخ فقہ اور ان میں وقتاً فوقتاً ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر ہو۔ نیز اس میں تمام معاصرین کی مستند اور جدید فقہی بحثوں سے ---- ان کے زمانہ معاصرت کے ذکر کے ساتھ ---- بحث موجود ہو' اسے جدید علمی اسالیب پر مرتب کیا گیا ہو جو ایک انسائیکلوپیڈیا کی تیاری میں ملحوظ خاطر رکھے جاتے ہیں تاکہ ہر محقق کے لئے کام آسان ہو جائے۔ خصوصاً اس کی کتابت و طباعت' مسائل کی تخریج اور فہرست عمدہ معیار کی ہو۔

اس میدان میں دمشق میں کچھ کوششوں کا آغاز ہو چکا ہے اور اب یہ کوششیں مصر اور کویت کی طرف منتقل ہوگئیں ہیں اور ان دونوں ممالک سے اس انسائیکلوپیڈیا کے بعض مفید اجزاء منصہء شہود پر آچکے ہیں۔ ایک ایسا جامع انسائیکلوپیڈیا جو اسلامی فقہ کے اعلیٰ وارفع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام و مرتبہ کے شایان شان ہو' تیار کرنے کے لئے تمام کوششوں کو مجتمع کرنا اشد ضروری ہے۔

د۔ انسائیکلوپیڈیا اسلامی تاریخ۔ اسلامی تاریخ کا آغاز سیرت نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے' پھر خلفائے راشدین کا دور آتا ہے اور اس کے بعد مسلمان حکمرانوں کا عہد حکومت آتا ہے۔ یہ اسلامی تاریخ اس بات کی ضرورتمند ہے کہ اس کو از سر نو جدید طرز و اسلوب کی روشنی میں دوبارہ مرتب کیا جائے' اس کے مقاصد و مصادر کی عمدہ درجہ بندی (RATING) کی جائے ' راویوں کی تحقیق کی جائے' حالات و شخصیات کا تجزیہ کیا جائے' مستشرقین کی اندھی تقلید کے بجائے ان کی کتابوں سے بیدار مغزی کے ساتھ استفادہ کیا جائے اور ان کی ذہنی غلامی کو قبول نہ کیا جائے۔ اس تاریخی خزانہ کو اس طرح مرتب کیا جائے کہ وہ اس کے بادشاہوں اور حکمرانوں ' علماء و صلحاء ' قائدین و فاتحیں سے بحث کرتی ہو اور جنگوں اور سیاسی امور کی طرح دین اسلام اور اس کے افکار و نظریات بھی اس انسائیکلوپیڈیا کا موضوع ہوں۔ مختصر یہ کہ اسلامی تاریخ کے اس انسائیکلوپیڈیا کا مرکز و محور اسلام —— بحیثیت ایک عقیدہ ' ایک قانون' ایک تہذیب اور ایک نظام زندگی —— ہو

۲۔ ایسی اعلیٰ درجہ کی اسلامی کتب تصنیف کی جائیں جو عصر جدید کی روح کے مطابق ہوں اور عالم اسلام اور دنیا کی دیگر زبانوں میں ترجمہ کیلئے مناسب ہوں۔ وہ اپنے مواد' واضح فکر' حسن بیان' بلیغ اسلوب ہر لحاظ سے امتیازی شان کی حامل ہوں اور حشو و فضول سے پاک ہوں۔ اس مقصد کیلئے سخت محنت اور جذبہ مسابقت درکار ہے۔ اس کام کے لئے پورے عالم اسلام کے چوٹی کے ماہرین اور ممتاز علماء کا ایک بورڈ تشکیل دیا جانا چاہیے۔

۳۔ اسلامی ثقافت کی خدمت اور فروغ کے لئے عالم اسلام کی سطح پر علمی اکادمیوں کو قائم کیا جائے ۔ سب سے پہلے فقہ اسلامی سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا جائے جو فقہی تعلیمات پر اپنی توجہ مرکوز کرے' فقہی ورثہ کو نمایاں کرے' اس کی تحقیق اور اصلاح و ترمیم کے لئے کام کرے اور فقہ اسلامی کے انسائیکلوپیڈیا کی تدوین کی نگرانی کرے۔ اسی طرح اس کا کام مختلف فقہی مذاہب و مکاتب کی روشنی میں فقہ اسلامی کی تشکیل کا ایک خاکہ و منصوبہ تیار کرنا بھی ہو جس کے تحت مختلف فقہی مسالک کا موازنہ کیا جائے' ان کو پرکھا جائے اور اس مسلک اور رائے کو اختیار کیا جائے جو سب سے زیادہ راجح ' شریعت اسلامی کے مقاصد کیلئے موزوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مصالح کے حصول کے موافق ہوں جو اسلامی شریعت کی غرض و غایت ہیں۔ ان مسائل کو ایسے جدید معاملات میں نافذ کیا جائے جن میں علم و تقویٰ کے اعتبار سے مجہول الحال افراد کے بجائے اجتماعی اجتہاد کی ضرورت ہے۔

۳۔ ادبی تخلیق

ایک مربوط اور مکمل فنی ادبی تخلیق کیلئے ایک خاکہ تیار کیا جائے جس میں تمام مفکر، دانشور، عالم، ادیب، شاعر اور وہ تمام افراد شریک ہوں جو علم و فن میں کچھ بھی مہارت رکھتے ہوں۔ اس ادبی تخلیق کا مقصد مختلف ذرائع تعلیم و تربیت ---- ٹیلیویژن، سنیما، تھیٹر، صحافت وغیرہ ---- کو پاکیزہ اور سنجیدہ کہانیوں، ڈراموں اور دوسرے متنوع پروگراموں کے ذریعہ علمی و تعمیری غذا فراہم کرنا ہو۔ اس تخلیق کا محور خاص طور پر اسلام، اس کی دعوت، اس کی تاریخ، اس کی تہذیب و تمدن، اس کی شخصیات، اس کی الہامی کتاب قرآن حکیم اور اس کے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال ذات ہو تاکہ اسلامی دعوت، اسلامی کردار، اسلامی تہذیب اور اسلامی روح کو اس کی اصل، صحیح اور روشن شکل میں پیش کیا جاسکے اور اس طرح تاریخی سچائی اور فنی حسن کی تعلیم دی جاسکے۔

۴۔ اجتماعی خاکہ

اجتماعی دین

اسلام ایک اجتماعی دین ہے جو ایک صالح معاشرہ کی نشوونما کیلئے جدوجہد کرتا ہے۔ وہ صالح افراد کو پیدا کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے لیکن فرد کی اصلاح کے لئے معاشرہ کی اصلاح کو لازمی تصور کرتا ہے کیونکہ ایک بیج کو برگ و بار لانے کے لئے ایک زرخیز قطعہ زمین کے وجود کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

اسلام ایک مسلمان فرد کو ایسے انسان کی حیثیت سے نہیں دیکھتا جو کسی خلوت میں گوشہ نشیں ہو یا کسی مندرو معبد میں راہبانہ زندگی گزار رہا ہو۔ بلکہ وہ اسے ہمیشہ انسانی جماعت میں متحرک و سرگرم دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے رب کی عبادت و پرستش میں بھی اسے گوشہ نشینی کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کو عبادت بھی جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اسی بنا پر اسلام میں تعمیر مساجد نے بہت فروغ حاصل کیا ہے اور مساجد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہمیت مؤکد ہو گئی ہے۔

اگر کوئی مسلمان جماعت کے بغیر اکیلا نماز پڑھتا ہے تو بھی جماعت کی روح اس کے قلب و ضمیر پر جلوہ افروز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے اور یہ دعائیہ کلمات اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں **اياك نعبدو واياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم** (یعنی ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں' ہمیں سیدھا راستہ دکھا) تو یہ روح جماعت اس کی زبان پر جاری و ساری ہو جاتی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ اور حج بھی اجتماعی عبادتیں ہیں۔

قرآن مجید نے **يا يها الذين امنوا** (اے ایمان والو) کے الفاظ کے ساتھ مسلمان کو جماعتی صیغہ میں مخاطب کیا ہے تاکہ ان میں شعور پیدا کیا جائے کہ اوامر کی تنفید' نواہی کی بیخ کنی اور فرائض کی انجام دہی سب کی جماعتی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جماعت کو پسند فرمائے تھے اور جماعت سے علیحدگی سے نفرت کرتے اور فرمایا کرتے:

يد الله مع الجماعته و من شذ شذ في النار

"اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے اور جو علیحدہ ہوا آگ میں جاگرا"

انما يا كل الذئب من الغنم القاصيته

"بھیڑیا ریوڑ سے علیحدہ ہونے والی بھیڑ کو پھاڑ کھاتا ہے"

" لا صلوة لمنفرد خلف الصف

" اس شخص کی نماز نہیں جو صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو"

حتیٰ کہ آپ نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کو اپنی نماز دہرانے کا حکم دیا ہے کیونکہ علیحدگی اور انفرادیت پسندی کو آپؐ نے ناپسند فرمایا ہے خواہ یہ ظاہری شکل میں ہو یا سیرت و کردار میں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر اس عمل کی تلقین فرمائی ہے جو معاشرہ کے لئے اجتماعی فائدہ کا موجب ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ کی نظر میں نفل عبادات کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح قرار دیا ہے اور لوگوں کی اصلاح احوال کو نفلی نماز روزہ اور صدقہ سے افضل گردانا ہے کیونکہ لوگوں کے اندر فساد برپا کرنا تباہی و ہلاکت ہے۔ یہی معاملہ حسد اور بغض کا ہے۔ یہ دونوں بیماریاں صرف دینی شعائر ہی نہیں خود دین کا بھی صفایا کر دیتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر مسلمان ---- نہیں' اس کے جسم کے ایک ایک جوڑ---- پر ہر روز صدقہ واجب ہے جو معاشرہ کی خدمت اور بہبود کے ذریعہ ادا کیا جاتا ہے' خواہ اس صدقہ کی صورت راستہ سے کسی ضرر رساں چیز کو ہٹا دینا ہو خواہ ایک اچھی بات کہنا یا کسی بھائی سے خوشگوار مسکراہٹ سے پیش آنا ہو۔

اسلام سب سے زیادہ توجہ خاندان پر دیتا ہے حتی کہ اس کو مستحکم اور پائیدار بنیادوں پر قائم کرتا ہے تاکہ یہ بے چینی' اضطراب اور صدمات سے محفوظ رہ کر ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتا رہے۔ خاندان اولیں مدرسہ ہے جو صالح افراد پیدا کرتا ہے اور ان کو ایسے بہترین اعمال سے آراستہ کرتا ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتے ہیں اور ان گناہوں کی بیخ کنی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں سخت قبیح اور ناپسندیدہ ہیں حتیٰ کہ قرآن مجید نے خاوند اور بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرنے کو کافر جادوگروں کا عمل شمار کیا ہے۔

اسلام نے عورت پر خاص توجہ دی ہے۔ بیٹی ' بیوی ' اور ماں کی حیثیت سے اس کو بڑی عزت و تکریم کا مقام عطا کیا ہے۔ ایک انسان اور معاشرہ کے ایک جزو کی حیثیت سے بھی اس کو بلند مقام دیا ہے اور مسلمان اور مومن عورتوں کے متعلق اپنی بات کو مسلمان اور مومن مردوں کے ذریعہ بیان کیا ہے تاکہ تمام لوگوں کو اس حقیقت کا علم ہو جائے کہ عورتیں مردوں کا بہترین نصف (BETTER HALF) ہیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھی اور دوست ہیں۔

اسلام بچوں کی تربیت اور نوجوانوں کی نگہداشت کے متعلق بہت فکرمند ہے کیونکہ وہ اپنی فطرت کے لحاظ سے اسلام پر ہوتے ہیں اور حق کی نصرت و حمایت کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اصحاب کہف کے بارے میں ہے:

انهم فتیتہ امنوا بربهم وزدنا هم هدی "یہ کچھ نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا"

چند اجتماعی پہلو

یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ ہے کہ اسلامی نظام اجتماعی پہلوؤں پر خصوصی توجہ دیتا ہے اور ان کی نگرانی کا ایسا اہتمام کرتا ہے جس کے وہ لائق و مستحق ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم صرف درج ذیل نکات پر روشنی ڈالنا ہی کافی سمجھتے ہیں کیونکہ ان کو بہت اہمیت حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

۱۔ ایک مسلم خاتون کے حالات و معاملات کا اس طرح اہتمام کرنا کہ وہ اپنی اصل پاکیزہ فطرت کی طرف لوٹ آئے' اپنے عظیم الشان فرض منصبی کو ادا کرنے لگے' ایک مہذب خاتون' ایک صالح بیوی اور ایک لائق اور بہترین ماں ثابت ہو جو بازار سے پہلے اپنے گھر کی طرف توجہ دیتی ہو' ظاہر سے پہلے باطن کی تزئین کی فکر کرتی ہو' حقوق کا مطالبہ کرنے سے پہلے فرائض کی ادائیگی اور مرکر پیوند خاک بننے سے پہلے دین کی پابندی کے لئے فکر مند ہو اور ایک مغرب زدہ عورت کی اندھی تقلید کے خلاف نبرد آزما ہو سکتی ہو جو اپنی فطرت اور زندگی کے بنیادی اور اہم معاملات کے خلاف سرکشی اور بغاوت کئے ہوئے ہے اور اپنی حقیقی مملکت خانہ سے نکل کر مردوں کے ساتھ شیروشکر ہو گئی ہے چنانچہ وہ نہ مرد بن سکی ہے اور نہ عورت ہی باقی رہی ہے۔

۲۔ عہد طفولیت میں بچوں کی صحت' ان کی روح اور ان کے دین کی طرف توجہ دی جائے۔ ہر اس خاندان کو مدد کی جائے جو اپنے بچوں کی نگہداشت کے قابل نہ ہو' بے سہارا افراد کو گھر مہیا کرنے کیلئے کام کیا جائے تاکہ وہ سڑکوں پر مارے مارے نہ پھریں بلکہ صاحب خانہ بن کر زندگی گزاریں اور ان کے لئے تعلیم' ورزش اور قوت کے وسائل مہیا ہو جائیں۔ ان بچوں سے محنت و مزدوری کا کام لینے کی ممانعت کی جائے جن کی عمریں بارہ سال سے کم ہوں تاکہ ان کو علم حاصل کرنے اور مسرت و شادمانی سے بھرپور عہد طفولیت سے متمتع ہونے کا حق حاصل ہو۔

۳۔ نوجوانوں کی طرف توجہ دی جائے جو حال کا اسلحہ واثاثہ اور مستقبل کا ذخیرہ ہیں۔ ان کی مکمل نشوونما اور تعلیم و تربیت کے لئے کام کیا جائے۔ چنانچہ ورزش کے ذریعہ ان کی جسمانی نشوونما' عبادت سے ان کی روح کی بالیدگی' ثقافت کے ذریعہ ان کی ذہنی و عقلی جلاء' محاسن و محامد کے ذریعہ اخلاقی اور محنت و مشقت کے ذریعہ عسکری تربیت اور خدمت عامہ کے ذریعہ اجتماعی شعور پیدا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

۴۔ مخنث کی روش اور اندھی تقلید کے خلاف جنگ کی جائے جس نے مسلم نوجوانوں کی شخصیت کو ظاہری شکل و صورت اور سیرت و کردار دونوں لحاظ سے مسخ کرکے رکھ دیا ہے۔ اس لعنت کے خلاف محاذ اس قدر طاقتور اور موثر ہونا چاہیئے کہ عورتوں سے مشابہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے مرد اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتیں معاشرہ میں منہ چھپاتی پھریں۔

۵۔ تعلیم' کام اور تفریح کے میدانوں میں مردوزن کی دو مخالف جنسوں کے باہمی ہیجان انگیز ملاپ کا سدباب کیا جائے۔ البتہ اگر ضرورت متقاضی ہو تو صرف بقدر ضرورت ہی اختلاط مردوزن کی رخصت دی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ پورے ادب اور شرم و حیاء کو ملحوظ رکھا جائے گا اور ان کاموں کی انجام دہی میں' جو زیادہ تر مردوں کی طبیعت سے موافقت رکھتے ہیں' عورت کی نسوانیت کے استحصال پر شدید نفرت و نکیر کی جائے۔

۶۔ مسخرہ پن' تزئین و زیبائش ' لباس کی قطع و برید' یارانہ اور دوستی (Courtship)' عریانی اور بے حیائی و بیہودگی اور تبرج جاہلیت کے مظاہر اور بے قید اباحیت اور دوسرے رسوم و رواج جو استعمار کے ساتھ مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت میں در آئے ہیں' کے خلاف جنگ کی جائے۔ عمدہ اور بہترین اسلامی آداب و اقدار کو عام کیا جائے جو عورتوں کو چاق و چوبند اور نیم عریاں لباس میں باہر نکلنے' مردوں میں رغبت پیدا کرنے اور ان کو اپنی طرف مائل و راغب کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہیں۔ معاشرہ کو ان اسباب اور عوامل و محرکات سے پاک کیا جائے جو لوگوں کے سفلی جذبات میں ہیجان و انگیخت پیدا کرتے ہیں اور فتنہ و فساد کے موجب بنتے ہیں۔

۷۔ غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کو نکاح کی ترغیب دی جائے' ایسے اسباب مہیا کئے جائیں جو نکاح اور شادی کیلئے ممدومعاون ثابت ہوں اور ان معاشی اور سماجی رسوم کے خلاف جدوجہد کی جائے جو نکاح کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہوں۔ مثلاً" بیش قیمت مہر باندھنا' جہیز میں غلو کرنا' بیاہ شادی کی ضروریات میں اسراف سے کام لینا اور پیچیدہ رسوم و رواج کی پابندی کرنا جن کو انسان نے خود پیچیدہ بنا دیا ہے اور اپنے اوپر تنگی عاید کر لی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر تنگی مسلط کر دی ہے۔

۸۔ کثرت طلاق کے اسباب معلوم کرنے کی طرف بھرپور توجہ دی جائے اور اس کے دائرہ کو محدود کرنے کے لئے کام کیا جائے۔ طلاق کو ایک دردناک عمل جراحی سمجھا جائے جس کی طرف صرف شدید مجبوری کے عالم میں ہی رجوع کیا جاتا ہے اور جو چیز طلاق کی نسبت زیادہ مفید ہو اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ تحکیم کے قرآنی فرمان " **حکما من اهله و حکما من اهلها**" پر عمل کیا جائے اور مرد اور عورت کے خاندان سے ایک ایک فرد لیا جائے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزاع کو مٹا کر مصالحت کی راہ نکال سکیں اور اس طرح ازدواجی زندگی میں ممکنہ رخنہ اور شگاف کا سدباب کر سکیں اور خطرناک صورت اختیار کرنے سے پہلے ہی زخم کا علاج کیا جاسکے۔

۹۔ فن کی مختلف اقسام کو مختلف میدانوں میں پروان چڑھا جائے تاکہ نوجوان نفس کی انگیخت اور گندے افکار کی آلودگی سے دور رہتے ہوئے تعلیم اور تفریح کے ذریعہ امت کے مقاصد اور اس کی اعلیٰ وارفع اقدار کی خدمت میں اپنی ذمہ داری پوری کر سکیں۔

اس معاملہ میں لکھا ہوا ایک جملہ' کان میں پڑنے والا ایک بول ' نظر آنے والی ایک تصویر اور لکھی ہوئی ایک تحریر اور تمام قسم کے فتنے ----- صحافت' نشرواشاعت ' ٹیلیویژن ' تھیٹر ' سینما وغیرہ ----- جن پر ادب کا انحصار ہے ----- سب برابر ہیں۔ چنانچہ فن کو انسانیت کی تعمیر و ترقی کا ہتھیار ثابت ہونا چاہئے نہ کہ اس کی تخریب و بربادی کا کدال۔

۱۰۔ تمام نشہ آور مشروبات وماکولات کا استعمال حرام قرار دیا جائے۔ منشیات کا کاروبار کرنے والی دکانوں پر تالے ڈالے جائیں' ان کی تیاری ' درآمد اور تجارت کو ممنوع قرار دیا جائے تاکہ ام الخبائث شراب کی تباہ کاریوں سے انسانی جسم و عقل اور اخلاق و کردار کو محفوظ رکھا جاسکے اور فرد ' خاندان اور معاشرہ کو اس کے مہلک اثرات سے نجات دلائی جاسکے۔ ایک اسلامی معاشرہ میں تحریم شراب کا مطلب صرف یہ نہیں کہ نشہ آور چیزوں کو حرام قرار دے دیا جائے' شراب نوشی کے عادی مجرموں اور شراب کا کاروبار کرنے والے چند تاجروں کو بعض بلاد اسلامیہ میں موت کی سزا دے ڈالی جائے جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے منشیات کی کھلے بندوں اجازت ہو۔

۱۱۔ ہر طرح کے قمار کے اڈوں کو سر بمہر کیا جائے' قرآن مجید قمار اور شراب کو آپس میں بھائی بھائی اور ایک دوسرے کا ساتھی بیان کرتا ہے لہذا قمار اور شراب نوشی دونوں ہی گندے شیطانی فعل ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر نے سچ فرمایا ہے:

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمروالمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون(۱۰)

" شیطان شراب اور جوا کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ڈالنا چاہتا ہے اور تمہیں ذکر الٰہی اور نماز سے روکنا چاہتا ہے۔ کیا تم پھر بھی باز نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آؤ گے؟"

۱۱۔ نائٹ کلبوں اور ناچ گھروں کی قبیل کے لہو و لعب کے ان تمام مراکز کو ختم کرنا ہوگا جو مسلمانوں میں بے حیائی اور فحاشی پھیلاتے ہیں' ان کے اخلاق کو بگاڑتے ہیں اور ان کے اندر فتنہ و انتشار کی وبا کو عام کرتے ہیں۔ ان مراکز کے ذریعہ غیر ملکی سیاحوں کی آمد سے جو زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے اس کو خاطر میں نہیں لانا ہوگا کیونکہ ان سیاحوں کی آمدورفت میں گناہ کا عنصر زیادہ اور منفعت بہت کم ہے اور امت مسلمہ کا اخلاق دنیا کی حقیر متاع کے مقابلہ میں کہیں زیادہ اہم اور قیمتی ہے۔

وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ ان شاء (۱۱)

اور اگر تم تنگدستی سے ڈرتے ہو تو اللہ نے چاہا تو وہ ضرور تمہیں غنی کر دے گا"

۱۲۔ رشوت کے اسباب و محرکات کا مطالعہ کرکے اس کا سدباب کرنا ہوگا۔ اس کے استیصال کیلئے کام کرنا ہوگا' رشوت دینے' رشوت لینے اور رشوت کا معاملہ کرنے والے سب افراد کو مناسب جگہ دینا ہوگی۔ قوی اور امین آدمی کو دوسروں پر ترجیح دینا ہوگی کیونکہ ارشاد خداوندی ہے : ان خیر من استاجرت القوی الامین(۱۲)"بہترین آدمی جسے تونے اجرت پر رکھا ایک قوی اور امانتدار آدمی ہے"۔

قوموں کیلئے اس سے زیادہ نقصان وہ بات کوئی نہیں کہ کمزور اور خیانت کار افراد کو ترجیح دی جائے اور قوی اور امانت دار افراد کو نظر انداز کر دیا جائے۔ یہی وہ مرض ہے جو کسی قوم کو ہلاکت کی گھڑی سے قریب تر کر دیتا ہے۔ بخاری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے:

اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ فسئل و کیف اضاعتھا قال
اذا توسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (۱۳)

"جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کی گھڑی کا انتظار کر۔ پوچھا گیا: یہ کیسے ضائع ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا :جب ذمہ داری نااہل لوگوں کے سپرد کر دی جائے تو پھر اس گھڑی کا انتظار کر"

۴۔ اقتصادی خاکہ

اسلام اور معاشیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر لوگ اس وہم کا شکار ہیں کہ اسلام کا معاشیات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے' دین اور دولت دو متضاد چیزیں ہیں جو کبھی اکٹھا نہیں ہوتی ہیں۔ معاشیات زندگی کے صرف مادی پہلو سے سروکار رکھتی ہے جبکہ دین کا تعلق اس کے روحانی پہلو کے ساتھ ہے۔ معاشیات مادہ میں استغراق کا نام ہے جبکہ دین اس مادہ پر بالادستی اور غلبہ پانے کا سبق دیتا ہے۔

یہ تصور دوسرے مذاہب کے بارے میں تو صحیح ہو سکتا ہے لیکن اسلام کے بارے میں یہ رائے درست نہیں ہے۔ اسلام نے مال کو انسانی زندگی کا قوام و مدار قرار دیا ہے۔

ولا تئوتوا السفہاء اموالکم التی وجعل اللہ لکم قیاما " (۱۴)

"اپنے اموال جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قیام زندگی کا ذریعہ بنایا ہے' نادان افراد کے سپرد نہ کر دو"۔

اسی طرح غناء کو ایک نعمت قرار دیا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔

ووجدک عائلا فاغنی (۱۵)

اللہ نے تجھے تنگدست پایا پس تجھے غنی کر دیا۔

مال انعام اور اجر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو عطاء کرتا ہے۔

ویمددکم باموال وبنین(۱۶)

یعنی مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا"۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح' جیسا کہ ان کی طرف ایک قول منسوب کیا جاتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کشادگی کی وجہ سے آسمانی بادشاہت کے دروازے انسان پر بند نہیں کئے ہیں۔ اس کے برعکس آپ کا فرمان ہے: **نعم المال الصالح للرجل الصالح** یعنی بہترین صالح مال ایک صالح آدمی کا حق ہے۔

قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی کردار پر معاشی اثرات کی اہمیت کی طرف جا بجا اشارہ کیا ہے۔ مثلاً"

ولا تقتلوا اولادکم من املاق(۱۷)

تنگ دستی کی وجہ سے اپنی اولاد قتل نہ کرو

ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق (۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور تنگدستی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ان الرجل اذا غرم حدث فکذب ووعد فاخلف

"بیشک آدمی جب قرض لیتا ہے تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا"۔

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک رکن مالی ہے جسے زکوٰۃ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ سات بڑی بڑی برائیاں جو ایمان کو برباد کر دیتی ہیں ان میں سے ایک کا تعلق مال سے ہے اور وہ سود ہے۔

اسلام نے صنعت و حرفت کی ترغیب دی ہے اور ہمارے سامنے کئی ایسے انبیاء و صلحاء کی مثالیں پیش کی گئی ہیں جن کا پیشہ دست کاری تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی تھے اور وہ کشتیاں بنایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام معمار تھے۔ انہوں نے بیت اللہ کو تعمیر کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہار تھے اور لمبی لمبی زرہیں بناتے تھے۔ ذوالقرنین علیہ السلام لوہے کے ٹکڑوں اور پگھلے ہوئے تانبے سے ایک بہت بڑی دیوار (سد عظیم) کے بانی تھے۔ اسی طرح نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھیتی باڑی کرنے اور درخت لگانے کی ترغیب دی ہے بشرطیکہ لوگ کھیتی باڑی میں منہمک ہو کر اپنے اصل مقصد حیات --- جہاد --- کو ترک نہ کر دیں۔ اسی طرح آپؐ نے تجارت کی ترغیب بھی دی ہے اور ایک سچے اور امانت دار تاجر کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ اور ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی اور قیمتوں کے ساتھ تلاعب (PLAY - FREE) کی ممانعت کی ہے۔

انفرادی ملکیت

اسلام نے اپنے اقتصادی نظام کی بنیاد انفرادی ملکیت کے اقرار پر رکھی ہے کیونکہ اس میں انسان کے اندر پائے جانے والے فطری محرک کی تسکین پائی جاتی ہے اور یہ نظام سیادت و قیادت کے شعور سے پروان چڑھتا ہے کیونکہ ایک آزاد آقا کی شان یہ ہے کہ وہ صاحب ملکیت ہوتا ہے اور اپنی ملکیت میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔ اس کے برعکس ایک غلام نہ کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اور نہ اسے اس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے۔

لیکن اسلام نے ملکیت حاصل کرنے کے لیے کچھ اسباب مقرر کیے ہیں' اس کی افزائش و نمو کی کچھ حدود متعین کی ہیں اور اس پر چند ہنگامی اور مستقل نوعیت کے حقوق عائد کیے ہیں۔ سب سے پہلے اسلام نے مال کے مالک حقیقی کو ملحوظ رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بزرگ و برتر ذات ہے۔ مال کے بارے میں انسان کی حیثیت صرف امین کی ہے یا پھر وکیل کی اور قرآن مجید کی تعبیر کے مطابق انسان اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ ہے۔

چند اہم اقتصادی پہلو

اسی بنا پر اسلامی نظام نے اقتصادی پہلوؤں پر توجہ دی ہے اور ان باتوں کو نمایاں کیا ہے جن میں درج ذیل امور کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

(ا) ہر شہری کو جو کوئی کام کرنے کے قابل ہو' مناسب روزگار اس کے استحقاق اور ذمہ داری کے اعتبار سے مہیا کیا جائے۔ ہر محنت کار کو اس کی فنی صلاحیت کو بہتر بنانے کیلئے کافی تربیت کا انتظام کیا جائے اور اس طرح کام کی قدرت رکھنے والے ہر فرد کو خود کفیل ہونے کے قابل بنایا جائے۔ زکوٰۃ و صدقات اور اجتماعی معاشی تعاون کو ہر اس شخص کیلئے قطعاً" ممنوع اور حرام قرار دیا جائے جس نے بلا عذر کسی مناسب کام کو چھوڑ دیا ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا تحل الصدقة لغنى ولا لذى مرة سوى (۱۹)

"زکوٰۃ حلال نہیں ہے امیر کیلئے اور نہ قوی تندرست کیلئے"

۲۔ ہر محنت کار کو ایسی عادلانہ اجرت دی جائے جو اس کے کام کی نوعیت کے مطابق ہو اور معروف طریقہ سے اس کی ضرورت کو پورا کرتی ہو۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدل جہاد کرنے والے مجاہد کو مال غنیمت سے ایک حصہ دیا اور گھوڑ سوار مجاہد کو دو یا تین حصے عطاء کیے۔ کیونکہ جنگ میں پیدل مجاہد کی نسبت گھوڑ سوار مجاہد کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح غیر شادی شدہ سپاہی کو مال میں سے ایک حصہ دیتے اور شادی شدہ سپاہی کو دو حصے دیتے کیونکہ شادی شدہ سپاہی کی ضروریات غیر شادی شدہ سپاہی کی ضرورت سے زیادہ ہوتی ہیں۔ شادی شدہ سپاہی پر ہی صاحب عیال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپاہی کو قیاس میں کیا جا سکتا ہے۔ ان ہی وجوہات کی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کام اور صلاحیت کے ساتھ فرد کی ضروریات کو بھی مدنظر رکھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال فے کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

واللہ ما احد الا ولہ فی ھذا المال حق فالرجل وبلاءہ' والرجل و قدمہ والرجل و حاجتہ

"خدا کی قسم 'کوئی فرد نہیں جس کا اس مال (فے) میں حصہ نہ ہو۔ چنانچہ آدمی اور اس کی کارکردگی' آدمی اور اس کی برتری اور آدمی اور اس کی حاجت کا حصہ ہے"

اسی بنا پر اسلام نے کمیونزم اور اشتراکیت کی مخالفت کی ہے کیونکہ اول الذکر فرد کی اجرت کا تعین اس کی ضرورت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کرتا ہے اور موخر الذکر فرد کو اس کے کام کے مطابق روزی مہیا کرتا ہے۔

۳۔ ہر طرح کے اموال سے زکوٰۃ وصول کی جائے خواہ وہ اموال ظاہرہ یعنی جانور' زرعی پیداوار اور زکوٰۃ فطر سے متعلق ہوں یا اموال باطنہ مثلاً "اموال تجارت اور نقد رقوم ہوں۔ زکوٰۃ طاقتور اور امانتدار عاملین کے ذریعہ وصول کی جائے ۔ زکوٰۃ کے دائرہ کو اس طرح وسیع کیا جائے کہ تمام اموال نامی' حقیقی ضروریات سے زائد آمدنی اور قرآن کے مقرر کردہ آٹھ مصارف ---- یا عصر جدید میں غلامی کے خاتمہ کی وجہ سے سات مصارف ---- پر زکوٰۃ کی تقسیم عملاً" شامل ہو جائے اور ارشاد باری تعالیٰ **خذ من اموالھم صدقۃ**" (ان کے اموال سے زکوٰۃ وصول کرو) اور سنت نبوی **توخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم**(زکوٰۃ بستی کے مالداروں سے لی جائیگی اور ان کے حاجت مندوں پر تقسیم کر دی جائے گی) اور تعامل خلفائے راشدین پر عمل کیا جاسکے جو مختلف قبائل اور بلاد کی طرف زکوٰۃ جمع اور تقسیم کرنے کیلئے اپنے سفیر اور عامل بھیجا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبرؐ کے فرمان بالا کو بجا لاتے تھے۔

جس طرح فریضہ زکوٰۃ "تالیف قلوب" اور "انفاق فی سبیل اللہ" کی مدوں پر صرف ہونے والی زکوٰۃ کے ذریعہ دعوت الی الاسلام کی ترغیب میں حصہ لیتا ہے اسی طرح اجتماعی کفالت کیلئے سرمایہ کی فراہمی' عدل اجتماعی کے قیام' سرمایہ اندوزی کے خلاف جنگ' سودی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرضوں کے خاتمہ کی جدوجہد' قرضداروں کو قرض کی ذلت و رسوائی سے نجات دلانے میں زکوٰۃ شریک ہے۔

ہے۔ ہر اس فرد کیلئے جو کام کرنے سے عاجز ہو۔۔۔۔ عمدہ اور باعزت معاشی کفالت کا اہتمام کیا جائے جس میں ہمارے فقہاء کے مطابق بہت سی حقیقی ضروریات شامل ہیں۔ یہ فرد خواہ پیدائشی معذور ہو یا کسی حادثہ کی وجہ سے ناکارہ ہوگیا ہو' ذہنی یا جسمانی لحاظ سے عاجز ہو یا وہ کام کرنے کی قدرت تو رکھتا ہو لیکن اسے کوئی کام نہ ملتا ہو اور حکومت بھی اسے کوئی مناسب روزگار فراہم نہ کرسکتی ہو یا کام تو اسے دستیاب ہو لیکن اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کثرت عیال کے بوجھ اور ناساز گار حالات ۔۔۔ جو اس کے اوسط خرچ میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں ۔۔۔۔ کی وجہ سے کفایت نہ کرتی ہو۔ مثلاً" اسے خود اور اس کے خاندان کے کسی فرد کو مرض لاحق ہو جائے یا چیزوں کے نرخ آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔

لہٰذا اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر فرد ۔۔۔۔ مسلم یا غیر مسلم ۔۔۔۔ کیلئے' جو اس کی قلمرو میں زندگی بسر کرتا ہے' کم از کم غذا فراہم کرے جو صحت انسانی کے لئے ضروری ہے۔ اسے ایسا لباس مہیا کرے جو گرمی اور سردی دونوں حالتوں میں اس کے جسم کو محفوظ رکھے' ایک ایسے گھر کا انتظام کرے جو اپنے مکین کو پناہ دے سکے۔ اس کی پردہ داری کرے' اس کے اندر دوسروں سے آزادی کا شعور پیدا کرے اور اس کے لئے علاج معالجہ کی سہولتیں پیدا کرے جن سے مرض کے درد کا ازالہ ہو اور اس کے لئے حصول شفاء آسان ہو جائے۔ مفت تعلیم کا بندوبست کیا جائے جو اس کو جہالت و ناخواندگی کی تاریکیوں سے نکال کر علم و معرفت اور ثقافت کے اجالوں کی طرف رہنمائی کرے' ذہین و فطین افراد کے لئے ایسے مواقع پیدا کئے جائیں جن کے تحت وہ تعلیم کے بلند ترین درجات تک پہنچیں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنی وہ ذمہ داریاں پوری کریں جن کی امت مسلمہ حاجت مند ہے اور جن کی انجام دہی کو علماء نے فرض کفایہ شمار کیا ہے۔

اسلامی ریاست کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر ریاست مستحق لوگوں کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے میں کوتاہی برتے تو وہ ریاست سے ان کا مطالبہ کرے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

الامام راع وهو مسئول عن رعيته والرجل راع في اهل بيته وهو مسئول عن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رعیتہ(۲۰)

" امام (حکمران) نگران ہے اور وہ اپنی رعایا کے متعلق جوابدہ ہے اور آدمی اپنے اہل خانہ پر نگران ہے اور وہ اپنے زیر نگرانی افراد کے متعلق جوابدہ ہے"

اس طرح امام ----- سربراہ مملکت ----- کی قوم کے متعلق جوابدہی کی حیثیت وہی ہے جو ایک سربراہ خانہ کی اپنے افراد خانہ کے متعلق ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام المسلمین کی حیثیت سے اس پر خود بھی عمل شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔

انا اولی بکل مسلم من نفسہ ' من ترک مالا فلورثتہ ومن ترک دینا " اوضیاعا " فالی وعلی۔(۲۰)

" میں ہر مسلمان کے اس کی اپنی ذات سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ جس نے کچھ مال چھوڑا' وہ اس کے وارثوں کیلئے ہے اور جس نے کوئی قرضہ یا مال بچے چھوڑے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے قرضے بیت المال سے ادا فرماتے تھے جو مرنے کے بعد اتنا اثاثہ نہ چھوڑتے تھے جو ان کا قرض بے باق کرنے کے کیلئے کافی ہوتا۔ حضرت عمرؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو اسلامی ریاست کی دولت میں بے شمار وسعت پیدا ہوگئی۔ چنانچہ آپ کے دور میں اجتماعی کفالت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اس سے پہلے انسانیت کے وہم و گمان میں بھی نہیں آئی ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ہر مسلمان بچے کیلئے وظیفہ مقرر کر دیا اور یہودی و نصرانی ذمیوں میں سے جو افراد مستقل کوئی کام کرنے سے معذور تھے ان کیلئے روزینہ جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

۵۔ ہر اس مال کو ضبط کر لیا جائے جو کسی حرام طریقہ سے ----- مثلاً" غصب ' غبن اور رشوت کے ذریعہ ----- یا اپنے اثرورسوخ کو ناجائز استعمال کر کے حاصل کیا گیا ہو۔ اس اصول کا اطلاق منقولہ اور غیر منقولہ جائداد دونوں پر ہوتا ہے بشرطیکہ یہ بات بے لاگ تحقیق کے ذریعہ پایئہ ثبوت کو پہنچ جائے اور کوئی منصف مزاج قاضی اس کا جلد فیصلہ کر دے۔ اس مشروع ضبطی (lawful confiscation) سے حاصل شدہ دولت کو مصالح عامہ یا کمزور طبقات کے مصالح خاصہ کے حوالے سے دیکھا جائیگا۔

۶۔ سرکاری ملازمین کو عموماً" اور کلیدی مناصب پر فائز اعلیٰ افسروں کو خصوصاً" قانون کا تابع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنایا جائے' ان سے باز پرس کی جائے کہ انہوں نے دولت کہاں سے کمائی ہے تاکہ ان کو ناجائز ذرائع سے دولت سمیٹنے کے جرم کی سزا دی جاسکے اور وہ تمام دولت یا اس کا وہ حصہ جس پر حرام کا شبہہ ہو بحق سرکار ضبط کر لیا جائے اور یہ عمل نبی عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہوگا۔ آپؐ نے ابن اللتبیہ سے باز پرس کے بعد اس کا مال ضبط کر لیا تھا اور آپؐ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ بھی آپؐ کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اپنے عہد خلافت میں اپنے گورنروں اور ان کے کارندوں کا گاہے بگاہے محاسبہ کیا کرتے اور ان اہل کاروں نے اپنے دور میں جو مال و دولت کمائی ہوتی اس کا نصف حصہ ضبط کر لیتے۔

۷۔ تبلیغ و تلقین اور قانون سازی کے ذریعہ اسراف اور تعیش پرستی کا خاتمہ کیا جائے تاکہ بہت سی مادی اور انسانی قوتیں جو سامان تعیش بلکہ حلال چیزوں کے حصول کی خاطر ایک مجنونانہ مسابقت میں رائیگاں چلی جاتی ہیں' ان کو بچایا جاسکے اور معاشرہ کو شکست و ریخت اور ضعف سے محفوظ رکھا جاسکے۔ امت کو گروہی بغض و عناد اور طبقاتی تقسیم سے بچایا جاسکے تاکہ ایسا نہ ہو کہ امت کی غالب اکثریت محنت و مشقت کی چکی میں پس رہی ہو لیکن زندگی کی بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہو جبکہ ایک مختصر سی اقلیت دنیا کی ساری نعمتوں اور آسائشوں سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔ اکثریت تو افلاس و نکبت کی وجہ سے ہڈیوں کا پنجر بنتی جا رہی ہو لیکن اقلیت سوسائٹی کے سارے و سائل سے استفادہ کرتے ہوئے جونک کی طرح خوب موٹی ہوتی جا رہی ہو۔

۸۔ افراد اور مختلف گروہوں کے درمیان معاشی تفاوت کو کم سے کم کیا جائے اس مقصد کیلئے سرمایہ داروں کی منہ زور سرکشی کے خلاف انتھک جدوجہد کی جائے' عوام الناس کو فقر و تنگدستی کی سطح سے بلند کیا جائے اور ان امتیازات کو دور کیا جائے جو بعض لوگ کسی استحقاق کے بغیر محض ورثہ میں حاصل کر لیتے ہیں' ان مظالم کا ازالہ کیا جائے جس کے جوئے تلے لوگ ناحق پس جاتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو اعلیٰ افسروں اور چھوٹے ملازموں کے درمیان تنخواہوں کے تفاوت کو کم کیا جائے۔ تاکہ ظالم اور نفرت انگیز دولت کے منظر کو ذلت آمیز فقر و مسکنت کے سامنے نہ آنے دیا جائے۔

۹۔ اسی طرح گاؤں اور شہر کے معیار زندگی کے درمیان موجود فرق کو کم کیا جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ شہر اور اس کے باشندے سلطنت کے انتظام و انصرام کے غالب حصہ اور اس کی بیشتر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمات پر قابض ہو جائیں اور گاؤں کے لوگوں کو گوشہ گمنامی میں دھکیل دیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ دیہات کی فلاح و بہبود اور ترقی کی طرف توجہ دی جائے اور ان کی صحت ' معاشرت اور ثقافت کی سطح کو بلند کیا جائے کیونکہ اگر دیہاتی ہی نہ رہیں گے تو شہری کیا کھائیں گے۔

۱۰۔ تمام اقتصادی اداروں کو سود کی نجاست اور اسلامی شریعت سے متصادم دیگر امور سے پاک کیا جائے۔ اسلامی بنکوں میں ایسی کھڑکیاں (Windows) کھولی جائیں جہاں غیر سودی بنیادوں پر کاروبار کیا جائے۔ جو بنک اس رجحان کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں ان کو بند کر دیا جائے اور اس طریقہ سے امت مسلمہ کو قید و بند کی نجاست' سرمایہ داری کے آثار کے شر اور عالمی یہودیت کے اثر و رسوخ سے نجات دلائی جائے جو پوری دنیا کی دولت اور بنکوں پر قابض ہے۔ نیز امت مسلمہ کو سودی لین دین کے ذریعہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول مقبولؐ سے جنگ کرنے سے روکا جائے کیونکہ قرآن نے سود خواری کو اللہ اور رسول کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے۔

بلاد مصرو پاکستان اور دیگر بلاد اسلامیہ کے مسلم ماہرین معاشیات نے اس میدان میں جو علمی کاوشیں سرانجام دی ہیں اپنے اندر ایک وسیع میدان رکھتی ہیں اور ہروہ شخص ان سے استفادہ کر سکتا ہے جو علمی نظریات کو عملی جامعہ پہنایا چاہتا ہے(۲۲)اگر عزم سچا اور راستہ واضح ہو۔

۱۱۔ علمی تحقیق اور اعداد و شمار پر مبنی ایک جامع منصوبہ تیار کیا جائے جس سے امت مسلمہ کی دولت میں اضافہ ہو' اس کی پیدوار میں اضافہ ہو اور اس کو مقدار اور معیار ہر لحاظ سے فروغ حاصل ہو' خود کفالت کے حصول کیلئے بلاد اسلامیہ کے مابین اقتصادی وحدت سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے ' تیز رفتار ترقی کا مقابلہ کرنے کیلئے تمام ذہنی اور نفسیاتی ' اخلاقی اور ثقافتی اور اجتماعی مصائب و آفات سے پاک کیا جائے۔ جنھوں نے لوگوں کی قوتوں اور صلاحیتوں کو مفلوج اور زنگ آلود کر دیا ہے' ان کے معجزانہ کارناموں کو پیوند خاک بنا دیا ہے اور ان کی پیش رفت کو مسدود کر دیا ہے۔

۵۔ عسکری خاکہ

اہم ترین باتیں جن پر غور و فکر ضروری ہے' مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ حربی قوت کی فراہمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام صحت مند اور اہل افراد کی فوجی بھرتی کی جائے۔ اولا اسلامی اور بتقاضائے ضرورت مادی علوم سے مدد لی جائے تاکہ ایک مستقل اسلامی حربی قوت فراہم ہو سکے جس سے دشمنانان اسلام لرزہ براندام ہوں اور جو جارح اور مستبد حکمرانوں کے راستہ میں سد سکندری ثابت ہو' جو سرکش افراد کی تادیب و سرزنش اور کمزور و بے نوا افراد کی مدد کر سکے' جو بلاد اسلامیہ کے غصب شدہ علاقوں کو آزاد کرائے' کمزوروں کی مدد کرنے اور دعوت اسلام اور اسلام کی حفاظت کرنے کی قدرت و صلاحیت رکھتی ہو اور جو اللہ تعالیٰ کے درج ذیل حکم کی مصداق ہو:

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم(۲۳)

"اور جہاں تک ہو سکے زیادہ سے زیادہ قوت اور تیار بند ہے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے تیار رکھو تاکہ اس کے ذریعہ اللہ اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کر دو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔"

۲۔ اسلحہ سازی کا اہتمام

مخلص مسلمانوں کے تعاون سے ایک ایسا منصوبہ تیار کرنے کے لئے جدوجہد کی جائے جس کی بدولت ہم ان ممالک اور اقوام سے سازو سامان اور اسلحہ درآمد کرنے سے مکمل طور پر بے نیاز ہو جائیں جن کا فلسفہ حیات اور عقیدہ ہمارے عقیدہ اور نظریہ حیات سے متصادم ہو اور جن کا نظام ریاست اور اصول حکمرانی ہمارے اپنے نظام و اصول سیاست سے مختلف ہو۔ اسی بنا پر وہ ہماری سیاست میں دخل اندازی کرتے ہیں اور جبراً اپنی سیاست کی طرف ہمارا رخ موڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ ہمارے پاس ایسے ہتھیار فروخت نہیں کرتے جن کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے بلکہ وہ ایسی چیزیں ہمارے ہاتھوں فروخت کرتے ہیں جو ان کے مفادات سے موافقت رکھتی ہیں۔ ہمیں جو اسلحہ دیا جاتا ہے اس کی تعداد' صلاحیت اور طاقت اور اسلحہ کے استعمال پر اپنی من مانی اور سخت ناروا شرائط عاید کرتے ہیں۔ خاص طور پر ہمیں غیرمسلم ماہرین سے ضرور نجات حاصل کرنا چاہیے' کیونکہ یہ سامراجی ایجنٹ ہمارے حالات کی جاسوسی کرتے ہیں اور ہمارے سربستہ راز افشاء کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ روح جہاد کی آبیاری

امت کے اندر اسلامی جہاد کی روح پھونکی جائے' نوجوانوں کے اندر روحانی قوت کو تقویت پہنچائی جائے' ان کو مادی اور روحانی ہر لحاظ سے تیار کیا جائے تاکہ ان میں سے ایک ایک فرد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد و قتال میں حصہ لے۔ بلکہ نفسیاتی شہوات کی راہ کے سامنے بند باندھ سکے۔ یہ صلاحیت انسان کے اندر درج ذیل باتوں کی تکمیل کے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔

ا۔امت مسلمہ کے تمام نوجوانوں پر جبری فوجی بھرتی کو لازمی قرار دیا جائے' ان کو جدید ترین اسلحہ کے ساتھ جنگ کی جدید ترین انواع کی تربیت دی جائے کیونکہ جنگی قوت کا انحصار صرف اسلحہ کی فراہمی پر ہی نہیں بلکہ اسلحہ کو بطریق احسن استعمال کرنے پر ہوتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۔نے ارشاد باری تعالیٰ "**واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ** کی تشریح فرماتے ہوئے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

الا ان القوۃ الرمی' الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی (۲۴)

"خبردار' قوت تیراندازی میں ہے' خبردار قوت تیراندازی میں ہے' خبردار قوت تیراندازی میں ہے..."

یہ فوجی تربیت مستقل طور پر وقتاً" فوقتاً" جاری رہنی چاہیے 'کیونکہ اسلحہ کی تربیت کو لمبے عرصہ کے لئے ترک کر دیا جائے تو وہ بھول جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے

من تعلم الرمی ثم نسیہ فھی نعمتہ جحدھا (۲۵)

"جس نے تیراندازی کو سیکھ کر بھلا دیا' اس نے گویا ایک نعمت کا انکار کیا"

اس لازمی فوجی بھرتی سے صرف ان لوگوں کو مستثنیٰ ہونا چاہیے جو بیمار اور معذور ہوں' جن کو خود باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاد سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

"**لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج**" (۲۶)

"نہ اندھے پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کچھ گناہ ہے۔ اور نہ بیمار پر کچھ گناہ ہے۔"

ب۔ جہاد کی ترغیب دینے اور دلوں میں اس کا ذوق و شوق پیدا کرنے کے لئے مستقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکری' ذہنی روحانی اور جسمانی تیاری کی جائے تاکہ نوجوانان ملت کسی بھی وقت اور کسی بھی ناگہانی اور نازک حالات میں جہاد کے لئے مستعد اور تیار رہیں۔ ایک حدیث میں ہے:

من مات ولم يغزولم يحدث به نفسه مات على شعبته من نفاق (٢٧)

"جو آدمی مر گیا اور اس نے جہاد نہیں کیا اور نہ اس کے دل میں اس کی امنگ پیدا ہوئی' وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا"

من لقى الله بغير اثر من جهاد لقى الله وفيه ثلمته (٢٨)

"جو شخص جہاد کے اثر (نشانی) کے بغیر اللہ سے ملا وہ اللہ سے اس حالت میں ملا کہ اس میں ایک سوراخ (نقصان دین) ہو گا"

ج۔ ضعف و تخنث کا خاتمہ

ضعف' عجز و مسکنت اور تخنث جیسے اخلاق مذمومہ کے مظاہر کے خلاف جہاد کیا جائے جو کسی قوم کے نوجوانوں کی مردانگی کو تباہ کر دیتے ہیں اور عزت و وقار کی خصوصیات کا قتل کر دیتے ہیں۔ نرمی' کاہلی اور کمزوری جیسی اخلاقی برائیوں کو نشوونما دیتے ہیں' جو امت کی بنیادوں پر حملہ آور ہوتی ہیں اور ان کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ اسی بنا پر اسلام نے مردوں کے لئے ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو عورتوں کے لئے مناسب اور جائز ہیں۔ مثلاً" سونا اور ریشم وغیرہ --- تاکہ مردوں کی مردانگی اور سختی کی حفاظت کی جائے جو جہاد کی سختیوں کو جھیلنے کے لئے اشد ضروری ہے۔

د۔ جہاد کا اسلامی عقیدہ کے ساتھ ربط

آخری بات جو مذکورہ بالا تمام باتوں سے اہم ہے' جہاد کا اس عقیدہ کیساتھ ربط ہے جس پر امت مسلمہ ایمان رکھتی ہے اور جس کی خاطر جیتی اور جس کی راہ میں موت کو ابدی زندگی کا پیغام سمجھ کر سینے سے لگا لیتی ہے۔ عقیدہ کے بغیر جہاد اپنا سارا مقصد اور ساری روح کھو دیتا ہے اور امت مسلمہ کا عقیدہ اسلام ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ اپنی پوری تاریخ میں صرف "جہاد فی سبیل اللہ " پر ہی اٹھی ہوئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "فی سبیل اللہ" کی تفسیریوں بیان فرمائی ہے۔

من قاتل ليكون كلمته الله هى العليا فهو فى سبيل الله(٢٩)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو شخص اس لئے لڑا کہ اللہ کا حکم بلند ہو وہ اللہ کی راہ میں لڑا"

امت اسلامیہ کی جنگوں کی تاریخ میں بلحاظ تاثیر ان کلمات سے بڑھ کر طاقتور کلمات نہیں ملتے۔

اللہ اکبر

وا اسلاماہ

ھبی یا ریح الجنتہ

۶۔ سیاسی خاکہ

ا۔ داخلی سیاست

داخلی سیاست میں درج ذیل امور کو مدنظر رکھا جائے۔

ا۔مغربی فکر کے اثرات کو زائل کیا جائے جس کی اساس یہ فلسفہ ہے کہ دین اور دنیا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور صحیح اسلامی فکر کی طرف رجوع کیا جائے جو صرف "امامت" کے نام سے معروف ہے۔ یہ امامت بیک وقت ایک دینی منصب بھی ہے اور سیاسی منصب بھی۔ یہ دین اور دنیا دونوں کی قیادت و رہنمائی کرتی ہے اور اس سے مراد دین کی حفاظت اور امور دنیا کی تدبیر منزل میں رسول اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم کی نیابت ہے۔

۲۔ اسلام میں سیاست عقیدہ ' شریعت اور اخلاق سے الگ نہیں ہے بلکہ اس کا ان سب سے گہرا تعلق ہے۔ اسلام اس گمراہ کن نظریہ کو قبول نہیں کرتا کہ "ایک بلند اور اعلیٰ ورافع مقصد' حصول مقصد کے ذرائع کو جائز و حلال بنا دیتا ہے"۔ اسلام حق کی تائید و نصرت کیلئے باطل طریقے اختیار کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ اس کی نگاہ میں ایک اعلیٰ وارفع مقصد کے لئے ایک پاکیزہ وسیلہ ہی ضروری ہے۔

۳۔ اسلامی دستور کی تیاری کے لئے خالص اسلامی ماہرین ------ علمی قانونی اور سیاسی ماہرین ---- کو متحرک کیا جائے(۳۹)جو نظام عدل کا خاکہ تیار کرے جو حکمران طبقہ اور مختلف گروہوں کے درمیانی رشتہ و تعلق کا تعین کرتا ہو' ایک مسلم ریاست میں شہریوں کیلئے حقوق و فرائض واضح کرتا ہو۔ اس فریضہ کو سرانجام دینے کیلئے تاریخ کے تجربات اور واقعات سے استفادہ کیا جائے اور سب سے بڑھ کر اسلام کے اصول و مبادی اور کتاب و سنت کی نصوص سے روشنی اور رہنمائی حاصل کی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ ضروری ہے کہ سربراہ ریاست کا اختیار و اقتدار لوگوں کی مختلف جماعتوں کی باہمی رضامندی اور چناؤ کے ذریعہ پایہ تکمیل کو پہنچے ۔ حکمرانی کی بنیاد شوریٰ پر ہو اور اس میں امت اور اس کے نمائندوں کی رائے کو بالادستی حاصل ہو۔ سربراہ مملکت کیلئے ضروری ہو کہ وہ مختلف جماعتوں کی تنقید کو خوشدلی سے سنے اور اس کے سامنے اپنا سر جھکاوے اور اگر کوئی کلمہ حق اس کے روبرو کہا جائے تو اس کا گلہ نہ دبا دے۔ اسی طرح اگر وہ کسی آئینی خلاف ورزی کا مرتکب ہو اور اسے قاضی کے سامنے پیش ہونا پڑے تو سرتابی نہ کرے۔ یہ ساری تفصیلات متن دستور میں تحریر ہونی چاہئیں۔

۵۔ ضروری ہے کہ اسلامی دستور فرد کے حق آزادی کو مؤکد بنائے خواہ یہ فرد ریاست کا شہری ہو یا عام انسان کیونکہ تمام انسان بنیادی طور پر آزاد پیدا ہوئے ہیں۔ لہذا یہ جائز نہیں کہ کچھ افراد اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنا غلام بنا کر رکھیں ۔

حریت و آزادی سے ہماری مراد شہوات نفسانی کی پیروی اور سفلی جذبات اور رجحانات و میلانات کی بے قید آزادی نہیں ہے کیونکہ ایسی آزادی بہیمیت تو ہو سکتی ہے حریت نہیں۔

یہاں انسان کی آزادی سے ہماری مراد ہر اس جبر اور ناروا غلبہ سے نجات ہے جو انسان کی سوچ' اس کے وجدان اور اس کے عمل کو اپنا تابع مہمل بنا دیتا ہے۔ یہ غلبہ کسی جابر حکمران کا غلبہ بھی ہو سکتا ہے' کسی کاہن کی ذہنی غلامی کا غلبہ بھی ہو سکتا ہے اور کسی جاگیردار اور سرمایہ دار کا معاشی جبر بھی ہو سکتا ہے۔

انسانی حریت کے پہلو

اس لحاظ سے انسان کی حریت کے کئی پہلو ہیں۔

ا۔ حریت فکر۔ انسان کو یہ آزادی ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو عقل و شعور ودیعت کیا ہے اور جس کی بدولت اسے تمام حیوانات پر فضیلت عطا کی ہے' اس کے مطابق سوچ بچار کر سکے یہ بات قابل قبول نہیں ہے کہ پہلے انسان کو جوہر عقل سے سرفراز کیا جائے اور پھر اس جوہر کو معطل کر دیا جائے اور اس کو جامد بنا دیا جائے اور کوئی دوسرا انسان اس کے لئے غور و فکر کرے۔

۲۔ تحریر و تقریر کی آزادی۔ انسان کے دل و دماغ میں جو افکار و نظریات جنم لیں اور اس کے اندر جو جذبات و احساسات موجزن ہوں' ان کو تحریر و تقریر کے ذریعہ بیان کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی حاصل ہو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **خلق الانسان علمہ البیان(۳۱)** (اللہ نے انسان کو پیدا کیا (پھر) اسے بیان سکھایا۔)

لہذا ضروری ہے کہ انسان کو اپنے قلب و ضمیر کی بات کہنے کی اجازت ہو ورنہ اس کی حیثیت ایک گونگے' بہرے اور جامد حیوان سے زیادہ نہیں ہوگی۔

۳۔ عقیدہ کی آزادی۔ ہر فرد کو عقیدہ کی آزادی حاصل ہے۔ کسی شخص کو کوئی خاص دین یا عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ نہ اس کو اپنا دین تبدیل کرنے یا بے دین زندگی گزارنے یا شعائر دین کو ترک کرنے یا خلاف ضمیر کام کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے کیونکہ **لا اکراہ فی الدین(۳۲)**(دین میں کوئی جبر نہیں ہے)۔

۴۔ تنقید کی آزادی۔ ہر فرد کو جابرانہ قوانین' غلط رجحانات و اقدامات پر تنقید کا حق حاصل ہے۔ کوئی شخصیت تنقید سے بالاتر نہیں خواہ وہ کتنی ہی بڑی شخصیت ہو جو ان باتوں کی مرتکب ہوئی ہو کیونکہ حق کے مقابلہ میں کوئی شخصیت بڑی نہیں ہے۔

والمومنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر (۳۳)

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔"

تاہم اس مسئلہ میں فیصلہ کا انحصار اور اصل معیار اسلام ہے۔

۵۔ اجتماع کی آزادی۔ ہر فرد کو اجتماع کی آزادی حاصل ہے تاکہ وہ ہم خیال لوگوں سے مل کر کوئی جماعت بنا سکے یا ہم خیال جماعت میں شامل ہو سکے بشرطیکہ اس جماعت کی بنیاد اچھے نظریات اور ریاست کے اصول و عقاید کے احترام پر مبنی ہو اور اس کے شرعی نظام حیات سے متصادم نہ ہو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان(۳۴)

"نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور سرکشی میں باہم تعاون نہ کرو"۔

۶۔ روزگار کی آزادی۔ ہر فرد کو مناسب پیشہ اختیار کر کے روزی کمانے کی آزادی حاصل ہے تاکہ یہ روزی اس کی ذاتی ضروریات بھی پوری کر سکے' اس کے اہل و عیال کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کفایت کرے اور اس کے ارد گرد بسنے والے حاجت مندوں کے کام بھی آسکے۔ لہٰذا یہ جائز نہیں ہے کہ انسان پر کام کے دروازے بند کر دیئے جائیں یا رزق کی تدبیر میں اس پر ظلم و ستم ڈھایا جائے یہاں تک کہ وہ ایسا کام کرنے پر مجبور ہو جائے جو اس کے میلان طبع کے خلاف ہو یا جو اس کے لئے مناسب نہ ہو یا صریح ظلم کے ساتھ اس کو کام سے رخصت کر دیا جائے اور ملازمت سے اس کو کسی ایسے جرم کی سزا میں علیحدہ کر دیا جائے جس کا وہ فی الواقع مرتکب نہ ہوا ہو اور یہ سزا اس کے اہل و عیال کو روزی سے محروم کر دیئے جانے کے مترادف ہو۔

۷۔ **خلوت کی آزادی۔** کسی شخص کو صاحب مکان کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں داخل ہونے، اس کے ذاتی کردار کا تجسس کرنے، اس کو چوری چھپے کسی کی باتیں سننے اور اس کے پوشیدہ عیوب کا سراغ لگانے کی اجازت نہیں ہے۔

لا تد خلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستا نسوا و تسلموا علی ا ھلھا (۳۵)

" تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو تا وقتیکہ تم اجازت طلب کر لو اور اہل خانہ کو سلام کر لو"۔

حدیث نبوی میں ہے:

لا تتبعوا عورا ت ا لمسلمین (۳۶)

" مسلمانوں کے پوشیدہ داعمال کی ٹوہ میں نہ رہو"

و من ا ستمع حدیث قوم و ھم لہ کا رھون صب فی ا ذنہ ا لآ نک یوم ا لقیا متہ

" جس شخص نے کسی جماعت کی ایسی بات کو سنا جسے وہ ناپسند کرتی ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائیگا"۔

۸۔ **سرکاری اہلکاروں کے ظلم کا خاتمہ۔** سرکاری افسروں کے ہر طرح کے ظلم و ستم سے ہر فرد کی تمام حرمتوں کو مامون و مصئون ہونا چاہئے جو درج ذیل ہیں۔

(ا)۔ دین۔ کسی فرد کے دین کی توہین نہ کی جائے۔

(ب)۔ زندگی۔ اللہ تعالٰی نے کسی فرد کے قتل ناحق کو حرام قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج)۔ بدن۔ کسی شرعی سزا کے سوا، جس کیلئے تمام ثبوت ثابت ہو چکے ہوں اور تمام شبہات رفع ہو چکے ہوں، انسانی جسم پر سختی کرنا اور اس کو اذیت پہنچانا جائز نہیں ہے کیونکہ ایک مومن کی پشت بڑی قابل احترام ہے۔

(د)۔ عزت و آبرو۔ اس سے مراد انسان کی کسی شخصیت کی بزرگی اور کرامت ہے۔ لہذا کسی شخص کے لئے کسی فرد کی موجودگی میں اس کو گالی دینا یا اس کا تمسخر اڑانا یا اس کی عدم موجودگی میں اس کو ایذا دینا اور اسے برے الفاظ سے یاد کرنا اور اس کی تذلیل و تحقیر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے خون اور اس کی مال کی طرح اس کی عزت و آبرو کو بھی محترم قرار دیا ہے۔

(ر)۔ اہل و عیال۔ کسی فرد کی بیوی بچوں یا ماں باپ میں سے کسی پر ظلم و زیادتی کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

(س) مال۔ کسی فرد کے مال کو ضبط کر لینا جائز نہیں جو اس نے حلال ذرائع سے کمایا ہو، جس کو نہ غلط راستوں پر خرچ کیا جاتا ہو اور جس کے ذریعہ نہ کوئی فرض ادا کرنے میں بخل سے کام لیا جاتا ہو۔

۹۔ **حق اجتماع**۔ جس طرح دستور ایک فرد کی آزادی، اس کے اہل و عیال کی زندگی اور اس کے اموال کی حفاظت پر زور دیتا ہے اسی طرح فرد کے حق اجتماع پر بھی اسے زور دینا چاہیے۔ تاکہ وہ افراد کے مفاد پرستانہ میلانات اور خودغرضیوں کی سرکشی کے مقابلہ میں اپنی زندگی اور وجود کی حفاظت کر سکے، اباحیت کے علمبرداروں کے مقابلہ میں اپنے عقیدہ اور ادب و ثقافت کی حمایت کر سکے، مشرق و مغرب کی اندھی تقلید کے داعیوں کے مقابلہ میں اپنی شریعت اور نظام کا دفاع کر سکے اور ان ذرائع سے ان لوگوں پر شرعی حدود اور تعزیرات نافذ کر سکے جو اس کے سزا وار ہوں۔

۱۰۔ **اقلیتوں کا تحفظ**۔ اسلامی دستور غیر مسلم اقلیتوں کو اسلام کے زیر سایہ اپنے عقاید کی پابندی، عبادات کی ادائیگی اور اپنے مذہبی شعائر کی اقامت کی آزادی کی ضمانت فراہم کرتا ہے بشرطیکہ وہ غالب مسلم اکثریت کے جذبات و احساسات کا احترام کریں اور اشتعال انگیزیوں اور بے جا مظاہروں کے ذریعہ، جن سے دلوں میں غم و غصہ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، بلاوجہ ان کے مذہبی احساسات و جذبات کو مجروح نہ کریں۔ اسلامی دستور میں ان اقلیتوں کو وہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں اور ان کی ذمہ داریاں بھی اتنی ہی ہوں گی جتنی خود مسلمانوں کے اوپر عائد ہوتی ہیں سوائے ان حقوق و فرائض کے جن کی ایک نظریاتی ریاست متقاضی ہو اور جن کی اساس اسلامی فکر ہو۔

۲۔ سیاست خارجہ

سیاست خارجہ مندرجہ ذیل امور پر قائم ہوگی۔

۱۔ روئے زمین پر جہاں جہاں بھی مسلمان بستے ہوں' ان سب کو ایک امت واحدہ سمجھا جائیگا۔ اسلامی عقیدہ ' اسلامی شریعت اور اسلامی اخوت نے ان کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا ہے ' نسل و رنگ ' زبان اور وطن اور خاندان و طبقہ کی بنیاد پر ان کے درمیان اختلاف و امتیاز نہیں ہوگا۔ وہ ایک دوسرے کی حفاظت کریں گے اور باہم مل کر دوسروں کی مدد کریں گے۔

۲۔ ہر وہ خطہ ارض جس میں مسلمان بستے ہوں' جہاں اسلامی شعائر اور قوانین نافذ ہوں' جہاں مؤذن تکبیر و تہلیل کی آواز بلند کرتے ہوں' ایک اسلامی ملک ہوگا اور اس کی حمایت اور دفاع تمام مسلمانوں پر واجب ہوگا۔

۳۔ جو اسلامی ملک ظلم و زیادتی کا شکار ہو' وہ تمام مسلمانوں کی مادی اور اخلاقی امداد اور نصرت و حمایت کا مستحق ہے حتیٰ کہ وہ ملک اپنی آزادی حاصل کر لے اور اپنے دشمن پر غالب آجائے۔

۴۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں بسنے والی مسلم اقلیتیں ہمارے وجود کا حصہ ہیں کیونکہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا وہ ہماری معاونت اور حمایت و نصرت کے مستحق ہوں گے اور ہماری یہ ذمہ داری ہوگی کہ ہم کمزوروں کی ہر ممکن قوت کیساتھ امداد کریں' خواہ انہیں کفار کی سرکشی اور ظلم و تعدی سے نجات دلانے کے لئے فرمان الٰہی کے مطابق ہتھیار ہی کیوں نہ اٹھانا پڑیں۔

وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان ...(۴/۷۵)

" اور تمہیں کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے ..."

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ مسلم ملکوں کے درمیان حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی یا ابتدائی طور پر ان کو کم از کم کیا جائیگا تاکہ ان کے درمیان دوستانہ روابط کو مضبوط بنایا جائے اور باہمی تعارف اور اخوت کے رشتوں کو مستحکم بنیادوں پر قائم کیا جائیگا۔

۶۔ مختلف میدانوں میں مسلمانوں کے درمیان تعاون کو فروغ دیا جائیگا۔ اس تعاون کی ابتداء اقتصادیات' ثقافت' ذرائع ابلاغ اور دفاع کے میدانوں میں کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے " تعاونو اعلی البرو التقوی (یعنی نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے سے تعاون کرو)

۷۔ اسلامی فکر جو انسان پر انسان کی حکمرانی کو ختم کرتی اور لوگوں کو اس سے نجات دلاتی ہے' کی اشاعت و ترویج کے ذریعہ پوری دنیا میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کی مدد کی جائے گی خواہ ان کا تعلق کسی قوم اور مذہب سے ہو۔

۸۔ مختلف ملکوں اور طبقوں کے درمیان امن و صلح کا خیر مقدم کیا جائیگا بشرطیکہ اس کی اساس عدل' مساوات اور احترام حقوق اور ازالۂ ظلم پر ہو۔

و ان جنحوا للسلم فا جنح لها و توکل علیه (۳۸)

"اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اس (خدا) پر بھروسہ رکھو۔"

۳۔ قیادت صالحہ

ان تمام عناصر کو اختیار کرنے پر پوری توجہ دینا ہوگی جن پر امت مسلمہ کی سیاست اور سفینہ امت کی قیادت و رہنمائی کا دار و مدار ہو کیونکہ کوئی دستور اور قانون خواہ کتنا ہی اعلیٰ و ارفع کیوں نہ ہو' اس کی حیثیت قرطاس ہستی پر سیاہی کے ایک دھبے سے زیادہ نہیں ہوتی جب تک اسے ایسے قوی اور امانت دار لوگ میسر نہ آجائیں کہ جب وہ بات کریں تو سچ بولیں' وعدہ کریں تو اسے وفا کریں' ان کے پاس امانتیں رکھی جائیں تو انہیں مستحقین کو لوٹا دیں اور جب کوئی معاہدہ کریں تو اس کی پاسداری کریں۔

اس مقصد کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ پارلیمنٹ اور سینٹ اور دیگر اعلیٰ مناصب کے امیدواروں کیلئے ایسی تعلیمی' دینی اور اخلاقی شرائط وضع کی جائیں کہ امت مسلمہ کی قیادت جاہل' ملحد اور فاسق ہاتھوں میں نہ چلی جائے۔

17383

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ قانون سازی کا خاکہ

گزشتہ ادوار میں اسلامی معاشرہ کی زندگی اور بقاء کے لئے قانون سازی ایک بے نظیر مرجع توجہ رہی ہے۔ اسی ذریعہ سے سارے احکام مستنبط کئے جاتے تھے اور اسی کی بنیاد پر تمام ... (Civil) اور فوجداری (Penal) ' ملکی و خاندانی تعلقات' ------ جن کو آج کی اصطلاح میں شخصی معاملات کہا جاتا ہے ------- قائم تھے۔

حاکم اور رعایا سب اسی قانون سازی سے مسائل کا حل طلب کرتے تھے اور تمام امور میں اسی سے فیصلہ لیتے تھے کیونکہ ان کا پختہ یقین تھا کہ یہ قانون سازی حق و انصاف کی پاسداری بلا افراط و تفریط فرد اور جماعت کے مصالح کے حصول میں نہایت مقدس اور اعلی درجہ کی حامل ہے۔

امت اسلامیہ کے کسی فرد کے دل و دماغ میں کبھی یہ بات نہ آئی تھی کہ اس کے افراد کبھی اسلامی شریعت کے احکام اور اصول و مبادی کے بجائے غیر اسلامی احکام و اصول سے فیصلہ طلب کریں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ بار بار ارشاد فرماتے ہیں:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون

" اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی کافر ہیں"۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون

" اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی فاسق ہیں"۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظلمون(۳۹)

" اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی ظالم ہیں"۔

لیکن ہوا یہ کہ مغربی صلیبی استعمار نے گزشتہ صدی سے اس بیسویں صدی کے اوائل تک اسلامی ممالک پر حملہ کیا' ان میں سے اکثر ممالک پر قبضہ کر لیا' ان ممالک کے باشندوں کی گردنوں پر سوار ہو گیا اور سیاست ' قانون' تعلیم وغیرہ زندگی کی تمام کنجیاں اس کے ہاتھوں میں آگئیں ۔

لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس صلیبی استعمار کے قوانین اور قانون سازی کے اصول و نظریات اسلامی ممالک میں داخل ہو گئے اور وہ بہت سے اسلامی معاشروں پر غالب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگئے اور شریعت اسلامیہ کیلئے زندگی کے ایک نہایت محدود شعبہ کے سوا جس کو مخصی احوال کہا جاتا ہے' کچھ نہ چھوڑا۔

یہیں سے اسلامی نظام کی نظر میں مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھتے ہو ازسرنو قانون سازی کی بنیاد رکھنا واجب اور ضروری ہوگیا ہے۔

ا۔ دستور میں پہلی شق یہ ہونی چاہیے کہ زندگی کے تمام شعبوں کے لئے قانون کا واحد سر چشمہ اسلامی شریعت ہوگا۔ جو اپنے اصلی ماخذ پر مبنی ہوگی۔

۲۔ دستور کی دوسری شق یہ ہو کہ ہر وہ قانون باطل قرار پائے گا جو نصوص قطعیہ ' اجماع امت اور دین کے خلاف ہو گا۔

۳۔ ممکن ہے کہ خالص اسلامی قوانین کو وضع کرنے کے دوران ہمیں عصر حاضر میں رائج الوقت قوانین پر نظر ڈالنا پڑے تاکہ ان قوانین کو ان تمام قوانین سے پاک کر دیا جائے جو اسلامی شریعت کے احکام کے خلاف ہوں اور جو قوانین ان کے مطابق ہوں ' ان کو اختیار کیا جائے ' بشرطیکہ اسلام کے فرض کردہ احکام و قواعد کے مطابق --- جن سے انسان کا بنایا ہوا قانون بے خبر ہے --- شریعت کے حوالہ سے اور قانون سازی کی عمارت کی تکمیل کے لئے چھوٹے چھوٹے تفسیری و تشریحی کتابچوں کے ذریعہ شریعت اور اس کے فلسفہ و حکمت کے ساتھ ان احکام کا ربط پیدا کریں۔

۴۔ ہر اس قانون کو باطل اور کالعدم قرار دیا جائے گا جو کسی حق و جواز کے بغیر بعض طبقوں پر امتیازی سلوک یا بعض جماعتوں پر بلا وجہ ظلم یا لوگوں کی آزادی پر بلا ضرورت پابندیوں پر مشتمل ہو گا۔

۵۔ احکام شریعت ' اس کے دلائل اور مقاصد پر ماہرانہ نظر رکھنے والے فقہاء ' حالات حاضرہ اور مختلف افکار و رجحانات کا علم رکھنے والے دانشوروں کا اعلی درجہ کا بورڈ ہونا چاہیے جو مختلف اطراف سے ہر وضع ہونے والے قانون پر غور و خوص کرے تاکہ اسے قانون شریعت مطہرہ کے مطابق ڈھالا جائے یا اگر وہ کسی شرعی نص یا قاعدہ کے خلاف ہو تو اس کو ختم کر دیا جائے۔

www.KitaboSunnat.com

۶۔ دستور میں ان اسلامی حدود اور تعزیرات کو قائم و نافذ کرنے کے لئے ایک شق ہو جن کا تعین اللہ تعالیٰ نے معاشرہ کی حفاظت ' شرپسندوں کے قلع قمع اور جرائم کی بیخ کنی کے لئے کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے ' ان حدود میں سرقہ ' فساد ' زنا ' قذف ' شراب نوشی ' قتل عمد اور ارتداد وغیرہ سے متعلق حدود شامل ہیں جو قرآن و سنت کے نصوص سے ثابت ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ جرم کے بنیادی عناصر اور اس کی شروط کو بھی پیش نظر رکھا جائے گا اور شبہات کی بناء پر حدود کو ساقط بھی کیا جا سکتا ہے ۔

۷۔ مختلف معتبر و مستند اسلامی مذاہب کے نہایت مضبوط فقہی آراء کو اختیار کیا جائے گا جو شارع علیہ السلام کے مقصود کے حصول کے لئے سب سے زیادہ مناسب ہوں اور سختی و تنگی سے دور ہوں تاکہ ان کی مدد سے اسلامی قانون کی عمارت تعمیر کی جا سکے جس میں دور حاضر کی روح بھی جاری و ساری ہو اور جو احکام شرعی سے متجاوز بھی نہ ہوں۔

۸۔ تمام یونیورسٹیوں سے ملحقہ قانون پڑھانے والے کلیات میں تعلیم کی اساس اسلامی فقہ کو بنایا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الحجر' آیتہ : ۲۹

۲۔ اسلام میں مسجد کے پیغام کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب "العبادۃ فی الاسلام ص ۲۲۲ ----- ۲۳۴ مطبوعہ مؤسستہ الرسالہ' بیروت۔ ط رابعہ۔

۳۔ سورۃ الجنّ' آیتہ : ۸

۴۔ سورۃ العلق آیتہ = ۱

۵۔ سورۃ طٰہٰ' آیت ۱۱۴

۶۔ سورۃ التوبہ۔ آیت = ۱۲۲

۷۔ سورۃ۔ ابراہیم' آیت = ۴

۸۔ ترمذی' ترمذی نے اسے صحیح حسن قرار دیا ہے اور بعض نسخوں کے مطابق یہ ایک ضعیف روایت ہے

۹۔ ملاحظہ ہو استاذ محمد المبارک کی کتاب "الفکر اسلامی المعاصر" کا باب "المشکلۃ الثقافیہ فی العالم الاسلامی" ص ۱۳۱

۱۰۔ سورۃ المائدہ آیتہ = ۹۱

۱۱۔ سورۃ التوبہ آیتہ :۲۸

۱۲۔ سورہ القصص' آیتہ : ۲۶

۱۳۔ بخاری

۱۴۔ سورۃ النساء آیتہ :۳۴

۱۵۔ سورۃ الضحیٰ' آیتہ = ۸

۱۶۔ سورۃ النوح آیت :۱۲

۱۷۔ سورۃ الانعام' آیتہ :۹۲

۱۸۔ سورۃ بنی اسرائیل آیتہ :۱۷

۱۹۔ ترمذی' کتاب الزکوۃ

۲۰۔ مسلم و بخاری' بروایت ابن عمرؓ

۲۱۔ بخاری و مسلم' الفاظ حدیث جامع مسلم کے ہیں

۲۲۔ اس ضمن میں ملاحظہ ہو استاذ عیسی عبدہ' اور ڈاکٹر احمد النجار کی "نبوک بلا فوائد" کے زیر عنوان تحریریں' ڈاکٹر محمد عزیز کی بحث" "عوامل النحاح فی نبوک الار بویہ" ڈاکٹر محمد عبداللہ العربی مرحوم کی کتاب "الموتمر الاول لجمیع البحوث اسلامیہ' ازھر" میں اسلامی معاشیات کے متعلق بحث' استاذ محمد باقر الصدر کی کتاب "البنک الاربوی فی الاسلام" اور کتاب "بعض نواحی الاقتصادیتہ فی الاسلام" جسے موتمر اسلامی کراچی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب اسلامی معاشیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر متعدد بحثوں پر مشتمل ہے نیز ملاحظہ ہوں دیگر بحثیں جو شیخ محمد ابو زہرہ' سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور استاذ محمود ابو السعود نے اٹھائی ہیں۔

۲۳۔ سورہ انفال ۔ آیۃ ۶۰ ۲۴ ۔ مسلم ' بروایت عقبہ بن عامر

۲۵۔ اس حدیث کو بزار اور طبرانی نے الصغیر اور الاوسط میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ المنذری کی "الترغیب" میں ہے۔

۲۶۔ سورۃ النور ۔ آیۃ : ۶۱

۲۷۔ مسلم ' ابوداؤد' ترمذی' بروایت ابو ہریرہ۔

۲۸۔ ترمذی' ابن ماجہ' بروایت ابو ہریرہ۔ ترمذی نے اس روایت کو غریب کہا ہے

۲۹۔ بخاری و مسلم ' بروایت ابو موسیٰ اشعری

۳۰ ۔ اسلامی دستور کی تیاری میں بہت سی انفرادی اور اجتماعی کوششیں کی گئی ہیں جو قابل غور نکات سے خالی نہیں ہیں۔ بعض میں یہ غور طلب نکات زیادہ ہیں اور بعض میں کم ۔ ان کوششوں میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

(ا)۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کتاب "اسلامی دستور کا جامع خاکہ" (مصنف کا اشارہ غالباً" مولانا مرحوم کی کتاب "Islamic law and Constitution" کی طرف ہے (مترجم)

(ب)۔ استاذ ابوبکر الجزائری ' پروفیسر جامعہ اسلامیہ مدینہ کی کتاب "الدستور الاسلامی "۔

(ج)۔ شیخ النبہانی کی کتاب "نظام الاسلام " اور جبھۃ المیثاق الاسلامی جو سوڈان میں انقلاب مئی ۱۹۶۹ء سے پہلے لکھی گئی تھیں۔

۳۱۔ سورۃ الرحمٰن ' آیۃ : ۴'۳

۳۲۔ سورۃ البقرۃ' آیۃ = ۲۵۶۔ ۳۳۔ سورۃ التوبہ' آیۃ = ۷۱

۳۴۔ سورۃ المائدہ ' آیۃ = ۳ ۳۵۔ سورۃ النور آیۃ : ۲۷'۲۹ ترمذی ۔

۳۷۔ سورۃ النساء ' آیۃ = ۷۵ ۳۸۔ سورۃ الانفال ' آیۃ = ۶۱

۳۹۔ سورۃ المائدہ ' آیۃ : ۴۴' ۴۵' ۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔۳۔

اسلامی نظام کی بنیادیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام کی بنیادیں

نظام رحمت

ہمارا یہ پختہ ایمان ہے کہ امت مسلمہ آج جن اجتماعی' اقتصادی' سیاسی' عسکری' فکری اور اخلاقی مشکلات کے بوجھ تلے کراہ رہی ہے ان کا ایک ہی حل ہے۔ یہ واحد حل جس کے علاوہ انسانیت کسی دوسرے حل کا تصور بھی نہیں کر سکتی' دین فطرت ـــــ اسلام ـــــ کا پیش کردہ رحمت بداماں حل ہے۔

یہ اسلامی حل امت مسلمہ کو ہر طرح کی مشکلات کے عذاب سے نجات دلاتا ہے خواہ یہ مشکلات معاشرتی و اقتصادی ہوں' سیاسی و عسکری ہوں یا فکری و اخلاقی۔ اسلامی نظام ایک ایسا حل پیش کرتا ہے' جو امت مسلمہ کو فتنہ و فساد' اضطراب و درماندگی اور ذلت و رسوائی سے نجات دلاتا ہے۔

یہ بابرکت نظام اس وقت معرض وجود میں آتا ہے جب ایک اسلامی معاشرہ خالص اسلامی خطوط پر قائم ہوتا ہے۔ یہ معاشرہ اسلامی عقائد' اسلامی نظریات' اسلامی جذبات' اسلامی اخلاق' اسلامی رسوم و روایات اور اسلامی قوانین کو بالادستی اور سیادت عطا کرتا ہے اور ان کو عزت و وقار سے سرفراز کرتا ہے۔

لیکن بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور اسلام کی بدولت ان کو عزت و احترام کا مقام حاصل ہے اور اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ وہ اسلام کی حمایت و نصرت پر کمربستہ ہیں اور اس سے کسی طور بھی غافل و بے خبر نہیں حالانکہ یہ بے چارا اسلامی نظام ہی ہے جس سے نہ ان کا عمل کوئی مطابقت رکھتا ہے اور نہ جس کی نظری دعوت ہی وہ انسانیت کو دیتے ہیں۔

بنیادی شروط

لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہاں ان تمام بنیادی شروط کو پوری وضاحت سے بیان کروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی پاسداری اور تکمیل کے بغیر ہم انسانی مسئلہ کے کسی حل کو اسلامی حل کے نام سے موسوم نہیں کر سکتے خواہ وہ حل ہمیں کتنا ہی محبوب و مطلوب کیوں نہ ہو۔ جس طرح کسی چیز کی کامیابی و کامرانی کے اسباب اس چیز کے وجود کے بغیر مہیا نہیں ہو سکتے' اسی طرح اسلامی نظام کا قیام ان بنیادی شروط کی پابندی اور تکمیل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسلامی نظام کی یہ بنیادی شروط درج ذیل ہیں:

ا۔ اسلامی ریاست کی ضرورت

چونکہ ایک مسلم معاشرہ کی امتیازی اقدار و خصوصیات کی حسین تصویر خالص اسلامی تعلیمات پر مبنی ایک اسلامی معاشرہ میں ہی اپنی رعنائیوں کو اجاگر کر سکتی ہے اس لئے ایسے معاشرہ کی اولین شرط اور بنیاد یہ ہے کہ روئے زمین پر ایک خالص اسلامی حکومت برپا ہو جو معاشرہ کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور اس کی تعلیمات کے مطابق رہنمائی فراہم کرے تاکہ اس اسلامی حکومت کی روشنی میں اسلام کے فضائل کا ایک حسین و دلکش نمونہ اپنی پوری وضاحت' مکمل شان' بے مثال توازن و تکامل اور گہرائی و گیرائی کے ساتھ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے جلوہ افروز ہو جائے اور جس کے سکون بخش سایہ میں انسانیت ایک ایسے اسلامی معاشرہ اور حقیقی امت مسلمہ کا چلتا پھرتا پیکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے' جس کا خمیر اسلامی عقیدہ و شریعت اور اسلامی اخلاق و نظریہ سے اٹھایا گیا ہو۔

اسلامی حکومت یا اسلامی ریاست کا قیام ایک ناگزیر ضرورت ہے تاکہ وہ ایک اسلامی معاشرہ کے قیام کے حسین خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کیلئے جدوجہد کر سکے۔ بہ الفاظ دیگر ایک اسلامی ریاست کا وجود اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ہمارے معاشرہ کو پھر خطیرہ اسلام کے اندر داخل کر سکے' اس کو دین اسلام کی حقیقت کی طرف لا سکے جس کے متعلق ہمارا پختہ ایمان ہے کہ وہ خالق کائنات کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اسلامی معاشرہ کو ان تمام غیر اسلامی امور سے پاک کر دے جو چور دروازوں سے اسلام میں داخل ہو گئے ہیں خواہ ان کا تعلق فکر و نظر اور قلب و دماغ سے ہو یا فعل و عمل سے' اس کو طبقاتی بغض و عناد' قوم پرستی اور سلبیت (Negativism) کی آلائشوں سے پاک کرے اور اس کا رخ قبلہ واحدہ کی طرف پھیر دے' جو تمام افکار و عقائد اور جذبات و احساسات کا مرکز و محور ہے اور جس کے سامنے تمام خود ساختہ اور سطحی اختلافات برف کی طرح پگل کر نیست و نابود ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں' جن کی وجہ سے انسانیت بے شمار متصادم و متحارب گروہوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ یہی وہ قبلہ ہے جہاں شعار دین کلمہ شہادت **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ اسلامی ریاست ہے جو تعلیم و تربیت اور تہذیب و تشریع کے ذریعہ معاشرہ کی ناؤ کی ناخدائی کرتی ہے۔ یہ افراد کو دین حق کی اطاعت و فرمانبرداری کا خوگر بناتی ہے تاکہ ان کی فکر' ان کی روح اور ان کا کردار سب اسلام کے تابع ہو جائیں یہاں تک کہ اس کی پوری عمارت کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اس کی خوشنودی کی مضبوط بنیادوں پر استوار کر دے۔ معاشرہ کے قانون اور اس کی توجیہہ کو مکمل طور پر اسلام کے اصول و قواعد پر قائم کر دے۔ اپنی پوری قلمرو میں اسلامی اقدار کی اشاعت و ترویج کا انتظام کرے' ان کو معاشرہ کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری و ساری کر دے' ان کے استحکام کے لئے سعی و کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ اور اسلام کے دشمنوں کی مکروہ سازشوں سے ان کی حفاظت و نگہداشت کرے۔

جو شخص ایک اسلامی حکومت کے بغیر' جو اسلامی معاشرہ کی رہنمائی اور حفاظت کرتی ہے' ایک ایسے اسلامی معاشرہ کے قیام کا تصور رکھتا ہے جو اپنے تمام تر اقدار و خصوصیات کا حامل ہو وہ کئی لغزشوں اور غلطیوں کا شکار ہو کر رہتا ہے جن کا تذکرہ ہم ذیل میں کر رہے ہیں۔

(۱) اولیں لغزش جو اس سے سرزد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک صحیح اسلامی معاشرہ کے صحیح فہم و ادراک کے بارے میں ٹھوکر کھاتا ہے جو حکومت کو ایک اہم دینی فریضہ قرار دیتا ہے اور دین و سیاست کے امتزاج کو اپنی ایک امتیازی خصوصیت شمار کرتا ہے۔

(۲) وہ اسلامی معاشرہ کے قیام کے متعلق اس تشکیک کا شکار ہو جاتا ہے کہ آیا چودہ سو برس پرانا معاشرہ اس جدید دور میں قائم بھی ہو سکتا ہے؟ تشکیک کا یہ مرض اس کے ذہن کو طبقاتی' قومی' اشتراکی اور جمہوری حکومتوں جیسی غیر اسلامی حکومتوں کی طرف لے جاتا ہے۔ خصوصاً" آج کے دور میں جس میں جدید ٹیکنالوجی نے بڑا غلبہ و نفوذ حاصل کر لیا ہے' ریاست ایک زبردست طاقت بن گئی ہے۔ جو نہایت طاقتور وسائل کے بل بوتے پر ہر شعبہ زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے' جن کو سائنس نے اختراع کیا ہے۔ مثلاً کتابیں ہیں' رسالے ہیں اور ان سے بھی بڑھ کر ٹیلیوژن' تھیٹر جیسے سمعی و بصری ذرائع ابلاغ ہیں۔ پھر ابتدائی درجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مدارس سے لے کر یونیورسٹیوں کی سطح کے تعلیم و تربیت کے ادارے ہیں جن کی نگہداشت حکومت کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سب ادارے حکومت کی طاقت بن گئے ہیں جس کے ذریعہ وہ تمام شعبہ ہائے زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور معاشرہ کے افکار و اذواق اور رجحانات و میلانات کی تبدیلی کا موجب بن جاتی ہے۔ یہ عصر حاضر کی ایک امتیازی خصوصیت ہے جیساکہ ایک انگریز فلسفی برٹرنڈ رسل نے لکھا ہے۔

پھر اگر ہم اسلام کے ان احکامات پر پردہ نہیں ڈالنا چاہتے جو انسانی زندگی کے عملی پہلوؤں سے متعلق ہیں تو پھر ایک ریاست کا وجود اسلام کی فرمانروائی کے لئے ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ اسلام ایک ریاست کے وجود کا سخت محتاج ہے چنانچہ متعدد اسباب و وجوہ کی بنا پر وہ ایک سلطنت و حکومت کی اشد ضرورت رکھتا ہے۔ ان میں سے بعض وجوہ کا ذکر درج ذیل ہے:

۱۔ تحفظ عقیدہ

اسلام کو ایک ریاست کی ضرورت ہے تاکہ اس کے ذریعہ وہ اپنے عقائد و نظریات کی حفاظت کر سکے' ان کو بالفعل نافذ کر سکے اور ان تمام چیزوں کا استیصال کر سکے جو ان کے حسن و جمال کو گہنا دینے کا سبب بنیں اور اس کے نور کو دھندلا دیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبروں کو زمین کے ساتھ برابر کرنے اور بتوں کو مسمار کرنے کیلئے ایک مہم پر روانہ کیا تھا۔

اسلامی عقیدہ ایک ہمہ گیر اور انقلابی عقیدہ ہے۔ وہ زندگی کے کسی ایک پہلو یا قلوب افراد کے کسی حقیر گوشہ پر اپنی حکمرانی و فرمانروائی پر راضی اور قانع نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی شان یہ ہے کہ وہ پوری انسانی زندگی پر اپنی بالادستی چاہتا ہے' وہ افکار و نظریات' اقوال و اعمال اور اخلاق و کردار کی صورت گری کرتا ہے اور پورے معاشرہ کو ایمان اور اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔

ومن احسن من الله صبغته

اور اللہ سے اچھا رنگ کس کا ہے؟

۲۔ اقامت عبادات

اسلامی شعائر و عبادات کی اقامت و اعانت کیلئے بھی ریاست کا وجود اشد ضروری ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اسلام کی مقرر کردہ عبادات کی کماحقہ ادائیگی و انجام وہی صرف اسلامی ریاست و حکومت کے زیر سایہ ہی ممکن ہے جو ان کی رعایت اور حفاظت و نگہداشت کرتی ہے۔

آیئے اسلام کی بنیادی عبادات پر ذرا ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔

(ا) نماز ۔ اسلام نے رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ ان کی باجماعت ادائیگی کا حکم دیا ہے' ان کیلئے آذان مقرر کی ہے اور مساجد کی تعمیر کی بنیاد رکھی ہے۔ لہٰذا ریاست کیلئے اشد ضروری ہے وہ ان امور کی نگہداشت کرے۔ چنانچہ وہ مساجد تعمیر کرتی ہے' امام تعینات کرتی ہے' موذن کا بندوبست کرتی ہے اور اقامت صلوٰۃ پر کڑی نظر رکھتی ہے۔ یہ حقیقت نماز جمعہ کے سلسلہ میں اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ حکومت کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو ان نمازوں کی ترغیب دے' ان کی اقامت پر ان کو ابھارے اور اہل نماز کو دوسروں پر فوقیت دے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے گورنروں کو رخصت کرتے تو ان سے فرماتے کہ "میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے۔ جو اس کو ضائع کر دیتا ہے وہ دوسرے فرائض کو زیادہ ضائع کرنے والا ہو جائے گا۔" اس کے بعد حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان لوگوں کو سزا دے جو اس اہم فریضہ کی ادائیگی سے غفلت برتتے ہوں کیونکہ اس سے وہ راہ راست کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

فقہائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ جب کوئی مسلمان نماز سے انکار کرتا ہے اور اس کو عمداً ترک کر دیتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ایک مسلمان حاکم کا فرض ہے کہ وہ اس سے توبہ کا مطالبہ کرے یہاں تک کہ وہ پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

جب آدمی نماز کو ارادۃً محض سستی و غفلت کی بنا پر ترک کرتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی سرزنش کرنے اور اسے سزا دینے پر فقہاء کے درمیان اجماع منعقد ہوا ہے اگرچہ سزا کی نوعیت کے بارے میں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک عمداً تارک نماز واجب القتل ہے کیونکہ ان کی نظر میں ترک نماز کفر ہے جیسا کہ بعض میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ امام شافعیؒ بھی اس کو قتل کرنے میں امام احمدؒ کے ہمنوا ہیں اگرچہ وہ تارک نماز کو کافر نہیں گردانتے۔ اسی طرح کی امام مالکؒ کی بھی ہے البتہ امام ابوحنیفہؒ تارک صلوٰۃ کو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت تک عبرتناک بدنی سزا دینے اور محبوس رکھنے کو کافی سمجھتے ہیں جب تک وہ دوبارہ نماز شروع نہ کر دے۔ کیونکہ یہی حکم اس شخص کے بارے میں بھی ہے جو رمضان المبارک کے روزے بلاعذر شرعی ترک کر دیتا ہے۔

اسی طرح اگر اہل شہر اذان کو ترک کر دیں اور جماعت اور نماز جمعہ کو ترک کر دیں تو امام یا اس کے نائب-- ریاست و حکومت ---- کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو اس جرم پر سخت سزا دے کیونکہ مختلف زمانوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے علمائے اسلام کا اس پر اجماع ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ایک ریاست کا قیام نماز جیسے ایک دینی فریضہ کی اقامت کے لئے ایک ایسا اہم فریضہ ہے جس سے کوئی راہ فرار موجود نہیں ہے۔

(ب) زکوٰۃ یہی معاملہ زکوٰۃ کا ہے۔ یہ اسلام کی ایک اجتماعی مالی عبادت ہے جس کی بجاآوری اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق صرف ایک حکومت کے تحت ہی ممکن ہے۔

اس فریضہ میں اصل بنیاد یہ ہے کہ ایک امام یا اس کا نائب -- جسے ہم اپنی اصطلاح میں حکومت کہتے ہیں--- اس کی وصولی اور تقسیم کی نگرانی کرتا ہے۔ زکوٰۃ صرف کوئی انفرادی نیکی نہیں ہے کہ جو شخص محض ثواب کا آرزومند ہو اور اپنے دل میں دار آخرت کا خوف رکھتا ہو' وہ اسے ادا کر دے اور بس یہی کافی ہے۔ اس کے برعکس زکوٰۃ ایک باقاعدہ ٹیکس بھی ہے جس کی نگہداشت اسلامی حکومت اپنے انتظامی افراد کے ذریعہ کرتی ہے' جسے قرآن نے "عاملین زکوٰۃ"(۱) کے نام سے موسوم کیا ہے اور جن کیلئے اس نے مصارف زکوٰۃ میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ بذاتہ ایک مستقل آمدنی کی مد ہے جس کو عام بیت المال میں خلط ملط نہیں کیا جا سکتا۔(۲)

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول کو ہدایت فرماتے ہیں کہ:

خذ من اموالهم صدقته تطهرهم وتزكيهم بها (۳)

"ان کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کرکے ان کو پاک کرو اور (نیکی کی راہ میں) انہیں بڑھاؤ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار عالم کے اس حکم کو عملی جامہ پہنایا اور لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی۔ آپؐ نے مختلف صوبوں میں اپنے عالمین بھیجے جو زکوٰۃ وصول کرتے اور اسے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ آپؐ ان سے فرماتے کہ "ہر شہر کے صاحب نصاب لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنا اور اسے اسی شہر کے فقراء و مساکین میں تقسیم کر دینا۔"

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب اہل عرب کی ایک جماعت نے زکواۃ دینے سے انکار کر دیا اور سرکشی اختیار کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے خلاف اس وقت تک قتال کا حکم دیا جب تک وہ اپنے اموال میں سے اللہ تعالیٰ اور فقراء کا حق ادا کرنا شروع نہ کر دیں۔ آپ کے اس فیصلہ پر صحابہ کرام نے اجماع کیا۔ اس موقعہ پر انہوں نے جو مشہور ایمان پرور الفاظ ارشاد فرمائے وہ یہ ہیں:

واللہ لو منعونی عقالا کانوا یودونہ لرسول اللہ لقاتلتھم علیہ

"خدا کی قسم، اگر انہوں نے مجھے اونٹ کی نکیل دینے سے بھی انکار کیا جو وہ رسول اللہ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے لئے ان سے لڑوں گا۔"

(ج) روزہ — رمضان المبارک میں دن کو روزہ رکھنا اور رات کو تراویح میں قیام کرنا —— جیسا کہ صوم و قیام کا حق ہے —— بھی صرف ایک حکومت کے تحت ہی ممکن ہے جو روزہ رکھنے میں روزہ داروں کی مدد کرتی ہے، رات کو قیام کرنے والوں کو قیام اللیل کی ترغیب دلاتی ہے اور سرکش روزہ خوروں کو شعائر اللہ کی توہین کرنے اور مسلمانوں کے جذبات کے خلاف سرکشی اختیار کرنے پر سزا دیتی ہے۔

(د) حج — یہی معاملہ حج کا ہے۔ حج ایک بے نظیر عبادت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب استطاعت فرد پر عمر میں ایک مرتبہ فرض کیا ہے۔ اس فریضہ کی کما حقہ ادائیگی بھی حکومت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ حکومت اس مقدس سفر کے وسائل کو آسان بناتی ہے، مسافروں کو بیت عتیق تک بحفاظت پہنچانے کا بندوبست کرتی ہے اور ان کی عدم موجودگی میں ان کی واپسی تک ان کے اہل و اعیال اور ان کے اموال کی نگہداشت کرتی ہے۔ اس حقیقت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح فہم و ادراک حاصل کرنے کے لئے یہاں ہم امام بخاریؒ اور دوسرے ائمہ اسلام کے مسکن سمرقند و بخارا جو آج روس کے زیر تسلط ہیں' کے کروڑوں مسلمانوں کی مثال دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ سالہا سال سے وہاں سے کوئی ایک فرد بھی حج کی سعادت حاصل نہیں کر سکا۔ کمال اتاترک اور اس کے پیروکاروں کے عہد حکومت میں ترکی کے مسلمانوں کی مثال اشتراکی روس کے مقہور و مجبور مسلمانوں سے ذرا بھی مختلف نہ تھی۔

(۳) اسلامی آداب و اخلاق

مسلمانوں میں بالعموم اور نئی نسل میں بالخصوص اسلامی آداب و اخلاق کی آبیاری کیلئے بھی اسلام کو ایک ریاست و سلطنت کی ضرورت ہے۔ تعلیم و تربیت کے تمام اسلوب' اسلامی اقدار اور اسلامی آداب کی ترویج اور نشوونما کیلئے وقف ہونے چاہئیں اور ان میں سے ہر شعبہ کو اسلامی اخلاق و فضائل کی تخم ریزی اور اسلامی حرمات کی تنظیم کیلئے کام کرنا چاہیے۔

ہمارے ادب اور ہماری صحافت کو' ہمارے ناول اور ڈرامہ کو' ہمارے سینما کو اور ہمارے علم و فن کو اسلام کی خدمات میں استعمال ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ایک طرف مسجد و منبر ہوں اور دوسری طرف مدارس و جامعات' صحافت و ادب' ذرائع ابلاغ --- مثلاً ریڈیو' ٹیلی وژن' سینما اور تھیٹر --- اور اثر و نفوذ رکھنے والے دوسرے ادارے' سب کے سب دین کو پارہ پارہ کر رہے ہوں' اس کی اقدار کی تذلیل و توہین پر کمربستہ ہوں اور اسلامی تعلیمات کو تضحیک کا نشانہ بنا رہے ہوں تو پھر مسجد کے منبر سے اٹھنے والی ایک نحیف و نزار آواز کیا پہاڑ ڈھا سکتی ہے؟

اس ناگفتہ بہ صورت حال سے اس وقت سابقہ پیش آتا ہے جب منبر سے اٹھنے والی آواز کو کلمہ حق کہنے کی آزادی حاصل ہو۔ لیکن اگر آوازہ حق کو مہر بلب کر دیا جائے تو منبر و محراب کے کردار کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ایک گھنٹہ بھر اٹھنے والی کمزور و ناتواں آواز کیا انقلاب برپا کر سکتی ہے جبکہ ہفتہ کے پورے سات دن نشر و اشاعت' ذرائع ابلاغ اور صحافت کے ہر سو اٹھائے ہوئے طوفان بد تمیزی کے شور و ہنگامہ کی نذر ہو جائیں؟

متی یبلغ البنیان یوما تمامہ
اذا کنت تبنیہ و غیرک یھدم (۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴۔ اجتماعی قوانین کا نفاذ

پھر اسلام نے کچھ ایسے قوانین و ضوابط بھی عطا کیے ہیں جن کے ذریعہ اجتماعی' اقتصادی اور سیاسی میدانوں میں زندگی کے نہایت اہم پہلوؤں کو منظم کیا جاتا ہے۔ مثلاً شخصی معاملات میں اسلام عائلی قوانین اور میراث اور نان و نفقہ کے اصول و ضوابط وضع کرتا ہے' مدنی قانون (Civil Law) میں سود' قمار' شراب نوشی اور احتکار کو حرام قرار دیتا ہے اور فوجداری قانون میں اس کا حکم یہ ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں' زانی کو رجم کیا جائے' قذف اور شراب نوشی کے مرتکب کو کوڑے لگائے جائیں' قاتل متعمد سے قصاص لیا جائے' زانی محصن' تارک دین اور اسلامی جماعت سے خروج کرنے والے کو قتل کیا جائے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سلطنت و حکومت کے علاوہ ان نصوص شرعیہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کون کھڑا ہوگا؟ حکومت کے علاوہ کونسی طاقت ہے جو افراد کے حقوق کی نگہداشت' قوانین کی عملداری' حدود شرعیہ کی اقامت اور امن و امان کی حفاظت کی ذمہ دار ہے؟ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

لحد یقام فی الارض خیر لاھل الارض
من ان یمطروا ثلاثین اصباحا (۵)

"ایک حد جو روئے زمین پر قائم کی جاتی ہے وہ اہل زمین کیلئے متواتر تیس دنوں کی بارش سے بہتر ہے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ آسمان سے نازل ہونے والی بارش میں کوئی خیر ہے اور نہ زمین کی پیداوار میں ہی کوئی برکت ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حرمات کی توہین وہتک ہو رہی ہو' حقوق پامال ہو رہے ہوں اور زمین پر ظالم' زانی اور شرابی دندناتے پھرتے ہوں۔ لہٰذا ایک ایسی قوت قاہرہ کا وجود ناگزیر ہے جو ارتکاب جرم کے مجرموں کو ایسی عبرتناک سزا دے جو دوسروں کیلئے سامان عبرت ثابت ہو۔ "کتاب" و "میزان" کی ہدایت کے پہلو بہ پہلو مادی قوت کا حصول بھی اشد ضروری ہے جیسا کہ قرآن مجید میں باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس
بالقسط وانزلنا الحدید فیہ باس شدید و منافع للناس (۶)

"ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب نازل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اور میزان بھی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا پیدا کیا۔ اس میں خطرہ بھی شدید ہے اور لوگوں کے فائدے بھی (بہت) ہیں۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ اپنی شہرہ آفاق کتاب السیاستہ الشرعیتہ میں کتاب اللہ سے روگردانی کروالے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "جو شخص کتاب اللہ سے روگردانی کرے گا اس کو تلوار سے سیدھا کیا جائے گا۔ اسی لئے اقامت دین کا انحصار مصحف (قرآنی) اور تلوار دونوں پر ہے" حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

امرنا رسول اللہ -- صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -- ان نضرب بهذا من عدل عن هذا (۷)

"رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم --- نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس تلوار کے ذریعہ اس شخص (کی گردان) مار دیں جو اس (مصحف) سے روگردانی کرے۔"

۵۔ فریضہ جہاد

آخر میں فریضہ جہاد آتا ہے جو اسلام کی دعوت کی نصرت و حمایت' ارض اسلام کے دفاع اور پیغام اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے فرض کیا گیا ہے تاکہ دنیا سے فتنہ کفر مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب و سربلند ہو جائے۔ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبته من النفاق (۸)

"جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ نہ اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کا خیال آیا وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا"

کیا حکومت و اقتدار کے بغیر یہ ممکن ہے کہ اس فریضہ جہاد کو پورا کیا جا سکے؟ تربیت کے ذریعہ امت کو اس کیلئے تیار کیا جا سکے؟ مقدور بھر عسکری قوت کو فراہم کیا جا سکے؟ افراد عسکری' علمی اور اقتصادی شعبوں میں عدل و قسط کے ساتھ اس طرح تقسیم کیا جا سکے مصلحت عامہ کیلئے مفید ہو اور بوقت ضرورت لوگوں کو جہاد کے لئے کھینچ کر لایا جا سکے --- جسے آج کل کی زبان میں "لام بندی کہا جاتا ہے؟" بہت سے دوسرے کام بھی ایسے ہیں جن کی تکمیل ایک ذمہ دار اور جوابدہ حکومت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اس ضمن میں پروردگار عالم کا درج ذیل حکم ہمارے علم میں آتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وما کان المومنون لینفروا کافتہ فلولا نفر من کل فرقتہ منھم طائفتہ لیتفقھوا فی الدین (۹)

"اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے۔"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین امنوا خذوا حذرکم
فانفروا ثبات او انفروا جمیعا (۱۰)

"اے ایمان والو' جہاد کے لئے ہتھیار حاصل کرو۔ پھر یا تو جماعت جماعت ہو کر نکلو یا اکٹھے ہو کر"

واعدو لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ و عدوکم (۱۱)

"اور جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے تیار رکھو تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کر دو۔"

مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض (۱۲)

"(اے ایمان والو!) تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تمہیں اللہ کی راہ میں نکلنے کیلئے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے۔"

۲۔ مصادر اسلام سے استفادہ

ا۔ کتاب و سنت سے استفادہ

اسلامی نظام کی دوسری بنیادی شرط یہ ہے کہ ہم اس کے عناصر ترکیبی سے استفادہ کریں اور اسلامی نظام کے یہ عناصر ترکیبی ہیں اسلام کے صاف و شفاف ماخذ و مصادر --- اللہ تعالیٰ کی کتاب ہدایت قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابتہ --- اس اسلام سے روشنی حاصل کریں جو ہر طرح کی آمیزش سے پاک ہے' جو اپنے اصل خدوخال کے ساتھ آج بھی ہمارے پاس موجود ہے اور ہر طرح کے حک و اضافہ اور ترامیم و تحریفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے محفوظ و مصئون ہے جو مختلف ادوار میں آسمانی کتابوں میں ہوتی رہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسوب کر دیا گیا۔

ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم پھر سے خالص اسلام کی طرف رجوع کریں--- اس اسلام کی طرف رجوع جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے' جس کی طرف اس کے پیغمبر برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو دعوت دی اور جس طرح صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام نے اسے سمجھا' ہم بھی اسی طرح اس پر عمل کریں---- اس اسلام کو اپنا رہنما بنائیں جو کوتاہ بینوں کی تنگ بینی اور آزاد خیالوں کی آزاد خیالی سے بہت دور ہے --- اسلام جو غالیوں اور انتہا پسندوں کے غلو اور کٹر پنتی کرنے والوں کی کٹر پنتی سے بالا ہے۔

کوئی نظام خواہ کتنا ہی اعلیٰ و اشرف کیوں نہ ہو' وہ اپنے آپ کو اس وقت تک اسلام کی طرف منسوب کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا جب تک اس کا سرچشمہ و منبع اسلام نہ ہوں۔ اگر انسانی مسئلہ کا کوئی حل مارکسیت' مادیت' جمہوریت' سرمایہ داری نظام' آزادی خیالی جیسے انسان کے خود ساختہ مذاہب اور خود تراشیدہ فلسفوں کا خوشہ چین ہے تو وہ اسلام کے پیش کردہ حل کے ساتھ کوئی واسطہ اور تعلق نہیں رکھتا ہے۔

لہذا حقیقی اسلامی نظام یہ ہے کہ تمام رسوم و روایات اور تمام قوانین و ضوابط اسلام کے احکام کے تابع ہوں۔ وہ اسلامی نظام نہیں ہے جو اسلام کے احکام کو رسوم و روایات اور رائج الوقت اصول و قوانین کے سامنے سرنگوں کردے کیونکہ اسلام سربلند و غالب ہونے کیلئے آیا ہے نہ کہ باطل نظام ہائے زندگی کی چاکری کرنے کیلئے۔ وہ انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے لیکن خود کسی کی رہنمائی کی خوشہ چینی کا روادار نہیں ہے۔ وہ تمام انسانیت کا ملجاء و ماویٰ ہے لیکن خود کسی کا محتاج ونیازمند نہیں ہے۔ ساری دکھی انسانیت اپنے دکھوں کے مداوا کیلئے اسلام کی چوکھٹ پر جبہہ سائی پر مجبور ہے لیکن وہ کسی کی دریوزہ گری نہیں کرتا کیونکہ وہ کلمتہ اللہ ہے اور "کلمتہ اللہ" غالب و سربلند ہوتا ہے۔

اسلامی نظام وہ ہے جو صرف اور صرف اسلام ہی کو سرچشمہ الہام اور محور اطاعت سمجھتا ہو---- سرچشمہ الہام فکری معاملات میں اور مرکز اطاعت عملی امور ہیں۔

فرض کریں کہ روئے زمین کے تمام نظام ہائے اسی ایک ...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس اسی دنیا کی زندگی ہے اور اس کے بعد آخرت کی زندگی محض ایک واہمہ ہے' لیکن اسلام کا دعویٰ اس کے برعکس یہ ہو کہ انسان ایک ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے جو اس دنیاوی زندگی کے بعد آنے والی اخروی زندگی ہے' تو بتایئے کہ اسلام کس نقطہ نظر کو اپنائے گا؟ اسلام کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک غیر اسلامی نظریہ اور غیر اسلامی فکر کو اختیار کرلے۔ اس کے برعکس اسلام اپنا ایک علیحدہ فلسفہ تشکیل دیتا ہے اور ایک منفرد طرز حیات وضع کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مخصوص تربیتی' ثقافتی اور تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھے اور اپنے تمام امور کی عمارت اس فکر پر تعمیر کرے۔

بالفرض کرہ ارض کے تمام خود ساختہ قوانین یہ باور کرانے کی کوشش کریں کہ شراب نوشی کے فوائد اس کے نقصانات سے کہیں زیادہ ہیں اور انسانی ترقی و پیش رفت کیلئے شراب نوشی ناگزیر ہے اور اس کے برعکس اسلام کا دعویٰ یہ ہو کہ شراب نوشی ایک ناپاک شیطانی فعل ہے اور اس کا گناہ اس کے نفع سے کہیں زیادہ ہے اور یہ ام الخبائث ہے' تو اسلامی نظام وہ ہوگا جو احکام الٰہی اور اسلام کے فیصلوں کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کردے اور شراب نوشی کی دکانوں پر تالے ڈالوا دے۔ یاد رہے کہ شراب پینا' اس کو کشید کرنا' اس کو درآمد کرنا' اس کی خرید و فروخت کرنا اور اس کے حصول اور فراہمی میں تعاون و اشتراک کرنا' سب کام تحریم شراب کے زمرہ میں آتے ہیں۔

اسی طرح جب اسلام یہ کہتا ہے کہ سود کو مباح کرنا اللہ تعالیٰ اور اسکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف ہے' تو اسلامی نظام کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں وہ سود سے حاصل ہونے والے فوائد کا سد باب کرے اور سرمایہ داری پر مبنی بنکوں کی جگہ' جن کو سود کی خباثت نے ناپاک و نجس بنا دیا ہے' اسلامی بنکوں کے قیام کے لئے تمام فنی اور مادی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔

اسلام کی نظر میں تمام انسان دانتوں کی طرح ہیں۔ اگر انہیں ایک دوسرے پر کوئی فضیلت و بزرگی حاصل ہے تو اس کی بنیاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ ہے۔ اسلام میں اس ظلم کی قطعی کوئی گنجائش نہیں کہ بعض مخصوص طبقوں کو دوسرے لوگوں پر خصوصی بالادستی حاصل ہو یا بعض طبقوں کو دوسرے طبقوں پر جبر و تشدد کی کھلی چھٹی ہو۔ چنانچہ حقیقی اسلامی نظام وہ نظام ہے جو اپنے اجتماعی اور سیاسی نظام کو اس مساوات کی بنیاد پر قائم کرتا ہے جس میں نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی ایک فرد کو دوسرے فرد پر' نہ کسی ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر اور نہ کسی ایک خاندان کو کسی دوسرے خاندان پر کوئی امتیازی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس سب افراد فرائض کی بجا آوری پر انعام و اکرام اور جرم و گناہ پر سزا و عتاب میں برابر ہوتے ہیں حتیٰ کہ خود صدر مملکت بھی انہی فرائض کی انجام دہی کا مکلف ہوتا ہے جن کی انجام دہی کا مکلف ایک عام فرد ریاست ہوتا ہے بلکہ صدر مملکت کی ذمہ داری دوسرے افراد کی نسبت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ امت کی طرف سے اس کے کندھوں پر ایک ایسی امانت کا بوجھ ہوتا ہے جس کے بارے میں وہ جوابدہ ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو فرمایا کہ "میں تمہیں میں سے ایک فرد ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری نسبت مجھ پر زیادہ بوجھ ڈال دیا ہے۔" رئیس مملکت بھی اسی طرح شرعی احکام اور عدالتی فیصلوں کے سامنے اپنا سر جھکا دیتا ہے اور اس سے بھی اسی طرح ثبوت طلب کیا جاتا ہے جس طرح ساری رعایا قانون کی پابند ہے' حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دیوانی مقدمہ میں امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قاضی شریح کے روبرو ایک نصرانی کے ساتھ مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ جب وہ اپنے حق میں شہادت پیش کرنے سے عاجز و قاصر رہتے ہیں تو قاضی شریح ان کے خلاف نصرانی کے حق میں فیصلہ دے دیتے ہیں حالانکہ قاضی کو ذاتی طور پر پختہ یقین تھا کہ حضرت علیؓ سچے ہیں جیسا کہ بعد میں نصرانی نے خود اس بات کا اعتراف کیا اور وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ لیکن یہ اسلامی عدالت و مساوات تھی جسے خلیفہ وقت اور ایک غیر مسلم فرد ریاست کے درمیان برقرار رکھا گیا۔

اسلام نے اہل ثروت اور فقراء کے درمیان اجتماعی ذمہ داری اور اجتماعی کفالت کو واجب قرار دیا ہے۔ اہل ثروت پر ------ ان کے مال میں کم از کم حد تک ------ زکواۃ فرض کی ہے' ان لوگوں سے بیزاری و لاتعلقی کا اظہار کیا ہے جو خود تو شکم سیر ہو کر سوتے ہیں لیکن ان کا ہمسایہ رات بھر بھوکا رہتا ہے' جو بڑی بڑی حویلیوں کے مالک ہیں لیکن ان میں ایک آدمی بھوکا رہتا ہے۔ اور یتامیٰ' مساکین اور مسافروں کی طرح کمزور طبقوں کے لئے مال فے میں سے ایک بڑا حصہ مقرر کیا ہے **کی لا یکون دولتہ بین الا غنیاء منکم** (۱۴)(تاکہ دولت تم میں سے مالدار لوگوں کے پاس ہی محدود ہو کر نہ رہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا ئے)۔ لہٰذا اسلامی نظام ہی وہ نظام ہے جو اقتصادی و اجتماعی سیاست کو واضح اسلامی ستون پر قائم کرتا ہے اور یہ ستون فقراور بھوک کے خلاف جنگ اور حکومت کی قوت اقتدار کے ذریعہ باہمی کفالت کی فرضیت ہے جس کا پہلا جزو زکواۃ کی وصولی اور دولت کی تقسیم ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ صاحب وسائل لوگ' حکام اور زکواۃ کا حساب و کتاب رکھنے والا عملہ خود ہی زکواۃ کا معتدبہ حصہ ہڑپ کر جائیں' کمزور و حاجت مند محروم رہ جائیں اور ہٹے کٹے صحت مند افراد اس کو ہتھیا لیں۔ حقیقی اسلامی نظام وہ نظام ہے جو لوگوں کو فقرا کی سطح سے بلند کرنے کی پوری پوری جدوجہد کرتا ہے اور اہل دولت لوگوں کی سرکشی کے آگے بند باندھتا ہے۔

اسلام کے نزدیک تمام مسلمان ایک امت واحدہ ہیں اور تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ اسلامی رشتہ قومی اور وطنی رشتوں سے فائق ہے بلکہ یہ رشتہ نسلی والدین' بیٹوں اور بھائیوں کے خونی رشتہ سے بھی زیادہ مضبوط اور پائیدار ہے۔ بنا بریں اسلامی نظام درحقیقت وہ نظام ہے جو اپنی عملی سیاست کو امت مسلمہ کے ساتھ تعلق و رشتہ اور اعدائے اسلام کے ساتھ دشمنی پر قائم کرتا ہے اور اسلامی وحدت کی از سرنو تشکیل اور اسلامی خلافت کے قیام کے لئے مخلصانہ جہد پیہم کرتا ہے۔

اسلام حکم دیتا ہے:

السارق و السارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم (۱۴)

"چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا۔ اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ دانا و بینا ہے۔"

لہٰذا اسلامی نظام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ سمع و اطاعت کے حکم ربانی پر عمل کرتے ہوئے اپنے پروردگار کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے' اپنی سمجھ' فکر' قانون اور فیصلہ کی بنیاد اللہ جل شانہ کے حکم پر رکھتا ہے جس سے بڑھ کر کسی منصفانہ حکم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور جس سے زیادہ رحیمانہ اور انسانی مصالح سے قریب تر کسی حکم کا سراغ نہیں مل سکتا۔ چنانچہ وہ ایک یا اثر چور پر بھی اللہ تعالیٰ کی حد اسی طرح نافذ کرتا ہے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کسی معمولی حیثیت کے چور پر حد نافذ کرتا ہے اور اس مشہور حدیث نبویؐ کے مطابق عمل کرتا ہے۔

وایم اللہ لو سرقت فاطمۃ بنت محمد لقطعت یدھا

"خدا کی قسم، اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا"

ایک مرد جب یہ محسوس کرنے لگے کہ اس کا اپنی بیوی کے ساتھ نباہ ممکن نہیں رہا اور ان کے ایک دوسرے کے قریب آنے اور اصلاح احوال کی کوئی امید باقی نہیں رہی تو ایسی صورت میں اسلام نے مرد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔ لہٰذا اس عائلی نزاع کا حقیقی حل یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی شریعت کا مطیع و منقاد بن کر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال قرار دیا ہے ان کو حلال سمجھے اور جن چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے ان کو حرام جانے اور ان سے اجتناب کرے اور ان بہتان تراشوں کی طعن و تشنیع اور افترا پردازوں کے جھوٹے پروپیگنڈا پر کان نہ دھرے جو اسلامی معاشرہ کے قلب میں مسیحی قوانین کی پیوند کاری کے خواہشمند ہیں۔

اسلام نے ایک مسلمان مرد کے لئے بعض وجوہات و حالات کے تحت، جن کا فیصلہ کرنا اس کا اپنا کام ہے، چند شروط اور حدود کے ساتھ ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا مباح قرار دیا ہے۔ اب اسلامی نظام کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں کوئی ترمیم یا حذف و اضافہ تجویز کرے اور نہ اس کے لئے یہی جائز ہے کہ وہ دولت ایمان سے تہی دامن لوگوں کا ہمرکاب ہو جائے، جاہل لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرنے لگے اور ان چیزوں کو حرام ٹھہرا دے جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔

انھم لن یغنوا عنک من اللہ شیئا و ان الظلمین بعضھم اولیاء بعض۔ واللہ ولی المتقین ھذا بصائر للناس وھدی و رحمۃ لقوم یوقنون (۱۵)

"یہ خدا کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے اور ظالم ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔ یہ لوگوں کے لئے دانائی کی باتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔"

وہ نظام قطعی طور پر اسلامی نظام کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو شراب کو مباح قرار دیتا ہو اور سیرو حیات کی ترویج کے بہانے اور غیر ملکی حکام کی نام نہاد ضرورت کی خاطر شراب کی دوکانیں سجاتا ہو۔ اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو مشرکین کے لئے مسجد حرام میں داخل ہونے کی اجازت دینا حرام قرار دیا ہے اگرچہ ان کے مسجد حرام میں داخل ہونے کے ساتھ مسلمانوں کے کتنے ہی اقتصادی مفادات وابستہ ہوں۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عقیدہ و نظریہ اور ان کے طرز زندگی کے تحفظ کی خاطر ان حقیرمالی فوائد و منافع کو ان الفاظ کے ساتھ ٹھکرا دیا ہے:

یا یھا الذین امنوا انما المشرکون نجس ولا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء ان اللہ علیم حکیم (۱۲)

"اے ایمان والو' بیشک مشرکین پلید ہیں پس اس سال کے بعد وہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) کے پاس نہ جانے پائیں اور اگر تم کو مفلسی کا خوف ہے تو اللہ چاہے گا تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا' بیشک خدا سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

وہ نظام بھی اسلامی نظام نہیں کہلا سکتا جو سود کو جائز و مباح قرار دیتا ہو اور سودی بنکوں کی اس دعویٰ کے ساتھ داغ بیل ڈالتا ہو کہ یہ جدید معیشت کے ستون ہیں جن سے کبھی بے نیازی اختیار نہیں کی جا سکتی حالانکہ سود کے بغیر معاشی زندگی کا قیام نہ صرف نظری طور پر ممکن ہے بلکہ غیر سودی معاشی زندگی عملاً" دنیا میں واقع ہے۔ آدمی جب عزم صمیم کر لیتا ہے تو نشان منزل خود بخود واضح ہوتا چلا جاتا ہے۔

اسلامی نظام اس چیز کا نام بھی نہیں ہے جو مسلمانوں کے باہمی تعلقات و روابط کو منقطع کرتی ہو' ابنائے اسلام اور اعدائے اسلام کو برابر سمجھتی ہو اور یہ دعویٰ رکھتی ہو کہ عصرجدید میں محض دین کی بنیاد پر استوار ہونے والے روابط خیر و صلاح کے موجب نہیں یا اس خیال خام میں مبتلا ہو کہ دینی روابط کی بات غیر مسلم گروہوں کو مشتعل کر دے گی۔ ایک مسلمان جس نے اسلام کو اپنا فرمانروا بنا لیا ہو اور اس کو ایک طرز حیات کے طور پر اختیار کر لیا ہو'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لاطائل دلائل کو قبول نہیں کر سکتا۔ دنیا میں کتنی ہی ریاستیں اور کتنے ہی بڑے بڑے بلاک لادینی عقائد و نظریات پر قائم ہیں۔ پھر صرف ایک دینی نظریہ ہی کیوں قابل مذمت ہے؟ آخر کس بنیاد پر اس کو ترک کر دیا جائے؟

اسلامی نظام ہرگز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی مقرر کردہ حدود اور ان کی خلاف ورزی پر متعین سزاؤں کو معرض تعطل میں نہیں ڈالتا۔ وہ چور کے ہاتھ کاٹتا ہے' سرعام زنا کاری اور شراب نوشی کرنے والے کو کوڑے لگاتا ہے' ایک قاتل متعمد سے قصاص لیتا ہے اور ان تمام حدود و تعزیرات کو نافذ کرتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حدود سے انحراف کرنے والوں کی اصلاح' شرپسند عناصر کی زجر و توبیخ اور اسلامی معاشرہ کو فساد اور جرم کے اسباب سے پاک کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔

اسلامی نظام نہ اسلام کے مسلم الثبوت افکار' اس کی ابدی و لازوال اقدار اور اس کے صحیح الثبوت اور صریح الدلالت تصورات سے پہلو تہی کرتا ہے اور نہ کسی منسوخ اور تغیر و تبدل سے لبریز شریعت یا غیر اسلامی ممالک سے درآمد کردہ تہذیب کے افکار و مناہج اور اصول و اقدار کے حضور اس طرح سجدہ ریز ہوتا ہے جس طرح ایک بندہ عبادت میں اپنے معبود حقیقی کے سامنے اپنا سر نیاز زمین پر رکھ دیتا ہے۔ جب کوئی نظام اسلامی نصوص اور شرعی قوائد سے تصادم کی راہ اختیار کرتا ہے تو وہ سرگرداں و حیراں ہو کر رہ جاتا ہے اور متشابہات کے پیچھے بھاگنے لگتا ہے۔ یہ متشابہات نہ بغض و کدورت کے مرض کا مداوا پیش کرتے ہیں اور نہ صراط مستقیم کی جانب رہنمائی ہی کرتے ہیں۔

عرب ممالک میں بعض جماعتیں عورتوں کے امور و معاملات کی ترقی و کامیابی کے لئے مصروف کار ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مردوں کے کچھ گروہ بعض ماڈرن اور فیشن پرست عورتوں کو متحرک کر رہے ہیں۔ یہ مرد اور عورتیں نکاح و طلاق کے معاملات میں غیر اسلامی قوانین کو اسلامی معاشرہ پر مسلط کرنا چاہتے ہیں اور اسلامی معاشرہ میں اس یورپی طرز کا نظام نکاح و طلاق غالب کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں جس نے نصرانیت کی شکل اختیار کر لی ہے' جو درحقیقت ایک دین نہیں بلکہ اباحیت (Licenciousness) پر مبنی ہے اور جس کے علمبردار جائز و محدود تعدد ازدواج کو حرام ٹھہرانا چاہتے ہیں تاکہ داشتاؤں کی ایک فوج ظفر موج کو اپنے شبستانوں کی زینت کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز قرار دے سکیں۔ نفسانی خواہشات کے یہ اسیر چاہتے ہیں کہ طلاق کو محدود و مقید کر دیں تاکہ آدمی اپنے ازدواجی تعلقات تو اپنی جائز و منکوحہ بیوی کے ساتھ استوار رکھے جس کو وہ پسند نہیں کرتا لیکن ایسی حرام عورتوں کو تلاش کرتا رہے جو اسے مرغوب و پسند ہوں۔ ان لوگوں کو نہ حرام کی کچھ فکر ہوتی ہے' نہ اس سے نفرت اور نہ اس پر ان کی غیرت مشتعل ہوتی ہے۔ ان کے سارے شور و غوغا کا مقصد وحید اسلامی ماحول میں یورپ کے زوال پذیر رسوم و رواج کی پیوند کاری کرنا ہے تاکہ وہ اپنے آقاؤں کو خوش کر سکیں یا اپنے نفس کی مخفی خواہشات کی تسکین کر سکیں۔

اسلامی معاشرہ ان در آمد شدہ اصول و نظریات کا سخت مخالف ہے اور ان کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے دین کے معاملہ میں بہت حریص واقع ہوا ہے --- خصوصاً نکاح و طلاق' نسب و میراث اور دوسرے عائلی معاملات کے متعلق اپنے پروردگار کی شریعت کے بارے میں تو بہت ہی فکر مند ہے' جو مسلم معاشرہ میں اب بھی عملاً" نافذ ہیں اور جن پر سالہا سال سے متواتر عمل ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام الناس اپنی ساری کوتاہیوں کے باوصف آج بھی ان معاملات میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے علمائے دین کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں اور ان ہی سے فتویٰ حاصل کرتے ہیں۔

جب مسلم معاشرہ کا ردعمل ان قوانین کے بارے میں' جو اس پر مسلط کرنے کے لئے باہر سے در آمد کئے جاتے ہیں' اس قدر سخت اور بے لچک ہے تو پھر مشنری استعمار کے شاگرد اس انکار و ثابت قدمی --- جیسا کہ ہم اسے نام دیتے ہیں --- یا اس جمود اور دقیانوسیت --- جیسا کہ وہ کہتے ہیں--- کے مقابلہ میں کس شغل بے کار میں مصروف ہیں۔

یہ لوگ ایسے افراد کی تلاش میں ہیں جو دین سے ظاہری نسبت تو ضرور رکھتے ہوں لیکن ان کے اذہان علم کی دولت سے محروم اور ان کے دل ایمان و یقین کی روشنی سے بے نور ہوں تاکہ وہ بعض "منحرف فتاویٰ" اور "متروک اقوال" ان سے چھین کر فضا میں اڑا دیں اور مختلف طبقوں کو اس وہم باطل میں مبتلا کر دیں کہ اگر ایک آدمی کچھ نئے قوانین و نظریات وضع کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔

کیا مغرب سے در آمد کردہ یہ نظام محض اس بنا پر سچا اسلامی نظام شمار کیا جا سکتا ہے کہ بعض مسلمان مردوں نے طلاق اور تعدد ازواج کے متعلق اپنے حقوق کو غلط طور پر استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، یہ رویہ کسی طرح بھی اسلامی نظام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا خواہ کتنے ہی عیار اور فریب خوردہ مفتی اس کو اسلام کیوں نہ قرار دے دیں۔

۲۔ غیر اسلامی ماخذ سے استفادہ

(ا) استفادہ کی حدود و شرائط

میں اسلامی معاشرہ پر سارے دروازے بند کر دینے، اسے یک و تنہا چھوڑ دینے اور دوسری تہذیبوں سے استفادہ کو حرام سمجھنے کی دعوت نہیں دے رہا ہوں۔ میں اس کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ اسلامی معاشرہ کی ایک خصوصیت ثبات اور لچک کا امتزاج ہے۔ اس معاشرہ میں فولاد کی صلابت اور سلسبیل کی ملامت و لطافت پائی جاتی ہے جیسا کہ شہرہ آفاق فلسفی شاعر علامہ اقبال علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم   رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ہر ممکن حد تک جدید مادی و عملی علوم سے اکتساب کریں تاکہ وہ ہمیشہ طاقتور قوموں کی صف اول کے عین مرکز میں جگہ پا سکیں اور جیسا کہ ہمارے علمائے حق نے ثابت کیا ہے کہ ان علوم کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ اسلامی جہاد کے فریضہ کی ادائیگی اور اسلامی قیادت و سیادت کی تکمیل صرف ان علوم میں مکمل دسترس اور برتری کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ علمائے اسلام اس بات پر بھی متفق ہیں کہ جس چیز کے بغیر کسی دینی فریضہ کی تکمیل ممکن نہ ہو، اس کا حصول واجب ہو جاتا ہے۔ تاہم موجودہ جدید علوم اسلامی تہذیب و تمدن کے زیر سایہ اور اسلامی علوم و فنون کی روشنی اور اسلامی نظام کی رہنمائی میں ہی منصہ شہود پر رونق افروز ہوئے تھے۔ پھر اس نور کی ایک کرن اس وقت مسیحی مغرب کی طرف منتقل ہوئی جب اسلامی مشرق پر خواب گراں طاری تھا۔ اہل مغرب نے اس کرن سے استفادہ کیا، اس کو پروان چڑھایا اور اس کے دائرہ کو سعت دی۔ لہٰذا اسلامی معاشرہ ان تیکنیکی علوم کے ثمرات کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے مغرب کی طرف رجوع کرتا ہے تو دراصل اپنے ہی اثاثہ و سرمایہ اور اپنی ہی متاع گم گشتہ کی بازیابی کے لئے کوشاں ہوتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں کہ وہ دوسری قوموں کے کسی جزوی نظام کو اخذ کریں جسے امت کے اصحاب رائے اور اہل حل و عقد ان کے معاشرہ کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفید' ان کی طبائع کے لئے ساز گار اور ان کی تہذیب کے لئے ممد و معاون سمجھیں۔ مثلاً اس ضمن میں ریل اور ٹریفک کا نظام' تقسیم ڈاک کا نظام' شہروں کی منصوبہ بندی' افواج کی تنظیم و تربیت کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ اس علمی اکتساب و اقتباس کے لئے صرف ایک ہی شرط ہے اور وہ یہ کہ غیر اسلامی تہذیب سے جو کچھ اخذ کیا جائے وہ اسلام کی کسی نص ثابتہ اور کسی شرعی قاعدہ و اصول سے متصادم نہ ہو۔ اصحاب حل و عقد کی ذمہ داری ہے کہ وہ غیراسلامی نظامہائے زندگی سے جو اکتساب کریں' اس کی تشکیل جدید کریں یہاں تک کہ اس کے اندر صحیح اسلامی قانون سے مطابقت پیدا ہو جائے۔

(ب) بدعت کا غلط مفہوم

میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ متشدد مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو کسی ایسے قانون یا جزئی نظام کو اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں جو اسلام میں موجود نہ ہو۔ اس بارے میں انہیں کچھ شبہات لاحق ہو گئے ہیں جن کا تذکرہ وہ بعض دلائل اور اسانید کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ مثلاً وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں: **من احدث من امرنا ما لیس منہ فھورد** (17) یعنی "جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز پیدا کی جس کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو' تو وہ قابل قبول نہیں ہوگی۔"

یہ لوگ اس حدیث میں وارد الفاظ "**امرنا**" کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ یہاں "**امر**" سے مراد عقاید' عبادات اور فرائض و واجبات سے متعلق امر دین ہے۔ لہٰذا یہ امر توقیفی ہے جس میں کہیں سے کوئی چیز مستعار لینے کی گنجائش نہیں کیونکہ بدعت ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے اخذ نہیں کیا جاتا مگر یہ دین میں ایک ایسا قانون بن جاتی ہے جس کو اللہ واحدہ کی طرف سے کوئی سند اور اذن حاصل نہیں ہوتا۔ بہت سی روایات اس حقیقت کی صراحت کرتی ہیں۔ چنانچہ ایک روایت کے الفاظ ہیں "**من احدث فی دیننا**" یعنی جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز پیدا کی"

جہاں تک امور دنیا اور افراد ریاست اور حاکم و رعایا کے مابین معاملات کا تعلق ہے ان میں اصل بنیاد اباحت ہے بشرطیکہ شارع علیہ السلام نے کسی صریح اور مسلم الثبوت نص کی بنیاد پر کسی چیز کی ممانعت نہ کر دی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے اولوالامر کے سامنے سیاست شرعیہ کا باب بہت وسیع ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ مسلمان اسوہ رسولؐ اور تعامل صحابہ و خلفائے راشدینؓ کی روشنی میں اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ سیاست شرعیہ میں ہر وہ امر شامل ہے جو معاشرہ کو صلاح و فلاح کے قریب لے جاتا ہو۔ لہٰذا اہم ترین چیز یہ ہے کہ اسے کسی نص سے متصادم نہیں ہونا چاہیے۔ ابن عقیل کا قول اسی پر ہے اور حافظ ابن قیم نے اسے ثابت کیا ہے۔ دونوں بزرگ اس بات کے قائل ہیں کہ سیاست وہ ہے جو شریعت کے خلاف نہیں اور سیاست صرف وہ نہیں جس کا ذکر شریعت کرے۔(۱۸)

سیاست شرعیہ کے وسیع افق کو سمجھنے میں ہم امامین ابن عقیلؒ اور حافظ ابن قیمؒ کے ہم نوا ہیں اور ہم اس فریق کے ہمقدم نہیں جو سخت متشدد اور تنگ نظر ہے۔

اسلامی نظام اس نظام کا نام ہے جو اسلام کے نصوص و قواعد سے ہی اپنے اصول و قوانین وضع کرتا ہے اور اپنے ہی متعین کردہ طریقہ کے مطابق مختلف حالات و ظروف کے لئے استنباط احکام کرتا ہے، جس کی جزئیات کی کوئی حد نہیں ہے حتیٰ کہ بے شمار دنیوی امور ایسے ہیں جن کے بارے میں نہ قرآن و سنت کی کوئی نص موجود ہے اور نہ اجماع و قیاس کا کوئی نشان ملتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ وہ امور ہیں جن کے بارے میں اسلام نے گفتگو نہیں کی ہے تاکہ اہل علم جو امت مسلمہ میں منصب اجتہاد پر فائز ہوں خود ان کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر متعین کریں اور ان باتوں کو اختیار کرلیں جو مصالح امت کا موجب ہوں اور نقصان و ضرر کا سد باب کرتی ہوں۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ یہ جزوی امور جو غیر مسلموں سے اخذ کئے جاتے ہیں، اسلامی نظام ہی کا ایک جزو شمار ہوتے ہیں کیونکہ ان کو ہم اسلام کے مطابق، اس کے متعین کردہ طریقہ پر اور اس کی اذن و سند کے ساتھ اور ان قواعد کے مطابق اخذ کرتے ہیں جو اسلام نے شرعی احکام کے استنباط کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان جزئیات میں واقعاتی اور قانونی کوئی نص موجود نہیں ہوتی۔

ہمارے لئے یہ بات بھی موجب ضرر نہیں کہ یہ جزو بذاتہ کسی غیر اسلامی نظام سے ماخوذ ہے کیونکہ وہ اسلامی نظام کے اندر اس انداز سے ضم ہو جاتا ہے کہ اس کا اپنا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کے تابع ہو کر اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔

(ج) اسلامی نظام میں اجتہاد کا مقام

لہٰذا کسی شخص کے دل میں یہ بے جا گمان پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ ہم لوگوں کو جمود کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف دعوت دے رہے ہیں، تقلید جامد کے حامی ہیں اور ان سب لوگوں پر اجتہاد کے دروازے بند کر دینا چاہتے ہیں جو اس کی کماحقہ اہلیت رکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ لاریب اسلامی نظام عصر جدید کی مشکلات کو آسان بنانا چاہتا ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب اجتہاد کے دروازے ہر اس آدمی پر کھول دیئے جائیں جو اس پر قادر ہو اور ایسے ماہر مجتہدین دستیاب ہو جائیں جو نصوص شرعیہ اور ان کے مقاصد اور اصول و قواعد کا بہترین فہم و ادراک رکھتے ہوں، قدیم علماء کی آراء کے ساتھ تعصب اور جدید فکر کی غلامی سے آزاد ہو کر ان اصولوں پر جدید حالات کی تطبیق کر سکتے ہوں۔ (۱۹)

ہماری اسلامی شریعت بڑی زرخیز ہے اور اصول و مبادی اور افکار و اجتہادات سے مالا مال ہے۔ امت مسلمہ ایک ایسے عظیم اور قابل قدر فقہی سرمایہ کی مالک ہے جو روئے زمین پر کسی امت اور قوم کے پاس موجود نہیں ہے۔ غیر مسلم مصنفین کی ایک اچھی خاصی تعداد بھی اس ناقابل تردید حقیقت کو تسلیم کرتی ہے اور اس کی شہادت دیتی ہے۔ بیشک خالق کائنات جس کی ذات اقدس ہر شے سے زیادہ اکمل و کامل ہے اپنی بے مثال صنعت و کاریگری کے بارے میں کسی مخلوق کی محتاج نہیں۔ ہم یہ بات نہایت نرم انداز میں اور مخالفین کو پوری رعایت دیتے ہوئے کہتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے یہ ایک تنبیہ ہے جو لادین مغربی آقاؤں سے درآمد شدہ چیز سے کم کسی چیز پر قناعت نہیں کرتے۔ فی الحقیقت ہماری شریعت سب سے زیادہ کامل اور مضبوط ہے اور ان تمام شہادتوں سے بے نیاز اور بالاتر ہے جو ان اہل قلم نے پیش کی ہیں جو اس کے پیروکار نہیں ہیں۔ اس کے باوجود ہم اس شریعت کاملہ اور عظیم الشان فقہی سرمایہ سے استفادہ صرف اور صرف ایک ماہرانہ اور بے لاگ اجتہاد کے ذریعہ ہی کر سکتے ہیں اور یہ اجتہاد اس وقت بار آور ثابت ہو سکتا ہے جبکہ وہ جماعتی بنیاد پر قائم ہو نہ کہ انفرادی بنیاد پر۔ صرف یہ اجتماعی اجتہاد ہی دور جدید کے مسائل و مشکلات کے مقابلہ میں اسلام کے صحیح خدوخال اور اسلامی فکر کے نقطہ نظر کو واضح کر سکتا ہے۔۔۔۔ اجتہاد جو ایسے علمی مباحث کے نتیجہ میں وجود میں آئے جو حکومت کے ہر طرح کے اثر و رسوخ اور نفوذ سے پاک ہو اور جس پر عالم اسلامی کے وہ تمام مخلص علماء جمع ہو چکے ہوں جو اجتہاد کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس نوع کا اجتہاد جن فیصلوں پر پہنچے گا اور اس کی بحث و تمحیص کے جو نتائج برآمد ہوں گے، وہی امت کی یک جہتی اور وحدت کی ضمانت ہو سکتے ہیں۔ یہ اجتہاد اپنے مرتبہ و مقام کے لحاظ سے اسلام کے قرون اولی میں منعقد ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے اجماع امت کے مشابہ یا قریب ہو گا۔

(د) غیر اسلامی نظریات اور متشابہات

یہی اسلامی نظام کا مفہوم ہے۔ لیکن اگر اباحیت' اشتراکیت اور مسیحیت جیسا کوئی نظام ادھر ادھر سے درآمد کر لیا جائے اور پھر اسلامی نصوص کو کان سے پکڑ کر اور زبردستی گھسیٹ کر جدید حالات و مسائل کی حمایت میں استعمال کر لیا جائے اور اس پر شریعت کا خوبصورت لیبل چسپاں کر دیا جائے یا ان صحیح نصوص کو جن کو علمائے امت میں سند قبولیت حاصل ہے ترک کر دیا جائے اور ضعیف السند اور مشکوک الثبوت نصوص کے پیچھے بھاگا جائے یا صریح الدلالت محکم نصوص کو پس پشت ڈال دیا جائے اور متشابہات پر اعتماد کر لیا جائے جن کے معنی و مقصود کے بارے میں کئی کئی احتمالات کی گنجائش پائی جاتی ہو اور جن کا سہارا صرف وہی لوگ لیتے ہیں جن کے دلوں میں کجی پائی جاتی ہے (۲) یا صریح و صحیح نصوص کو بلا دلیل و حجت محض اس دعویٰ کی بنیاد پر نظر انداز کر دیا جائے کہ ہم نصوص کے صرف الفاظ کو لے کر نہیں بیٹھ جاتے اور ہم اسلام کی روح کو تباہ اور مسخ نہیں کرتے تو میں کہوں گا کہ یہ مستعار نظام سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن اسلامی نظام نہیں ہو سکتا۔ یہ تو اسلام کے خلاف ایک دام تزویر ہے' اس کی اہانت اور اس کے مقدس نام کی ہلاکت ہے۔ بدیں وجہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس نوع کے ہر نظام کے ساتھ اسلام کے نام کا استعمال قطعاً" ترک کر دیں۔

۳۔ ایک ناقابل تجزیہ مکمل نظام

اسلامی نظام کی تیسری بنیاد اور شرط یہ ہے کہ ہم انسانی زندگی کو درپیش مشکلات کو دور کرنے کے لئے بلاکم و کاست مکمل اسلامی نظام کو اختیار کریں کیونکہ یہ نظام ایک مکمل نظام ہے جس کے مختلف اجزاء باہم دگر مربوط ہیں۔ یہ اجزاء اضافی پرزوں (Spare Parts) سے مشابہ ہیں جن کو اگر ایسی مشینری میں نصب کر دیا جائے جس کے لئے وہ مناسب نہ ہوں خواہ اپنی ذات میں وہ کتنے ہی عمدہ کیوں نہ ہوں' تو وہ نہ کوئی پیداوار دیں گے اور نہ اس مشینری کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں گے کیونکہ مشینری کے دوسرے پرزوں کے ساتھ وہ کوئی مطابقت اور ہم آہنگی نہیں رکھتے ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ا) اسلامی احکام کی ہمہ گیر اطاعت

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اس بات کی سخت مذمت اور ممانعت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض احکام پر تو عمل کیا جائے اور دوسرے احکام کو چھوڑ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اسی طرز عمل پر شدید زجرد توبیخ کی ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب انجیل مقدس کی بعض تعلیمات کو تو نافذ کر رکھا تھا اور دوسری اتنی ہی اہم تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مذموم اور پست ذہنیت کی مذمت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیاۃ الدنیا ویوم القیامتہ یردون الی اشد العذاب۔ وما اللہ بغافل عما تعملون (۲۱)

"تو کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے کے ساتھ کفر کرتے ہو' پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔"

اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے متعلق فرماتا ہے۔

وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک فان تولوا فاعلم انما یرید اللہ ان یصیبھم ببعض ذنوبھم وان کثیرا من الناس لفاسقون۔ افحکم الجاھلیتہ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون (۲۲)

"پس (اے محمد) تم اللہ کے نازل کرد قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو' ہوشیار رہو کہ لوگ تم کو فتنہ میں ڈال کر اس ہدایت سے ذرہ برابر منحرف نہ کرنے پائیں' جو خدا نے تمہاری طرف نازل کی ہے۔ پھر اگر یہ اس سے مونہہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں ان کو مبتلائے مصیبت کرنے کا ارادہ کر ہی لیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر فاسق ہیں (اگر یہ خدا کے قانون سے منہ موڑتے ہیں) تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

(ب) اسلام یا جاہلیت

پس فیصلہ کی دو ہی قسمیں ہیں۔ (۱) اللہ کا فیصلہ اور (۲) جاہلیت کا فیصلہ۔ کسی بھی ایسے فیصلہ میں صفت جاہلیت کی نفی نہیں کی جا سکتی جس میں فرمانروائے کائنات اللہ تعالیٰ کے کچھ احکام کی تو پابندی کی گئی ہو اور دوسرے احکام کو پس پشت ڈال دیا گیا ہو۔ بہت شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ جاہلیت میں ---- قدیم ہو یا جدید ------ بعض ایسی چیزیں نہ پائی جاتی ہوں جو بعض امور میں اللہ تعالیٰ کے بعض احکام سے مطابقت و موافقت رکھتی ہوں۔ لہٰذا جو لوگ ازدواجی زندگی میں اسلامی نظام کی پابندی کرتے ہیں اور طلاق و خلع کے معاملات میں اس کی پابندی نہیں کرتے' جو لوگ احتکار اور اونچ نیچ کے امتیازات کو مٹانے کے لئے اسلامی نظام کو قبول کر لیتے ہیں لیکن حلال ملکیت کے احترام' سود کی حرمت' زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ میں اس کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے' جو لوگ ملکیت و میراث میں اسلامی نظام کو قبول کرتے ہیں لیکن حصول دولت کے وسائل و ذرائع اور صرف دولت کی مدات و مصارف اور رشتہ داروں' مسکینوں' مسافروں اور معاشرہ کے حاجت مندوں کے حقوق' جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں مقرر و واجب کر دیا ہے' کے معاملہ میں اسلامی نظام کو قبول نہیں کرتے' جو عیش و عشرت اور اسراف و تبذیر کے خلاف جنگ کرنے اور جزوی اجتماعی مساوات کے قیام کے لئے تو اسلامی نظام کو سینہ سے لگاتے ہیں لیکن نہ شعائر اللہ کی تعظیم کرتے ہیں اور نہ اس کے قوانین کو نافذ کرتے ہیں' نہ حدود اللہ کو قائم کرتے ہیں' نہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور نہ برائیوں سے روکتے ہیں' جو لوگ اقامت صلوٰۃ میں تو اسے شرف قبولیت بخشتے ہیں لیکن نظام تعلیم و تربیت' نظام ثقافت اور انداز تفریح' اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر قائم کرنے کے لئے اسلامی نظام کو قبول نہیں کرتے --- ایسے تمام لوگ اس اسلام برحق سے کوسوں دور ہیں جس کے سوا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی نظام قابل قبول نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہیں اور دوسرے حصہ کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کرتے ہیں حالانکہ رب العزت کا ارشاد یہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يا ايها الذين امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ(۲۳)

"اے ایمان والو' اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ"

لہٰذا ہم اسلامی نظام کی حقیقت کے بارے میں واضح کر چکے ہیں کہ اس سے وہ نظام عبارت ہے جو ایک مسلم معاشرے کے قیام کی طرف' اس کے تمام عناصر ترکیبی اور خصائص کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہے اور اس کے کسی بھی اساسی عنصر اور خصوصیت کو ناقابل عمل سمجھ کر نظر انداز نہیں کرتا۔

(ج) اسلام ---- ایک وحدت

پورے اسلام کی پابندی --- اس کے لوازمات و تصورات' شعائر و عبادات' افکار و احساسات' اخلاق و فضائل' آداب و اطوار' رسوم و رواج' نظم و ضبط اور قوانین سب کی پابندی ---- کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے کیونکہ نصوص دینیہ خود اس کو لازمی اور واجب قرار دیتی ہیں' جیسا کہ قرآن مجید کی آیات محکمات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی نظام کی فطرت اس کو ایک اکائی ٹھہراتی ہے جو کسی تجزیہ اور تقسیم کو قبول نہیں کرتی۔

خود انسانی زندگی اس قدر مربوط ہے کہ اس کے اجزاء و اطراف میں خط فصل کھینچنا ناممکن ہے۔ چنانچہ بعض اجزاء دوسرے اجزاء پر بڑی حد تک اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے کسی جزو کی اصلاح اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ایک مکمل نظام اسے اس اعتبار سے نہیں دیکھتا کہ سب اجزا ایک اکائی ہیں جس میں مختلف اجزاء اپنی کوئی علیحدہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی راستہ اور لائحہ عمل اسلام کا راستہ ہے جو امور مملکت اور امور دین کو' معیشت اور اخلاق کو اور قانونی اور شخصی احکام کو علیحدہ علیحدہ دائروں میں تقسیم نہیں کرتا۔

وہ نظر جو اقتصاد و معیشت تک محدود ہے اور انسانی زندگی کے بے شمار دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کر دیتی ہے کوتاہ بین اور غلط کیش ہے۔

(د) معیشت اور سیرت و کردار

معیشت امت کے عقائد' اخلاق' ثقافت' روایات اور آداب و اطوار سے متاثر ہوتی ہے۔ اس کو ایک مستقل کل اور قائم بالذات وجود سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ اپنی بات کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضاحت کے لئے ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) ذرا لوگوں کے ملبوسات پر ایک نظر ڈالیں۔ لباس کی تزئین اور نفاست میں غلو کی خاطر کس قدر محنت و مشقت اٹھائی جاتی ہے اور کس قدر زر کثیر صرف کیا جاتا ہے۔ ہماری ماڈرن خواتین تو اپنے ملبوسات میں تمام حدیں پھلانگ گئی ہیں۔ ہر موسم کی تبدیلی کے ساتھ ملبوسات کی قطع و برید اور تراش خراش بھی بدل جاتی ہے اور سال میں کم از کم چار مرتبہ تو یہ تبدیلی رونما ہوتی ہی ہے۔ کیا لباس اور زیب و زینت کو اسلامی آداب سے علیحدہ کرنا ممکن ہے ؟ ہرگز نہیں۔ اسلام نے جس طرح ہر شے میں اسراف کو حرام قرار دیا ہے اسی طرح ملبوسات میں بھی اسراف کو حرام ٹھہرایا ہے اور نمائش اور شہرت و تکبر کے لباس کو ناپسند کیا ہے۔ وہ مردوں کے لئے ریشم اور معصفر(۲۴)لباس کا پہننا اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ٹھہراتا ہے۔ اسی طرح عورتوں کے لئے ایسا باریک اور چست لباس ناپسند کیا ہے جس کے نتیجہ میں سارا بدن اپنے لطیف نشیب و فراز کے ساتھ دعوت نظارہ دے رہا ہو یا جس کے ذریعہ بدن کے مختلف فتنے پروان چڑھتے ہوں۔ اسلام عورتوں کو غیر محرم مردوں کے لئے آرائش و زیبائش حسن اور ان کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانے کی اجازت نہیں دیتا۔

اسلام سادگی اور اعتدال و توازن چاہتا ہے اور مردوزن کے ملبوسات میں اس مضحکہ خیز انداز کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ لا ریب لباس اور زینت میں اسلامی آداب و احکام کی پابندی سے ان بے پناہ اخراجات کی بچت ہو سکتی ہے جو کروڑوں روپوں تک پہنچتے ہیں اور جو زیبائش حسن کے سامان' ملبوسات کی جدت' ہر موسم کے ساتھ ملبوسات میں تبدیلی کی وجہ سے شیطان کی خوشنودی میں ضائع ہو جاتے ہیں۔

(۲) جسم کی صحت مختلف شعبوں میں پیداوار کی ترقی کیلئے شرط اول ہے۔ بیہودہ کاموں اور امراض کے پھیلنے سے اولاً انسان کی جسمانی قوت کمزور پڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے پیداوار متاثر ہوتی ہے اور ثانیاً وسائل کی ایک کثیر مقدار امراض کے خلاف جنگ میں صرف ہو جاتی ہے۔

انسانی جسم کے لئے جو چیز سب سے زیادہ مہلک اور تباہ کن ہے وہ نشہ آور اور بے حس کرنے والی اشیاء کا استعمال ہے۔ اس کے بعد شہوت رانی' طویل نیند اور مکروہ لہو و لعب میں اسراف انسانی قویٰ کو مضمحل کر دیتا ہے۔ اگر لوگ کھانے' پینے اور سونے جاگنے میں اسلام کے احکام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و آداب کی پابندی کریں اور شراب نوشی' قمار بازی' حرام کاری' لہو و لعب اور حرام لذت پرستی کے خلاف جنگ میں اسلام کے اوامرونواہی کو جاری و ساری کریں تو یقیناً" معاشرہ اپنے افراد کی صحت کی حفاظت کر سکتا ہے اور کروڑوں روپوں کا زر کثیر بچ سکتا ہے جو ام الخبائث شراب اور مہلک خواب آور ادویات' تباہ کن شہوات اور ان سے پیدا ہونے والے امراض میں مبتلا افراد کے علاج معالجہ کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ نیز اس کو اچھی صحت کی بدولت پیداوار میں اضافہ ہو اور معیشت میں ایک نئی زندگی پیدا ہو جائے۔

مصری جریدہ "الاھرام" کا ۳ مئی ۱۹۶۵ء کا شمارہ اس حقیقت کی تائید و تاکید کرتا ہے۔ جریدہ مذکور لکھتا ہے کہ امریکہ میں ۲۷ میلین افراد شراب کے رسیا ہیں۔ ان میں سے ۲۰ میلین افراد ہر سال حکومت پر ایک بلین ڈالر کا بوجھ ڈالتے ہیں۔ یہ بوجھ محض کام سے غیرحاضر رہنے کی وجہ سے حکومت کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔"

(۳) بہت سے قبائل مقابر کی تعمیراور ان کی تزئین و آرائش پر بے محابا اسراف سے کام لیتے ہیں حتی کہ بعض امریکی ماہرین اقتصادیات نے اس "لحد محترم" کو ان بنیادی ضروریات میں شمار کیا ہے جن کی فراہمی کو انسان روٹی' کپڑے اور مکان کے ساتھ ساتھ یقینی بنانے کی سعی وجہد کرتا ہے۔ یہ متعدی مرض بہت سے ملکوں میں مدت دراز سے مسلمانوں کے ذہن و قلب میں سرایت کر چکا ہے۔ چنانچہ وہ بڑی شاندار قبریں بنانے اور ان کو بلند و نمایاں کرنے میں ساری حدود کو پھلانگ جاتے ہیں۔ اگر فوت ہونے والی شخصیت دینی اعتبار سے صالح ہو اور دنیاوی لحاظ سے بھی عالی مرتبت ہوتو یہ اسراف خاص طور پر دیکھنے میں آتا ہے۔

لیکن اسلام کی حقیقی اور صحیح تعلیمات ان معاملات میں ہر طرح کے غلو اور انتہا پسندی کا قلع قمع کرتی ہیں۔ چنانچہ حکیم دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ہر بلند اور نمایاں قبر کو سطح زمین کے ساتھ ہموار کردیں اور ہر تصویر کو مٹادیں۔

سرور دو عالم ﷺ نے قبور کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر گنبد تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ نے سادگی اور تقوی پر متواتر زور دیا ہے چنانچہ ان راستوں میں جو کچھ بھی خرچ کیا گیا ہے سب رائیگاں گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) لوگوں کی ایک کثیر تعداد اپنے کھانے پینے کی چیزوں' پہننے کے کپڑوں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دوسری پاکیزہ چیزوں میں اسراف بے جا سے کام لیتی ہے۔ چنانچہ بہت سے ایسے لوگ بھی آپ کی نظروں میں ہوں گے جو اپنے سامنے اشتہا انگیز دسترخوان سجاتے ہیں جن پر ضرورت سے کہیں زیادہ کھانے چنے جاتے ہیں حالانکہ وہ اس دسترخوان سے بہت ہی کم کھاتے ہیں اور باقی ماندہ کھانوں کو غلاظت کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ آپ ایسے لوگ بھی دیکھتے ہیں جو صرف اس وقت سیر ہوتے ہیں جب دستر خوان پر کوئی قابل تناول چیز باقی نہیں رہ جاتی اور جو کچھ باقی بچ جاتا ہے اس کو ایسی جگہ پھینکوا دیتے ہیں جہاں سے کوئی فرد بشر اس سے استفادہ نہ کر سکے بلکہ وہ ایسی جگہ ان کھانوں کو پھینکتے ہیں جہاں سے گندگی اور بیماری پھیلتی ہے۔

ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جن کیلئے ہاتھ منہ دھونے اور وضو کرنے کے لئے صرف ایک لیٹر پانی کافی ہوتا ہے لیکن انہیں اس بات کی کوئی فکر نہیں ہوتی کہ وہ پانچ سیکنڈ تک نلکا کا منہ کھلا رکھتے ہی جس سے کم از کم دس لیٹر یا اس سے زیادہ پانی ضائع ہو جاتا ہے۔

کچھ وہ لوگ بھی ہیں جو دن کے وقت بھی بجلی کے قمقمے جلتے چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے بلاضرورت و جواز بجلی کی بہت سی مقدار بے سود ضائع چلی جاتی ہے۔

اسراف و تبذیر کے اس عنصر و رجحان میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے جب معاملہ مال عام (Public Funds) ' جماعتی مال اور سرکاری مال و خزانہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں اسراف اتلاف کی حدیں چھونے لگتا ہے اور تباہی و بربادی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

ان کے علاوہ بھی اسراف و تبذیر کی کئی مثالیں ہیں اور یہ سب مال کے ضیاع کی صورتیں ہیں۔ لہذا ہمیشہ سے یہ ایک بدترین خرچ ہے۔ یہ ایک ایسی وسیع و عریض بدرو ہے جو پیداوار میں اضافہ کے وسائل اور ترقی و نشوونما کی کوششوں کو نگل جاتی ہے اور ان کو خس و خاشاک کی طرح بہا کرلے جاتی ہے۔

ایک دینی تحریک کے بغیر افراد اور ان کے مختلف گروہوں کو وسائل سے بھرپور استفادہ کرنے کی تربیت نہیں دی جاسکتی ہے اور نہ ان کو صرف مال میں اعتدال و توازن سے کام لینا سکھایا جا سکتا ہے۔دینی تحریک کے علاوہ جو نظام تربیت بھی آزمایا جائے گا کامرانی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمکنار نہیں ہوگا۔ یہ تحریک ہر کام کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں اللہ کا تقویٰ اور خوف پیدا کرتی ہے خواہ یہ کام علانیہ کیا جائے یا پوشیدہ۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف خود ماہرین اقتصادیات نے بھی توجہ دلائی ہے۔

اسلام ایک مثالی اور مکمل نظام حیات ہے جو اپنے پیروکاروں کو اعتدال کی تعلیم دیتا ہے اور ہر قسم کے مال کا احترام کرنے کی تربیت دیتا ہے خواہ یہ مال قلیل مقدار میں ہو یا کثیر مقدار میں' خواہ وہ کسی فرد کا اپنا مال ہو یا کسی غیر کا۔اسلام اسراف سے منع کرتا ہے۔

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد و کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۔(۲۵)

"اے بنی آدم' ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو اور حد سے زیادہ تجاوز نہ کرو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

ولا تبذر تبذیرا۔ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین و کان الشیطن لربھم کفورا (۲۶)

"اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (ناشکرا) ہے۔"

ولا تجعل یدک مغلولتہ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط' فتقعد ملوما محسورا (۲۷)

"اور اپنے ہاتھ کو نہ گردن سے بندھا ہوا کر لو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل کھول ہی دو کہ (سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو کہ) تم خود ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ نے "**عباد الرحمن**" (اللہ کے بندوں)' جن کے ساتھ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اور جو جنت میں ایک دوسرے کو خوش آمدید کہیں گے' کی تعریف ان لفظوں میں فرمائی ہے:

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما (۲۱)

"اللہ کے بندے وہ ہیں جو اگر خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ ضرورت سے زیادہ نہ کم"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کے بعض صحابی وضو کے پانی کے استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اسراف سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے فرمایا "**لا تسرف ان کنت علی نهر جار**" (پانی کو اسراف سے استعمال نہ کرو خواہ تم کسی بہتی نہر کے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو) آپ نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ اعتدال و توازن ہر مسلم کی ایک پختہ عادت اور فطرت ثانیہ بن جائے۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان کو یہ حکم بھی دیا کہ وہ اپنے اعضاء کو تین بار سے زیادہ نہ دھوئیں چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ "**من زاد علی ذالک فقد اساء وتعدی وظلم** (۲۹)" (اور جس نے اس (تعداد) پر زیادتی کی اس نے برا کیا اور سرکشی اختیار کی اور ظلم کا ارتکاب کیا")

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مسلمان کو یہ حکم بھی دیا کہ جب وہ کھانا کھائے تو وہ برتن میں اتنی تھوڑی چیز نہ چھوڑے جس کو پھینک دیا جائے۔ آپؐ نے لوگوں کے سامنے اس معمولی عمل کے ثواب کی ایک بلیغ تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے :

استغفرت القصعة للاعقها

"برتن اس آدمی کے حق میں دعائے مغفرت کرتا ہے جو اس کو اچھی طرح چاٹ کر صاف کر دیتا ہے۔"

(۵) پیداوار کو بہتر بنانے اور اس کو فروغ دینے میں ایمان اور استقامت کی صفات گہرا اثر رکھتی ہیں۔ لیکن اعتقادی تشکیک اور عملی انحراف کیفیت و کمیت دونوں لحاظ سے پیداواری قوت میں نقص اور کمی کا موجب بنتے ہیں۔

لہٰذا انسان جو یقین قلب، سکنت نفس اور اعتماد علی اللہ سے بہرہ ور ہو، اللہ تعالیٰ کے عدل اور اس کی رحمت کا امیدوار ہو، اس کی تعلیمات پر کاربند ہو، اس کی حدود کی پاسداری کرتا ہو، وہ بلاشبہ اپنا کام بکمال حسن و کفایت سرانجام دیتا ہے۔ وہ کسی ذمہ داری کو سرانجام دینے میں تاخیر نہیں کرتا، امانت میں خیانت نہیں کرتا اور کسی عہدہ یا قومی خزانہ کے معاملہ میں تقصیر یا کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس جو آدمی ایمان کی دولت سے بہرہ ور نہ ہو اور نہ اس بات کا یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر فعل کی نگرانی کررہا ہے، نہ دار فانی کے بعد دار آخرت میں کسی حساب و کتاب اور جزاء و سزا کا قائل ہو اور نہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کی لذت عاجلہ کے سوا کسی دوسری چیز کا تصور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہو' اس کو صرف ایک طاقتور خارجی نگران قوت ہی کسی کام پر ابھار سکتی ہے۔ لیکن یہ خارجی قوت خواہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو' انسان کے اس ذاتی اور اندرونی محرک کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو ایمان اس کے اندر پیدا کرتا ہے۔

(۶)جب ہم دین سے انحراف' جرائم کے ارتکاب اور اس پر اصرار و مداومت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حکومتوں کو ان جرائم کے سد باب کے لئے بے پناہ جدوجہد کرنا پڑتی ہے اور زرکثیر صرف کرنا پڑتا ہے۔ مختلف طبقوں کو جو مرئی اور غیر مرئی خطرات و آلام اور نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ ہم یہاں روزنامہ "الاخبار القاھرہ" کی ۵ جون ۱۹۷۱ء کی اشاعت سے ایک مثال درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو ایک نیوز ایجنسی کے حوالہ سے شائع ہوئی ہے اور جسے ایک تحقیقاتی کمیٹی نے امریکہ کے دارالامراء میں پیش کیا ہے۔ اخبار لکھتا ہے کہ "منظم جرائم کی وجہ سے ہر سال حکومت کو دس کروڑ ڈالر سے بھی زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے"۔

ماکیلان نے اس تحقیقاتی کمیٹی کے پہلے اجلاس میں یہ وضاحت بھی کی کہ "تحقیقاتی رپورٹ نے اپنی خاص توجہ صرف سرقہ' نشہ آور اشیاء' جنسی لٹریچر' قمار اور ان دوسرے جرائم پر مرتکز رکھی ہے جن کا ارتکاب بڑے منظم اور طاقتور گروہ کرتے ہیں۔" جب اس نوع کے اجتماعی جرائم کی وجہ سے حکومت کو اس قدر نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے تو آپ اس مالی بار اور خسران کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جو ہر نوع کے جرائم کے ارتکاب کی وجہ سے ایک حکومت کو برداشت کرنا پڑے گا؟

اسلام جب ایک مومن کو اپنے نفس پر از خود بعض حدود و قیود عاید کرنے کی تربیت دیتا ہے' اس کو جرم کے ارتکاب سے منع کرتا ہے اور جب کبھی شیطانی بہکاوے کی وجہ سے کوئی جرم کر بیٹھتا ہے تو اس کو توبہ و استغفار کی تلقین کرتا ہے تو اس طرح اسلامی معاشرہ کی کتنی ہی رقم بچ جائے گی جسے ان جرائم کی روک تھام پر صرف ہونا تھی؟ (۳۰) یہ مئوثر اور بے مثال تربیت اسلامی نظام کے زیر سایہ ہی اپنے برگ و بار ظاہر کر سکتی ہے۔

۴۔ اسلام کی ہمہ گیر فرمانروائی

(ا) صرف اسلامی عنوان

ہم کسی نظام کو اسلامی نظام کا نام اسی وقت دے سکتے ہیں جب اس کو اسلام کے نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ اور اسلام کے عنوان کے تحت قبول کریں۔ اگر ہم فرض کر لیں --- جیسا کہ مشہور قول ہے کہ ناممکن امر کو فرض کر لینا جائز ہے ---کہ کوئی قوم ایسی ہدایات و تعلیمات اور اصول و قوانین کے مطابق حکومت کرتی ہے جو حسن اتفاق سے عملاً" اسلام کی ہدایات و قوانین سے مطابقت رکھتے ہیں' لیکن ان پر اسلام کے علاوہ جمہوریت' اشتراکیت یا راسمالیت وغیرہ دوسرے ناموں اور عنوانوں کا اطلاق کر دیا جاتا ہے تو کیا ان اصول و قوانین کو اسلامی نظام شمار کر لیں گے؟ نہیں' ہرگز نہیں۔

اللہ تعالٰی نے ہمیں صرف اور صرف دین اسلام کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ لہذا دین اسلام کا جو حکم بھی ہم نافذ کرنا چاہیں اس کے بارے میں ہمیں پورا پورا شعور ہونا چاہیئے کہ ہم اللہ تعالٰی کے دین کا ہی حکم دے رہے ہیں اور اس کی بھیجی ہوئی ہدایت ہی پر عمل کر رہے ہیں تاکہ ہم اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کر سکیں اور اجر و ثواب کے امیدوار اور مستحق ٹھہریں۔

ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم اسی نظام و منہاج پر فخر کریں جس کی بدولت اللہ تعالٰی نے ہمیں عزت و تکریم سے سرفراز کیا ہے اور جس کی طرف اس نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا " وقال اننی من المسلمین (۳۱)

"اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں"

کچھ عجب نہیں کہ قرآن ہر صاحب ایمان سے اس اعلان کا مطالبہ کرتا ہوں کیونکہ اصولاً" یہ ایک طرح کا غلو اور فخر ہے اور جس قوم کو ایک مستقل فکری نظام پر اٹھایا جا رہا ہو اس کی تربیت کے لئے یہ ایک لازمی امر ہے اور یہ بھی عجب نہیں کہ اللہ تعالٰی نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اسی اعلان کا حکم دیا ہے اور کہا ہے:

قل اننی ھدانی ربی الی صراط المستقیم دینا قیما ملتہ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین قل ان الصلواتی ونسکی و محیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین (۳۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(اے محمد) کہو کہ بیشک میرے رب نے مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے' بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں' ابراہیم کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ کہو کہ میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا ہوں۔"

بار بار "قل (اعلان کرو) کا حکم دینے کے معنی اسی حقیقت کا برملا اعلان اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہے۔ یہ خالص اور واضح اسلام کا اعلان ہے جس میں کسی شرک کی میل نہیں پائی جاتی۔

(ب) غیر اسلامی عنوانات و اصطلاحات

اسلامی نظام کے لئے اشتراکیت' جمہوریت وغیرہ جیسے غیر اسلامی عنوان وضع کرنے میں کئی خطرات اور مصائب مضمر ہیں جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(۱) اس طرز عمل سے ان اصولوں کے مکمل کمال کا اعتراف ہوتا ہے کیونکہ اسلام کو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس کو ان کے عنوان کے تحت لایا جاتا ہے جس کی بنا پر اسلام ان کا تابع مہمل بن کر رہ جاتا ہے' اس کی حیثیت راس (سر) (دم) کی بن جاتی ہے حالانکہ اسلام کی شان تو یہ ہے کہ وہ بالادست ہوتا ہے اور کوئی قوت اس سے بالاتر نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہمیشہ غالب و حکمران ہوتا ہے۔

(۲) ان نظریات کی ضرورت اسلام میں ایک مخصوص اور متعین پہلو کو نمایاں کرتی ہے اور دوسرے پہلوؤں کی قیمت پر اس کو خاص طور پر ابھار کر سامنے لاتی ہے۔ چنانچہ اشتراکیت صرف اقتصادی پہلو ---- خصوصاً" تقسیم دولت میں مساوات ---- کو نمایاں کرتی ہے۔ جمہوریت سیاسی پہلو ---- خصوصاً" جماعت سازی کے پہلو ---- کو اجاگر کرتی ہے اور سیاسی جماعتوں کے اس حق کو پیش کرتی ہے کہ انہیں اپنا حاکم چننے' اس کا محاسبہ کرنے' اس کو برسراقتدار لانے اور معزول کرنے کا اختیار ہے۔ اس کے برعکس اسلامی نظام کا تعلق نہ محض اقتصادیات سے ہے اور نہ مجرد سیاست سے جن کی حیثیت بازاری قیمتوں کی سی ہے جو ایک آزاد منڈی میں اتار چڑھاؤ کا شکار رہتی ہیں۔ اسلام ایک خاندان اور معاشرہ سے بحث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے' مادیات اور روحانیات دونوں پر محیط ہے اور دین اور دنیا کا ایک حسین امتزاج ہے۔

(۳) یہ طرز عمل اسلامی اصول و اقدار کو تغیر و تبدل اور تنزل وانحطاط کی بھینٹ چڑھا دیتا ہے کیونکہ اس سے اسلام کی حیثیت اشیاء کی قیمتوں سے زیادہ کچھ نہیں رہ جاتی جو ایک آزاد منڈی میں گرتی اور چڑھتی رہتی ہیں۔ جب سرمایہ داری کا دور دورہ ہوتا ہے تو ایک گروہ نعرہ لگاتا ہے کہ اسلام سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ پھر وہ سود کو جائز ٹھہرانے لگتا ہے اور احتکار اور بنکاری کی حمایت پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ جب بازار میں اشتراکیت کا چلن ہونے لگتا ہے تو ایک دوسرا گروہ اٹھتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ "اشتراکیت اسلام کا ایک جزو ہے" یا یہ نعرہ بلند کرتا ہے کہ "اسلام اشتراکیت سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔" یہ گروہ مطلق تامیم (Total Nationalisation) اور اشتراکیت کی دوسری بدعات و خرافات اور اختراعات کی طرف دعوت دینے لگتا ہے۔

(۴) یہ غیراسلامی اصول ومبادی اور افکار و نظریات اسلام کے صحیح فہم میں انحراف کے رجحان کو جنم دیتے ہیں اور یہ انحراف نام نہاد ہنگامی اور وقتی تقاضوں کی آڑ میں غیراسلامی جدید افکار کی غلامی کی کوشش کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

جو گروہ اشتراکیت کو گلے لگاتا ہے وہ اس میں کچھ عمدہ نکات بھی پاتا ہے۔ مثلاً" اشتراکیت تعیش اور اسراف کے خلاف جنگ کی مدعی ہے۔ ضروریات زندگی سے انتفاع میں تمام لوگوں کی مساوی شرکت کی علمبردار ہے۔ انفرادی ملکیت کی مخالف ہے۔ ضعیف اور کمزور طبقات میں انصاف کی تعلیم دیتی ہے اور مزدوروں کے لئے عادلانہ اجرتوں کے لئے حریص ہے۔

لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ اسلام انفرادی ملکیت' خصوصاً" جو مشروع اور جائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہو' کی بڑے زور شور سے حمایت کرتا ہے اور ناجائز و حرام ذرائع اموال کو سختی سے حرام ٹھہراتا ہے تو یہ گروہ شرعی نصوص کی تاویل و تعبیر میں انحراف کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اسلامی احکام میں تحریف کرنے لگتا ہے تاکہ وہ اس کے خود ساختہ مذہب اور فکر و نظریہ کے مطابق ڈھل جائیں۔

(۵) یہ عنوانات اور اشتراکیت جیسی فکری اور اجتماعی اصطلاحات اپنا کوئی متعین مفہوم نہیں رکھتی ہیں جس کی صحیح اور حتمی معرفت حاصل ہو سکے' جس کو دل و دماغ میں جانشین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جا سکے اور جس کی طرف رجوع ممکن ہو۔ اس کے برعکس ان کی تعریف سے زیادہ ان کی تشریح و تفسیر بیان کی جاتی ہے جس میں عام طور پر تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ استاذ تاونی کہتے ہیں کہ "اشتراکیت ایک ایسا کلمہ ہے جس کا مفہوم صرف ایک نسل گزرنے کے ساتھ ہی نہیں بدلتا ہے بلکہ یہ ایک مختصر عرصہ کے بعد ہی بدل جاتا ہے۔"

ایک شہر اور دوسرے شہر اور ایک نسل اور دوسری نسل کے درمیان عقیدہ اشتراکیت میں جو ظاہر و باہر تناقض و تضاد پایا جاتا ہے' کول اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "عقیدہ کا اختلاف' اختلاف زمانہ کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ایک ہی زمانہ میں اس کی جو مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں ان کے درمیان بھی تناقض موجود ہوتا ہے" (۴۳)

استاذ نور ماندی ماکنزی اپنی کتاب "مختصر تاریخ اشتراکیت" میں رقمطراز ہے کہ "اشتراکیت ایک عام کلمہ ہے جس سے مختلف لوگوں کے نزدیک مختلف چیزیں مراد ہیں حتیٰ کہ صرف برطانیہ میں ہی اس کے معانی کی تعداد دو سو تک پہنچ گئی ہے" (۴۴)

یہی وجہ ہے کہ ہم اشتراکیت کے رجحانات و میلانات میں ایک واضح اختلاف پاتے ہیں۔ کہیں اشتراکیت اعتدال پسند ہے اور کہیں انتہا پسند' کہیں جمہوریت کی علمبردار ہے اور کہیں انقلاب کی' کہیں نمائندہ طرز حکومت کا روپ دھارے ہوئے ہے اور کہیں علمی تحریک کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے اور کہیں مارکسزم کے پیکر میں سامنے آتی ہے' بلکہ یہاں تک بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک طرز کی اشتراکیت کے داعی بھی آپس میں تناقض کا شکار اور باہم دست و گریبان ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال ہمیں چین اور روس میں نافذ اشتراکی نظام میں ملتی ہے حالانکہ دونوں ممالک لینن اور مارکس کے نظریات پر مبنی اشتراکیت کے علمبردار ہیں۔

(٦) یہ اسلوب فکر و عمل جو اپنے معروف عنوانات رکھتے ہیں' ان خطوط پر کام نہیں کرتے جن پر اسلام زندگی کا نقشہ استوار کرتا ہے۔ ان کا ہدف اور ان کی منزل وہ نہیں ہے جو اسلام متعین کرتا ہے۔ پس اگر یہ مذاہب باطلہ اسلام کے ساتھ بعض جزوی اور فروعی امور میں موافقت رکھتے ہیں تو بے شمار بنیادی کلیات اور جوہری اصولوں میں اس سے متصادم ہیں۔

ہمارے لئے اشتراکیت کا یہی پہلو ضرر رسان ہے کہ وہ سرتاپا صرف اور صرف دنیاوی امور سے بحث کرتی ہے اور آخرت اور اس کے احوال سے کوئی سروکار نہیں رکھتی اور امور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں بھی اس کا منتہائے مقصود صرف مادی پہلو اور اس سے متعلقہ امور ہیں۔ رہا روح کا معاملہ تو اس کی ساخت، خمیر اور فلسفہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن مذاہب کے فلسفہ کی عمارت الحاد صریح پر نہیں اٹھائی گئی وہ بھی آخرت کے معاملہ کو، جو سب سے زیادہ انسانی توجہ کا مستحق ہے، کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں۔

ان عنوانات میں اس نوع کا تناقض پایا جاتا ہے کہ منطق و دانش ان اصطلاحات کو اسلام اور اس کے یکتائے روزگار نظام کا عنوان بنانے کی صرف اسی صورت اجازت دیتی ہے جب وہ خالص اسلامی تبدیلی کے مرحلہ میں رخصت اور ضرورت کے باب سے متعلق ہوں۔ اس مرحلہ میں بھی ان کو صرف بقدر ضرورت اہمیت دی جائے گی۔

۵۔ اسلام کسی کا آلہ کار نہیں

کسی نظام کو اسلامی نظام صرف اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب اسلام بذاتہ ایک غایت اور منتہائے مقصود ہو اور باقی تمام نظاموں، اسلوبوں اور وسائل و امکانات کو صرف اس کی خدمت میں جوت دیا جائے۔

لیکن یہ کہ ہم اسلام کو کسی مخصوص حکم کو ثابت کرنے کا وسیلہ بنا لیں، کسی معین عسکری اور سیاسی معاملہ کی خدمت کرنے یا کسی ملک، خاندان، جماعت، عہد، نظام یا مکتب فکر کی چاکری کیلئے اسلام کو استعمال کریں تو یہ اسلام کی روح کی توہین اور اس سے انحراف ہے اور اس کے روشن چہرہ کو خاک آلود کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اس طرح ہم اسے دوسرے اغراض و مقاصد کا خادم بنا دیتے ہیں حالانکہ وہ سردار اور مطاع ہے اور ہم اسے ایک آلہ کار بنا کر رکھ دیتے ہیں جبکہ وہ ایک مطلوب و محبوب ہدف ہے اور ایک ایسی منزل ہے جس کی طرف قافلے ہمیشہ رخت سفر باندھتے ہیں۔

آپ کو لوگوں کی ایک ایسی جماعت بھی ملے گی جو اپنے دل کی گہرائیوں میں اسلام سے نفرت و حقارت رکھتی ہے۔ ان کے دل میں اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی کا راستہ بنانے کے خیال کا گزر تک نہیں ہوا ہوتا۔ انہیں اپنے باہمی تنازعات میں اسلام کو حکم بنانے کی کوئی فکر نہیں ہوتی، وہ اسلام کو نہ اپنے ملک کا دستور اور نہ اپنے معاشرہ کی اساس ہی بنانا پسند کرتے ہیں بلکہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے نقشے وضع کرتے ہیں جو ان کیلئے طرز زندگی کے خطوط متعین کرتے ہیں، ان کے لئے افکار و نظریات اور اصول و اقدار تیار کرتے ہیں اور ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق اور کردار کو تشکیل دیتے ہیں۔ مختصرا" یہ کہ وہ اپنی ٹکسال میں لوگوں کے لئے ایک ایسا "جدید دین" گھڑتے ہیں جس کے اپنے اسالیب' جس کی اپنی اقدار اور جس کے اپنے اخلاق ہوتے ہیں۔ وہ اس دین اور اس کے مبادی کا خلاصہ کسی کتاب یا بیان میں جمع کر دیتے ہیں اور پراپیگنڈا کے ہالہ اور تعظیم و تقدس کے مختلف رنگوں سے اس کو گھیر لیتے ہیں تاکہ لوگ اللہ کی کتاب اور اس کے دین برحق کو بھول جائیں۔ اس سب کچھ کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ یہ "جدید دین" نشوونما پا رہا ہے۔ یہ لوگ ارضی دین کو ثابت اور مستحکم کرنے کے لئے اپنی لادینی رسوم و رواج کے جواز و حمایت میں کتاب الٰہی کی ان آیات کو آلہ کار کے طور پر استعمال کرتے ہیں جن کو سیاق و سباق سے علیحدہ کرکے بیان کیا جاتا ہے اور ایسی احادیث پیش کرتے ہیں جن میں غلو پسند علماء کی تحریفات' باطل پرستوں کے غیر ضروری مفروضے اور جاہلوں کی تاویلات روز روشن کی طرح نظر آتی ہیں۔

یہ ایک ظرفہ معاملہ ہے کہ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے بعض ارباب اقتدار اپنے ملکوں میں کلمہ اسلام کے خلاف برسرپیکار ہیں اور اپنی قلمروؤں میں اسلام کے داعیوں اور علمبرداروں کا گلہ بنا دیتے ہیں لیکن دور دراز کے غیر ممالک میں اسلام کے داعی و مبلغ بھیجنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اس کا محرک اسلام کی محبت نہیں بلکہ اس "خدمت اسلام" کا اصل محرک سستے سیاسی مفادات کا حصول ہوتا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کی نفرت و حقارت اور مخالفت کا نشانہ نہ بن جائیں جو ہمیشہ اپنے سینوں میں ایمان کی آتش جوش روشن رکھتے ہیں اور لوگوں کے اندر کلمہ اسلام اور دعوت اسلام کی روح پھونکتے رہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ سورۃ التوبہ : ۶۰

۲۔ کتاب و سنت اور تعامل صحابہؓ کی روشنی میں اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب "فقہ الزکوۃ" کا باب "علاقتہ الدولتہ بالزکوۃ" الجزوالثانی

۳۔ سورۃ التوبہ: ۱۰۳

۴ - ترجمہ "ایک ہی دن میں ایک عمارت پایہ تکمیل کو کب پہنچے گی جبکہ تو اس کو بنا رہا ہو اور دوسرے اس کو منہدم کرتے جا رہے ہوں"

۵ - مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ اس روایت کو امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے - ابن ماجہ نے جامع سنن میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس سے ملتی جلتی روایت بیان کی ہے جس میں "تیس صبحوں" کے بجائے "چالیس صبحوں" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

۶۔ سورۃ الحدید : ۲۵ ‏ ۷ - صحیح مسلم

۸۔ صحیح مسلم ‏ ۹ - سورۃ التوبہ : ۱۲۲

۱۰ - سورۃ النساء : ۷۱

۱۱۔ سورۃ انفال : ۶۰ ‏ ۱۲۔ سورۃ التوبہ: ۳۸

۱۳۔ سورۃ الحشر: ۷ ‏ ۱۴۔ سورۃ المائدۃ: ۳۸

۱۵ سورۃ التوبہ : ۲۸ ‏ ۱۶۔ سورۃ التوبہ : ۲۸

۱۷۔ بخاری و مسلم عن عائشہ

۱۸ - ملاحظہ ہو ہماری کتاب شریعتہ الاسلام ص ۲۴ - ۴۴

۱۹۔ ملاحظہ ہو ہماری کتاب شریعتہ الاسلام کا باب ضرورۃ الاجتہاد جس میں فقہی ورثہ کے بارے میں ہمارا موقف اور نصوص قرآن اور احادیث کے فہم سے لے کر جدید مسائل میں اجتہاد تک کی تفصیل موجود ہے۔ لہٰذا یہاں پر اس کی طرف مراجعت ضروری ہے تاکہ اس موضوع پر ہماری رائے کے بارے میں مکمل فکر سامنے آجائے۔

۲۰۔ الا الذین فی قلوبھم ضیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنتہ وابتغاء تاویلہ (سورۃ آل عمران : ۷)

۲۱۔ سورۃ البقرہ : ۸۵

۲۲۔ سورۃ المائدہ : ۴۹۔ ۵۰ ‏ ۲۳ ۔ سورۃ البقرہ : ۲۰۸

۲۴ ۔ جو کپڑا جس کو زرد رنگ سے رنگا گیا ہو (مترجم)

۲۵۔ سورۃ الاعراف: ۲۱ ‏ ۲۶۔ سورۃ الاسراء : ۶۶۔۶۷

۲۷۔ ایضاً : ۲۹ ‏ ۲۸ ۔ سورۃ الفرقان : ۶۷

۲۹ ۔ دیکھئے مؤلف کی کتاب "الایمان والحیاۃ" کا باب "الایمان ولا نتاج"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰۔ ملاحظہ ہو مصنف کی کتاب "الایمان و الحیاۃ" کا باب "الایمان والاخلاق"

۳۱۔ سورہ الفصلات : ۳۳

۳۲۔ سورۃ الانعام : ۱۶۱ ، ۲۶۲

۳۳۔ اقتباس از "مستقبل اشتراکیت" ص ۹۲ بحوالہ "الاشتراکیۃ والقومیۃ از ڈاکٹر عزیزالدین ص ۷۴۔

۳۴۔ الاسلام و مشکلات العصر از دکتور مصطفیٰ الرافعی، ص ۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۴-

اسلامی نظام کے ثمرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام کے ثمرات

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم آخر کیوں اسلام کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ اور کیوں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ انسانیت اسلامی نظام کو اپنی تمام مشکلات کے مداوا کی بنیاد' تنظیم زندگی کے سرچشمہ اور امت اسلامیہ کی رشدو ہدایت کے لئے مینارہ نور کی حیثیت سے قبول اور اختیار کرلے؟

بعض سادہ لوح اور کم فہم لوگوں کا خیال ہے کہ اسلامی نظام کا آخرت کی کامیابی و کامرانی اور سرخروئی کے علاوہ اور کوئی ثمرہ اور حاصل نہیں ہے' اور یہ کہ ہم محض اس لئے اسلام چاہتے ہیں کہ ہم آتش جہنم سے نجات حاصل کرسکیں اور جنت میں داخل ہو سکیں۔

بلاشبہ' اسلامی نظام کا ایک مقصد یہ بھی ہے۔ آخرت کی فوزو فلاح سب سے بڑے ثمرہ اور نفع کی ضامن ہے اور اس کی آرزو کرنا انسان پر فرض ہے۔ کسی صاحب فہم و شعور انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ابدی زندگی کو ایک مختصراور فانی فائدہ کی خاطر ضائع کردے اور وہ کسی محدود اور تھوڑی سی زندگی کی خوشحالی کا حریص ہو اور اس عارضی زندگی کے بعد ابدی اور غیر فانی جنت کو فراموش کردے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ "اگر دنیا سونا ہو جو فنا ہو جاتا ہے اور آخرت ایک خذف ریزہ ہو جو ہمیشہ قائم و دائم رہتا ہو تو ایک عقلمند آدمی کو فنا ہو جانے والے سونے کو چھوڑ کر باقی رہنے والے خذف ریزہ کو اختیار کرلینا چاہیے۔" پھر دنیا کی قدر و قیمت ہی کیا ہے' جو ایک خذف ریزہ ہے؟ اور آخرت سے چشم پوشی کیسے ممکن ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ایک سنگریزہ کو جو نسبت سونے کے ساتھ ہے' دنیا کو آخرت کے ساتھ اتنی نسبت بھی نہیں ہے۔ مثالیں تو صرف اس لئے پیش کی جاتی ہین کہ ان میں کچھ نہ کچھ نسبت پائی جاتی ہے۔

تاہم اللہ کی حکمت یہ ہے کہ اس نے اس دنیا کی بھلائی اور اس کی سلامتی اور فرد اور جماعت کی کامیابی کا دارو مدار اس دین اسلام پر رکھا ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جو آدمی اس دین پر ایمان لاتا ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو ایک پاکیزہ اور بہترین زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔ اور گمراہی اور نامرادی و بدبختی سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔

فمن اتبع هدای فلا یضل ولا یشقی (ا)

"جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا نہ بدبختی کا شکار ہوگا"

آج جب ہم انسانیت کو اسلامی نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں تو ہم یہ پختہ یقین رکھتے ہیں کہ جس دنیا میں ہم رہتے ہیں' اس کے لئے یہ نظام خیر ہی خیر ہے اور ہمارے معاشرہ کے لئے سر تاپا فلاح ہی فلاح ہے۔ ہم اسلامی نظام پر اس لئے ایمان رکھتے ہیں اور انسانیت کو اس کی طرف دعوت اس لئے دیتے ہیں' کہ یہ نظام حیات جہاں ابدی سعادت و خوش بختی کی ضمانت دیتا ہے وہاں یہ ہماری دنیاوی زندگی کو ایسے بے شمار انفرادی و اجتماعی اور مادی و روحانی منافع و ثمرات سے بہرہ ور کرتا ہے جنہیں دوسرا کوئی نظام زندگی عطا نہیں کرتا ہے' خواہ اس کو مشرق سے درآمد کیا گیا ہو یا مغرب سے۔ آپ پوچھیں گے کہ یہ نظام ہمیں کن فوائد و ثمرات سے بہرہ ور کرتا ہے؟ آئندہ صفحات میں ہم اس سوال کا مفصل جواب دیں گے۔

ا۔ ایمان اور اسلامی وجود کی تکمیل

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نظام ایک ایسا بے مثال نظام زندگی ہے جس کے ذریعہ ہم اپنے ایمان کی تکمیل پاتے ہیں اور اپنے اسلامی وجود و تشخص کو مستحکم بناتے ہیں اور اس میں اپنی حقیقت کو نمایاں کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا حتمی نظام ہے جس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی دوسرا نظام نہیں ہے اور ہمیں اسے قبول کرنے کا کوئی اختیار حاصل ہے نہ ترک کرنے کا کیونکہ ہم اس بات پر راضی ہو چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار اور مالک ہے' اسلام ہمارا دین ہے' قرآن ہمارا امام و رہنما اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں۔

ایمان باللہ کی روح کا لازمی اور فطری تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنے تنازعات و مناقشات کے فیصلے شریعت اسلامی کی عدالت سے حاصل کرے اور انہیں بلاچون و چرا اور مکمل تسلیم و رضا کے ساتھ قبول کرے اور یہ غیر متزلزل ایمان رکھے کہ قانون الٰہی سراسر ایسا عدل ہے جس میں کوئی ظلم وجور نہیں' ایک خیر ہے جس میں کوئی شر نہیں' ایک ایسا علاج ہے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا کوئی شفا نہیں۔ شریعت الٰہی کے مبنی بر عدل ہونے پر شک کرنا اور انسان کے خودساختہ قانون کے مقابلہ میں اس کو ثانوی حیثیت دینا' اللہ تعالیٰ کے علم' اس کی حکمت اور اپنی مخلوق کے حالات کے متعلق اس کی معلومات پر ایک طعن ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنا نہیں جانتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے فاسد اور گمراہ کن خیالات رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک برا ظن اور جاہلیت کا ظن رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے' وہ اپنے بندوں کے حالات کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔ وہ نہایت رؤوف و رحیم ہے' اپنے بندوں کے لئے بھلائی اور آسانی چاہتا ہے نہ کہ تکلیف' سختی اور تنگی۔ ہر مسلمان ان آیات قرآنی کی تلاوت کرتا ہے:

یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم ویتوب علیکم' واللہ علیم حکیم ' واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشھوات ان تمیلوا میلا عظیما 'یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا ' (۲)

"اللہ چاہتا ہے کہ تم پر وہ طریقے واضح کرے اور انہیں طریقوں پر تمہیں چلائے جن کی پیروی تم سے پہلے (صلحاء) کرتے رہے ہیں اور تم پر رحمت کی نگاہ ڈالے' اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔ ہاں' اللہ تم پر رحمت کی نگاہ ڈالنا چاہتا ہے جبکہ خواہشات نفس کی پیروی کرنیوالے چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے ہٹ کر دور نکل جاؤ۔اللہ تم پر سے پابندیاں ہلکی کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر(۳)

وہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔

ان اللہ بالناس لرؤوف رحیم (۴)

جان لو' کہ اللہ لوگوں کے ساتھ بڑی شفقت اور رحم کرنے والا ہے۔

واللہ یعلم المفسد من المصلح ولوشاء اللہ لا عنتکم ' ان اللہ عزیز حکیم (۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اللہ بھلائی کرنے والے کے مقابلہ میں برائی کرنے والے کو جانتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم پر سختی کرتا۔ بلا شک اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔"

یبین اللہ لکم ان تضلوا ' واللہ بکل شئی علیم (۶)

"اور اللہ تمہارے لئے احکام کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ' اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے"

الا یعلم من خلق' وھو اللطیف الخبیر (۷)

"کیا جس نے پیدا کیا' وہ نہیں جانتا ہے حالانکہ وہ باریک بین اور پوری طرح باخبر ہے"

چنانچہ ایمان کا فطری تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے' تسلیم و رضا کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی اطاعت کی جائے۔ قرآن مجید بڑے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں فرماتا ہے:

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا (۸)

"کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے' اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں پڑ جائے گا۔"

انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا واولئک ھم المفلحون (۹)

"مومنوں کا جواب' جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے' یہ ہو گا "ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر راضی نہیں ہوتا اس کے لئے طاغوت کے حکم پر راضی ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا' خواہ اس طاغوت کا نام' عنوان اور مصدر و منبع کوئی بھی ہو کیونکہ انسان کے سامنے دو ہی راستے ہیں اور تیسرا کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ نہیں ہے --- اللہ تعالیٰ کا راستہ اور طاغوت کا راستہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا ۔ واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا ... فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (۱۰)

"(اے نبی) تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تم پر نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی ہیں۔ وہ اپنے معاملات میں طاغوت کو فیصل بنانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا' اور شیطان انہیں گمراہ کرکے بڑی دور لے جانا چاہتا ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کتاب کی طرف جسے اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف تو منافقوں کو تم دیکھتے ہو کہ یہ تمہاری طرف آنے سے کتراتے ہیں .... (اے رسول) تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تمہیں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دل میں تنگی نہ پائیں اور اس کو خوشدلی سے تسلیم کر لیں۔

کوئی شخص چاہے کتنے ہی غور و فکر سے کام لے لے' وہ اس زعم باطل میں مبتلا نہیں ہو سکتا کہ امت اسلامیہ کی اکثریت نے اپنے دین سے کفر اختیار کیا ہے' قرآن مجید کا انکار کر دیا ہے' یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و رشتہ منقطع کر لیا ہے جبکہ وہ بحیثیت مجموعی نماز ادا کرتی ہے' ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہے۔ بیت اللہ کا حج کرتی ہے' کتاب اللہ کی تلاوت کرتی ہے اور صبح و شام اس کی آیات سنتی ہے۔

گزشتہ چودہ صدیوں سے امت اسلامیہ نے ہمیشہ اپنے معاملات میں شریعت اسلامیہ کو ہی اپنا حکم تسلیم کیا ہے' خواہ شرعی احکام کے فہم اور ان کی تطبیق میں اکثر انہوں نے لغزش کھائی ہو۔ لیکن آج تک اپنے رب کے احکام کے خلاف سرکشی و بغاوت کا علم بلند نہیں کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے حتی کہ مشنری استعمار نے بلاد اسلامیہ پر یلغار کر دی اور کبھی قوت کے بل بوتے پر اور کبھی دجل و فریب کے ذریعے زندگی کے ثقافتی' اجتماعی اور اقتصادی مختلف میدانوں میں امت مسلمہ کو اس کے رب کے بتائے ہوئے راستہ اور اس کے نازل کردہ احکام و قوانین سے برگشتہ اور منحرف کرنے اور ان پر اپنے درآمدہ کردہ افکار و قوانین کو مسلط کرنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ توقع تھی کہ امت مسلمہ جب عسکری و سیاسی استعمار سے آزادی حاصل کرے گی تو ان کے فکری اور تشریعی استعمار کا طوق غلامی بھی اپنی اپنی گردن سے اتار پھینکے گی۔ لیکن افسوس کہ نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔

اس استعمار نے ہمارے بلاد اسلامیہ میں جو فساد برپا کیا وہ بس یہی نہیں تھا کہ اس نے ہماری جائیدادیں لوٹ لیں' ہمارے وسائل رزق اور سامان زیست کو نگل لیا اور ہماری ترقی کی راہیں مسدود کر دیں بلکہ سب سے بڑی خرابی وہ ذہنی و فکری قیادت تھی جس کو اس نے اپنے اقتدار کے سائے میں جنم دیا۔ جس کی پرورش اپنے اغراض و مقاصد کا دودھ پلا کر کی اور اسلام سے نفرت و حقارت کے جذبات کی غذا سے اس کو پروان چڑھایا اور اس قیادت کے دل و دماغ میں یہ گمراہ کن اور مہلک تصور جانشین کر دیا کہ اسلام اس قابل نہیں ہے کہ وہ زندگی میں انسانیت کو رہنمائی فراہم کر سکے' ریاست و حکومت کی تنظیم کر سکے اور کسی معاشرہ کی بنیاد رکھ سکے اور یہ کہ اسلام کی سرحدیں زیادہ سے زیادہ خدا اور بندے کے درمیان ایک رشتہ تک محدود ہیں۔ لہٰذا یہ جائز اور مناسب نہیں ہے کہ اسلام کا اقتدار مسجد یا کسی گوشۂ خلوت سے باہر قدم رکھے اور معرکہ حیات میں ایک قائد و رہنما اور حکمران و فرمانروا کی حیثیت سے اترے۔ اس مغربی و مشرقی استعمار نے اپنی پروردہ اس قائدانہ ذہنیت کے علمبرداروں کو پیش کش کی کہ وہ آگے بڑھ کر معاشرہ اور کاروان ملت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لیں اور امت اسلامیہ کے رخ انور کو ایسے رنگ میں رنگ دیں جو اس رنگ سے بالکل مختلف ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔

لہٰذا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ اکثر بلاد اسلامیہ سے استعماری فوجیں تو کوچ کر گئیں لیکن اس کے فکری' روحانی اور اجتماعی اثرات وہاں سے رخصت نہ ہو سکے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آزادی و خود مختاری کے بعد سفید فام انگریزوں کی جگہ سیاہ فام انگریز اسلامی ممالک پر حکمران ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ استعمار کی اس معنوی اولاد کے سر پر ہیٹ یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلٹ نظر نہیں آتا۔ بالفاظ دیگر ان مسٹروں کے چہرے اور نام تو بدل گئے ہیں لیکن ان کے اغراض و مقاصد اور ان کا طریق کار وہی ہے جو سفید فام مسٹروں کا تھا۔ ان کا نصب العین' زاویہ نگاہ اور اسلوب کار اور لائحہ عمل وہی ہے جو ان کے سفید فام آقاؤں کا تھا۔ ان دیسی گوروں کا مقصد نہ اللہ ہے نہ آخرت اور نہ ایمان۔ ان کا لائحہ عمل نہ اسلامی تربیت ہے نہ اسلامی ثقافت کا احیاء اور نہ اسلامی احکام کا نفاذ۔

لیکن کیا امت مسلمہ کی اکثریت نے اس طرز فکر و عمل کو پسند اور قبول کر لیا ہے؟ واللہ' ہرگز نہیں۔ امت مسلمہ اس کو مکمل طور پر مسترد کر دے گی اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی کتاب قرآن مجید سے محبت کرتی رہے گی۔ وہ خوب جانتی ہے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی و خوش بختی اپنے دین کی اتباع' کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی اور زندگی کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو فیصل بنانے اور حدود شرعیہ کو قائم کرنے میں مضمر ہے' اور ان کی نامرادی و سیاہ بختی' بھوک اور افلاس' خوف و ہراس' رزق کی تنگی — خصوصا" آخرت میں عذاب الٰہی— ان لوگوں کا مقدر ہے جو شہنشاہ کائنات کی ہدایت اور اس کے احکام و قوانین سے روگردانی کرتے ہیں' اس کے بتائے ہوئے طریقہ سے انحراف کرتے ہیں اور اس کی کتاب نور و ہدایت کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

امت مسلمہ اللہ تعالیٰ پر گہرا ایمان رکھتی ہے اور جب بھی اس پر کوئی آفت نازل ہوتی ہے اور اسے کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ اس ایمان کو اپنے قلب و ذہن میں تازہ کرتی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فاما یاتینکم منی هدی' فمن اتبع هدای فلا یضل ولا یشقی' ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمی(طٰہٰ)

"اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبختی میں مبتلا ہوگا اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا تو اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

وضرب الله مثلا قریة کانت امنة مطمئنة یاتیها رزقها رغدا من کل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکا ن فکفرت با نعم ا للہ' فا ذا قہا ا للہ لبا س ا لجوع وا لخوف بما کا نوا یصنعون (۲)

اللہ ایک ایسی بستی کی مثال دیتا ہے' جو امن و اطمینان سے زندگی بسر کر رہی تھی اور ہر طرف سے بفراغت اس کو رزق پہنچ رہا تھا کہ اس نے اس کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ لہٰذا اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کو یہ مزا چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبت ان پر چھا گئی۔

وکا ین من قریتہ عتت عن ا مر ربہا ورسلہ فحا سبنا ھا حسا با شدیدا' وعذبنا ھا عذا با نکرا' فذا قت وبا ل ا مرھا وکا ن عا قبتہ ا مرھا خسرا (۳)

"کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی توہم نے ان سے سخت محاسبہ کیا اور ان کو بہت بڑی سزا دی' انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا اور ان کا انجام کار گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔"

ہم ہر صاحب اقتدار ٹولہ اور ہر مخالف اسلام گروہ کو یہ چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس نہایت اہم معاملہ میں امت کی براہ راست آزادانہ وغیر جانبدارانہ رائے معلوم کریں کہ وہ قرآن کے مطابق فیصلہ چاہتے ہیں یا اس کے خلاف۔

مسلمانوں کی زندگی میں یہ ایک سنگین ترین معاملہ ہے۔ لیکن جو بات ہمیشہ باعث تعجب رہی ہے وہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کو نظر انداز کیا گیا اور اس کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے اس کی طرف رجوع نہیں کیا گیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کسی ایک بھی اسلامی ملک کے لوگوں سے ان کے عہد غلامی یا دور آزادی میں اس اہم معاملہ میں --- جو ان کی زندگی اور منزل مقصود کا معاملہ ہے --- ایک دفعہ بھی رائے لی گئی ہو۔

اسلامی نظام وہ واحد نظام زندگی ہے جو ایک مسلمان کی زندگی سے واضح تناقض کو دور کرتا ہے اور اس کی روح اور فکر کے درمیان تصادم اور کشمکش کو ختم کرتا ہے۔ ایک مسلمان چونکہ اسلام کا --- جو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک دستور العمل ہے --- اطاعت شعار ہے' اس لئے اس کا یہ ایمان ہے کہ عقیدہ' عبادت' قانون' اخلاق و آداب اور اصول و اقدار میں رہنمائی اور فیصلہ طلب کرنے کے لئے اسلام کی طرف رجوع لازمی ہے۔ لیکن وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے گردو پیش زندگی کسی دوسری ہی رخ پر چلتے ہوئے پاتا ہے ' اگرچہ اسلام کی برملا یا درپردہ مخالفت نہیں کی جاتی ہے۔ چنانچہ قانون سازی' تعلیم و تربیت اور ثقافت و تہذیب میں اسلام کا اعتبار اس کی نظروں سے گر جاتا ہے' اور مسلمان اپنی زندگی کے اس عجیب و غریب تناقض کی وجہ سے حیرت و اضطراب کا شکار بنا ہوا ہے۔

کیا یہ بات موجب تعجب نہیں کہ ایک مسلمان اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے کہ وہ ان قوانین سے فیصلہ کرے جو اس کی محبوب شریعت کے خلاف ہیں' ان رسائل و جرائد کا مطالعہ کرے جو اس کی فکر سلیم کا گلا گھونٹ دیتے ہیں' ایسی نشریات سنے اور ایسے ایسے ٹیلیویژن پروگرام دیکھے جو اس کو اس کی منزل سے دور لے جاتے ہوں۔ وہ ان لغویات پر اپنے دل کی گہرائیوں سے صرف لعن طعن کرکے رہ جاتا ہے۔

ایک مسلمان مرد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق شادی کرتا ہے لیکن اس کی بیوی ایسا لباس زیب تن کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں ہے۔ وہ حکومت کو جابرانہ و ظالمانہ ٹیکس ادا کرتا ہے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے کی گنجائش نہیں پاتا' جو اس پر اس کے رب کی طرف سے فرض کی گئی ہے۔ وہ حرمت سود پر یقین رکھتا ہے لیکن اقتصادی زندگی کے جس چکر میں اس کو جکڑ دیا گیا ہے وہ اس کو روند کر رکھ دیتا ہے' اگر وہ اس چکر کے دھارے کے خلاف چلتا ہے۔

لہٰذا یہ اسلامی نظام ہی ہے جو ہمیں گناہ سے نجات دلاتا ہے اور ہمیں اس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب سے بچا لے گا جس دن ہم سب اس کے دربار میں حاضر ہوں گے اور ہم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کتاب کے ساتھ' جسے ہم نے تم پر نازل کیا تھا' کیسا سلوک کیا؟ کیا ہم نے اسے پس پشت ڈال دیا تھا یا اسے اپنا رہبرو رہنما اور دستور حیات بنایا تھا؟"

اسلامی نظام کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کی تائید' برکت' نصرت' رزق اور قوت کے مستحق بن سکتے ہیں بشرطیکہ ہم اسلامی نظام کے ذریعہ اس سے ڈریں' اس کی نصرت کریں' اس کی ہدایت کی اتباع کریں' اس کے راستہ پر استقامت سے گامزن رہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کی بات سچی اور جس کا وعدہ برحق ہے' فرماتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب (۱۴)
جو اللہ سے ڈرتا ہے' اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسے راستہ سے رزق دیتا ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کرتا ہے۔

ولو ان اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض (۱۵)
"بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

وان لو استقاموا علی الطریقۃ لاسقینا ھم ماء غدقا (۱۶)
"لوگ اگر (راہ راست پر) قائم رہتے تو ہم انہیں پینے کو بہت سا پانی دیتے"

ولینصرن اللہ من ینصرہ' ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکنا ھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (۱۷)
"اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے اللہ ضرور اس کی مدد کرتا ہے' بیشک اللہ بڑی طاقت کا مالک اور زبردست ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے' زکواۃ دیں گے' نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام امور کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

تاریخ کے مادی فلسفہ اور مادہ پرست جدلیت کی نظر میں یہ بات عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے کہ' اس کی زبان میں یہ بات غیر علمی شمار ہوتی ہے' لیکن اہل ایمان کی نظر میں یہ ایک متفقہ حقیقت ہے جو علم' حق اور سیدھی مادی منطق پر مبنی ہے۔

وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون' یعلمون ظاھرا من الحیاۃ الدنیا' وھم عن الاخرۃ ھم غافلون (۱۸)
"اور یہ اللہ کا وعدہ ہے' اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا' لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ وہ دنیا کی زندگی کا صرف ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے یہی لوگ غافل ہیں۔

۲۔ [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام ہی وہ واحد نظام زندگی ہے جو ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عادلانہ توازن قائم کرتا ہے۔ اس میں میزان کا پلڑا زندگی کے کسی ایک پہلو کو قربان کرکے دوسرے پہلو کی طرف نہیں جھکتا۔ بالفاظ دیگر یہ نظام --- اپنی اصول پسندی کے اعتبار سے --- ایک عادل' معتدل اور متوازن نظام ہے' جو انتہا پسندی سے مبرا ہے اور آنکھیں بند کرکے دائیں یا بائیں جانب نہیں جھکتا ہے۔ چنانچہ یہ سرمایہ پرستوں کی تفریط سے محفوظ ہے جو حریت فرد کے نام پر معاشرہ کے حقوق پر ظالمانہ دست درازی کرتے ہیں۔ یہ اشتراکیوں کی افراط سے بھی پاک ہے جو معاشرہ کی مصلحت کی آڑ میں فرد کے حق کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں۔ اسلامی نظام دین کی قربانی دے کر مادہ کا اہتمام نہیں کرتا ہے اور اخلاق کو داؤ پر لگا کر انسانی خواہشات کی تسکین و تکمیل نہیں کرتا۔ اس ضمن میں وہ سرمایہ داری اور اشتراکیت کی انتہا پسندی سے پاک ہے۔

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام زندگی میں فساد' بگاڑ' کجی اور ظلم و استبداد کا راز ہر صاحب فکر و تدبر پر واضح اور روشن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے. ہر نظام ایک متعین فضا' مخصوص زمانہ اور مقررہ ماحول کے نتیجہ میں تشکیل پاتا ہے۔ واضح انحرافات اور مختلف نوعیت کے شدید طوفانوں کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتا ہے' جو نت نئے انقلابات اور ان کے رد عمل کے طور پر پیش آنے والے تصادم کا موجب بنتے ہیں۔ ان میں سے ہرنظام کو ہر وقت پرانی علامات و روایات اور ماضی کے تمام آثار کا نام و نشان مٹا دینے کی فکر لاحق رہتی ہے جبکہ ہر پرانی چیز شر اور فساد نہیں ہوتی ہے۔ لیکن انقلابات اپنی فطرت کے عین مطابق کسی چیز کو نہیں چھوڑتے اور وہ یہ تمیز نہیں کرتے کہ کس چیز کو باقی رکھنا اور کس چیز کو ختم کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے ہر نظام ایک انقلابی تبدیلی لاتا ہے اور پرانے اقدار و نظریات' اخلاق اور احوال کو بدل کر ان کی جگہ نئے اقدار و عقاید اور اخلاق و اطوار کو متعارف کراتا ہے حالانکہ اگر عقل سے کام لیا جائے تو بڑی آسانی سے یہ حقیقت ان اسالیب زندگی کی سمجھ میں آجائے گی کہ نہ ہر قدیم چیز بذات خود بری ہے اور نہ ہر نئی چیز کو فی نفسہ کوئی برتری حاصل ہے۔ کتنی ہی قدیم چیزیں ہیں جو بڑے نفع و فائدہ کی حاصل ہیں' اور کتنی ہی نئی چیزیں ہیں جو شدید نقصان دہ اور ضرر رساں ہیں۔ مزید براں' قدیم و جدید دو نسبتی چیزیں ہیں۔ آج جو چیز قدیم ہے کل وہ جدید تھی اور جو چیز آج نئی ہے وہ کچھ ہی مدت کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرانی ہو جائے گی۔ اس بنا پر اس کے خلاف بھی انقلاب لازم ہوگا اور اس کو مٹا کر اس کی جگہ کسی دوسری نئی چیز کو لتنا ہوگا۔ اس طرح صرف مرور زمانہ ہی اس امر کا فیصلہ کرتا ہے کہ کونسی چیز اپنی بقاء کی صلاحیت ختم کر چکی ہے۔ یہاں کوئی مستقل قدر پائی جاتی ہے اور نہ کسی دائمی و ابدی حقیقت کا وجود ملتا ہے۔ خیر اور شر' اچھائی اور برائی اور حق اور باطل کا کوئی مستقل تصور نہیں پایا جاتا ہے۔ یہاں تو صرف قدیم و جدید سے بحث ہے اور ہر قدیم چیز باطل اور ہر جدید چیز برحق ہے۔ یہ کس قدر احمقانہ اور سواء' السبیل سے بھٹکی ہوئی فکر ہے!

اسلامی نظام اور انسان کے خود ساختہ نظامہائے زندگی کے درمیان جو فرق پایا جاتا ہے وہ وہی فرق ہے جو کامل الوہیت اور ناقص بشریت کے درمیان پایا جاتا ہے --- الوہیت جو جانتی ہے کہ کل کیا تھا' آج کیا ہو رہا ہے اور مستقبل میں کیا رونما ہونے والا ہے؟

ان اللہ لا یخفی علیہ شی فی الارض ولا فی السماء (۱۹)

بیشک زمین میں اور نہ آسمان میں کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ ہے۔

بشریت کا عالم یہ ہے کہ وہ اپنے آج کی چند ہی چیزوں کا علم رکھتی ہے اور اکثر چیزیں اس کی آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ وہ تو اس چیز سے بھی بے خبر ہے جو مستقبل قریب میں پوشیدہ ہے' مستقبل بعید کی تو بات ہی دوسری ہے۔ الوہیت سراپا حکیم و عادل ہے جبکہ بشریت عجلت پسند اور ظالم۔ لہٰذا ہمیں ارشاد باری تعالیٰ پر غور و تدبر کرنا چاہیے:

ان ھذا القران یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحات ان لھم اجرا کبیرا وان الذین لا یومنون بالاخرۃ اعتدنا لھم عذابا الیما' ویدعوا الانسان بالشر دعاءہ بالخیر وکان الانسان عجولا (۲۰)

"یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے اجر کبیر ہے۔ یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور انسان جس طرح (جلدی) سے بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے۔"

چنانچہ قرآن مجید سب سے عمدہ دستور العمل اور سب سے زیادہ عادلانہ راستہ کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنمائی کرتا ہے کیونکہ یہ حکیم و خبیر الوہیت کی نازل کردہ کتاب ہے۔ رہا انسان' تو وہ ایک مخلوق ہے۔ دوسروں کے اثرات قبول کرتا ہے' اپنے جذبات سے متاثر و مغلوب ہو جاتا ہے اور مشتعل ہو کر غیض و غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسان طلب خیر میں جس عجلت کا مظاہرہ کرتا ہے اسی جلد بازی کا مظاہرہ طلب شر میں بھی کرتا ہے کیونکہ انسان فطرتاً" جلد باز واقع ہوا ہے۔

اسلامی نظام ایک ایسا صراط مستقیم ہے جس میں کوئی کجی ہے نہ انحراف —— ایک سیدھا راستہ ہے —— ہدف و منزل تک پہنچنے کا قریب ترین راستہ۔ایک پر پیچ (Zigzag) راستہ آخر کار انسان کو منزل سے دور لے جاتا ہے اور وہ کئی صحراؤں اور مہلک گھاٹیوں سے گزر کر وہاں تک پہنچتا ہے جس سے انسان کی قوت' راحت و آرام اور مسرت غارت ہو جاتی ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے راستوں میں راستی اور اعتدال کی کمی ہوتی ہے' ان کے صراط مستقیم کے دائیں یا بائیں طرف مڑ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر راستہ افراط و تفریط کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس انسانی رویہ کی نہایت واضح مثال قدیم زمانہ سے جمود اور ارتقاء' انفرادیت اور اجتماعیت اور روحانیت اور مادیت کے انتہا پسند رویے ہیں جن میں بعد المشرقین پایا جاتا ہے۔

یونان کے عہد سے لے کر ——جیسا کہ استاذ صلاح الدین سلجوقی نے اپنے مقالہ (۲۱) میں ذکر کیا ہے "——انفرادیت اور اشتراکیت کے عقیدہ کے مابین فکری کشمکش جاری رہی ہے حتیٰ کہ اس کشمکش میں مفکرین پر یہ حقیقت مشتبہ ہو کر رہ گئی کہ آیا انسان اپنی فطرت میں ایک اجتماعی مخلوق ہے یا انفرادیت پسند وجود ہے۔فرد کی انفرادیت طاقتور ہے یا اس کی اجتماعیت۔"

> "افلاطون کا عقیدہ تھا کہ انسان انفرادیت سے زیادہ اجتماعیت پسند ہے۔جب اس نے فلسفہ اخلاق سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے اپنی معروف کتاب "جمہوریت" لکھنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نظر نہ آیا کیونکہ وہ انسان کو معاشرہ یا جمہور کے آئینہ میں دیکھنے کے علاوہ کسی دوسرے پہلو سے دیکھنے سے قاصر رہا۔"
>
> "جب اس کا شاگرد رشید ارسطو منظر عام پر آیا تو وہ اپنے استاذ افلاطون سے صرف دو مسئلوں میں اختلاف کر سکا۔ پہلا اختلاف "مسئلہ مثل" میں تھا۔ لیکن آخری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحلہ میں اس نے افلاطون کے "مسئلہ مثل" کو ہی اپنی منطق کی بنیاد بنا لیا۔
دوسرا اختلاف "فرد کی اشتراکیت" کے متعلق تھا۔ ارسطو اپنے استاذ افلاطون کے برعکس یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ "انسان اشتراکیت سے زیادہ انفرادیت پسند ہے۔"

"بڑے بڑے فلاسفہ کی مساعی اس معمہ کو حل کرنے میں ناکام رہیں۔ البتہ ان کوششوں نے ان دونوں نظریوں کے درمیان اختلاف کی شدت میں اضافہ کر دیا۔ ان کے پاس کوئی سند اور سرچشمہ ہدایت نہیں تھا جس کی طرف وہ رہنمائی کے لئے رجوع کر سکتے کیونکہ افلاطون اپنی فطرت کے اعتبار سے فاقہ کش فقراء کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا جبکہ ارسطو اپنی تربیت میں خوشحال امراء سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ کشمکش افلاطونی فکر کی علمبردار اکلومیوں اور ارسطو کے پرستاروں کی درس گاہوں میں ہمیشہ جاری رہی۔ پھر دنیا میں یہودیت کا دور آیا۔ یہودیوں نے اموال اکٹھے کیے اور ان پر سود وصول کیا' احتکار اور استحصال کو اپنایا۔ یہ تمام امور انفرادیت کی تائید کرتے تھے۔"

"اس کے بعد مغرب میں قیصر اور مشرق میں کسریٰ نے اور مصر و یونان میں اباطرہ حکمرانوں نے جنم لیا اور روح انفرادیت کو اپنے نظام کا ستون قرار دیا۔"

"پھر مسیح علیہ السلام تشریف لائے۔ ان کی دعوت میں "بندروں کی نجات" بھی شامل تھی۔ مسیح کے بعد کلیسا (چرچ) اپنی فکر میں ارسطو کے نقش قدم پر چل پڑا جس کے نتیجہ میں انفرادیت ایک منہ زور طوفان بن کر سامنے آگئی۔ لیکن عادل منصف اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت اور اپنے طبیعی اور اخلاقی نظام کو عدل و قسط کے ساتھ وضع فرمایا۔ چنانچہ جب کبھی فطری اور اخلاقی دنیا کی کوئی چیز قسط و اعتدال سے باہر نکلی ہے تو اس کا نتیجہ ایک ردعمل کے طور پر سامنے آیا۔"

"اس طرح انفرادیت اور اشتراکیت کے درمیان ایک عملی بلکہ خونریز تصادم برپا ہوا۔ بالکل اسی طرح جس طرح زمانہ بعید سے ایک فکری کشمکش جاری ہے۔ چنانچہ مزدک اٹھے جو ایران میں اپنی اشتراکی فکر کے حوالہ سے معروف تھے ——— اشتراکی فکر جو کمیونزم کی سطح کو چھوتی ہے ——— اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کچھ دیر پہلے ایک بہت بڑا ہنگامہ اور تند و تیز تصادم برپا ہوا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسائل فلسفہ کا تعلق فطرت' عناصر و اجسام اور افلاک سے ہوتا ہے جبکہ حقیقت اور نوعیت کے بارے میں علماء و فلاسفہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مسائل کسی اجتماعی اثر کو معرض وجود میں نہیں لاتے۔ جہاں تک فلسفہ اجتماعیت سے متعلق امور کا تعلق ہے --- مثلاً" انسان کی انفرادیت اور اشتراکیت کا مسئلہ --- یہ ایسے مسائل ہیں جو نزاع --- بلکہ خون ریز تصادم --- کا باعث بنتے ہیں' جبکہ دین اپنی ذات میں علوم اجتماعیت کا سنگ بنیاد ہے۔ وہ فرد کا فرد کے ساتھ اور معاشرہ کے ساتھ رشتہ و تعلق قائم کرتا ہے اور فرد کا ربط اس کے مبدائے مقدس خالق کائنات کے ساتھ استوار کرتا ہے' جو عین حق' سرچشمہ خیر اور منبع حسن و جمال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر وہ فرقان عظیم نازل کیا جو انفرادیت و اشتراکیت کی افراط و تفریط کو ختم کرتا ہے۔ انفرادیت اور اشتراکیت پر مبنی یہ دونوں نظامہائے حیات ہمیشہ سے بر سرپیکار تھے اور انہیں کوئی راہ اعتدال سجھائی نہیں دیتی تھی۔

دور جدید میں بھی یہ کشمکش برپا ہوئی اور فکری اور عملی میدانوں میں انفرادیت اور اشتراکیت کے درمیان دوسری مرتبہ اس تصادم نے شدت اختیار کر لی جیسا کہ جدید مغربی فکر کی تاریخ میں یہ تصادم واضح طور پر ہمیں نظر آتا ہے۔

اٹھارویں صدی عیسوی میں نظریہ انفرادیت نے بڑی طاقت حاصل کر لی کیونکہ بڑے بڑے مذاہب اخلاقیات میں یہ نظریہ ظاہر ہوا۔ چنانچہ معاشرہ کی قوت اور اس کے اثر اور دائرہ کار کو نظرانداز کرتے ہوئے فرد کی ذات پر ساری توجہ مرکوز کر دی گئی۔

لیکن انیسویں صدی نے اس انفرادیت کے خلاف جنگ اور نظریہ اجماعیت (Collectivism) کی بالادستی کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا۔

نظریہ اجتماعیت کے علمبرداروں میں ایک کونت تھا جس نے علم اجتماع کی اقامت اور معاشرہ کی بالادستی کی حمایت و نصرت کا علم اٹھایا اور انفرادیت کے خلاف محاذ کھولا کیونکہ وہ پختہ عقیدہ رکھتا تھا کہ یہی انفرادیت انتشار' لاقانونیت اور شکست و ریخت کا اصل سبب ہے۔

www.KitaboSunnat.com

بیسویں صدی کے آغاز میں مفکرین پھر انفرادیت کی طرف لوٹ آئے اور "بدلو کروتشہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹۵۲ء)اور"ارون" کے ہاتھوں "مذہب تاریخی"(Historicism) نے جنم لیا۔ اس نظریہ کے باعث نشاط ذات ہر چیز کا مرکز و محور بن گئی۔ انیسویں صدی میں "کونت" اور اس کے ہم خیال مفکرین کی رائے یہ تھی کہ تاریخ ہی فرد کو عزت و احترام کا مقام عطا کرتی ہے اور نظریہ تاریخی کے علمبرداروں کا کہنا ہے کہ فرد ہی تاریخ کے تصور کو متعین کرتا ہے۔

حریت فرد کے مقابلہ میں اجتماعیت کے ظلم و جور کے خلاف صدائے احتجاج میں شدت پیدا ہوگئی اور اس صدائے احتجاج کو ان ناول نگاروں، فنکاروں، آرٹسٹوں اور ماہرین معاشیات نے اور بھی نمایاں کر دیا جنھوں نے فرد کی اقتصادی نشاط پر حکومت اور حکومتی اداروں کے غلبہ و تسلط کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر فرد کو اپنی دولت میں تصرف کی آزادی مل جائے تو دولت و ثروت کے سوتے پھوٹ پڑیں گے۔ اس تحریک میں سیاسی آزادی کے علمبردار اور انسانی حقوق کے داعی بھی شامل ہو گئے اور بیسویں صدی کے آغاز میں علم اجتماع کے میدان میں "دور کایم" اور "تارد" میں اختلافات نمایاں ہو گئے۔ "دور کایم" کے رد میں "تارد" نے برملا اعلان کر دیا کہ اجتماعیت کے مظاہر افراد کے درمیان متبادل روحانی مظاہر کو جنم دیتے ہیں--- تقلید کے راستے سے جو انسانی جبلت میں پائی جاتی ہے اور اجتماعی ضمیر اس تقلید کی مختلف اقسام کا محض ایک عکس ہوتا ہے۔

"امیل بریہ" کہتا ہے کہ جب ہم اس نقطہ نظر کو قبول کر لیتے ہیں جو "جورج جورفش" نے اپنی تالیف "علم اجتماع کا موجودہ جدید رجحان" میں بیان کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آج فرد اور معاشرہ کے درمیان تعلقات کے موضوع پر نزاع و مناقشہ کوئی موضوع نہیں رہا ہے۔ لہٰذا آج فرد اور معاشرہ پر نظر ڈالنا ایک بیہودہ عمل ہے۔ گویا فرد اور معاشرہ اب ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ اور بذات خود ایک مستقل موضوع ہے۔

"جون دیوی" نے ہمعصر علمائے اجتماع کی کثیر تعداد کی آراء پر بحث کرنے کے بعد یہاں تک کہا ہے کہ فرد اور اجتماع کے الفاظ نہایت مبہم اور غیر واضح ہیں اور یہ ابہام اس وقت تک قائم رہے گا جب تک فرد اور معاشرہ کو دو متضاد الفاظ سمجھا جاتا رہے گا۔

امریکی اور فرانسیسی علمائے اجتماع نے "دور کایم" کی اس رائے کو مسترد کر دیا ہے جس میں فرد کو ایک کٹ پتلی سمجھا جاتا ہے جس کی ڈور معاشرہ ہلاتا ہے اور فرد ایک ایسے نظام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تابع ہوتا ہے جس کی تشکیل دینے میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ "مارسل موس" کی رائے میں انسان انہی صفات سے متصف ہوتا ہے جن سے معاشرہ بکمال و تمام آراستہ ہوتا ہے۔ "کیفلیہ" نے "علم اجتماع کا ثمرہ" کے عنوان پر اپنی تازہ ترین کتاب میں صراحت کی ہے کہ فرد اور معاشرہ کے درمیان تعلقات کی وضاحت کرنے کا اعزاز علمائے نفسیات کو جاتا ہے جنہوں نے خاص مسائل پر دوسرے مسائل کے ذریعہ بحث کی ہے جو اس استدلال کے نتیجہ کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں جو مسائل کے باہمی موازنہ پر قائم ہوتا ہے۔

اس نے ہمارے شعور کو ایک چھوٹی سی دنیا قرار دیا ہے جو چاروں طرف سے بند ہے۔ چنانچہ عصر جدید کے ماہرین نفسیات نے یہ رائے قائم کی ہے کہ انسانی فطرت انسان کی ولادت کے وقت کامل نہیں ہوتی بلکہ انسان اپنے وجود کو معاشرہ کے اندر رہتے ہوئے اپنی زندگی کے دوران بتدریج حاصل کرتا ہے۔ اس قول کا نقطہ عروج یہ ہے کہ معاصر ماہرین اجتماعیت اور علمائے نفسیات کی نظر میں فرد ایک مرکب ہے جو اپنی ترکیب میں اجتماعیت کا پہلو لئے ہوئے ہے اور اس کے اجزائے ترکیبی کے درمیان نقطہ فصل تلاش کرنا ممکن نہیں ہے۔ (۲۲)

اس طرح بڑی مشکل اور کوشش کے بعد معتدل فکر اس نظریہ اور عقیدہ تک پہنچی ہے جس کو نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے پیش کیا تھا۔ انہوں نے انسانیت کو ایسا معتدل راستہ عطا کیا جس نے بلا افراط و تفریط فرد اور معاشرہ کے حقوق و فرائض میں بے مثال توازن پیدا کیا' اور اس نہج پر ایک امت وسط کو قائم کیا جو سب سے بہترین امت ہے جو کبھی لوگوں کی فلاح و صلاح کے لئے کھڑی کی گئی ہو۔

۳۔ مشکلات و مسائل کا مکمل علاج

اسلامی نظام ایک واحد نظام ہے جو ہماری مشکلات کو بن و بیخ سے ختم کر دیتا ہے اور ہر معاملہ پر تمام زاویوں سے بحث کرتا ہے۔ چنانچہ یہ نظام کسی مسئلہ کے سطحی حل پر اکتفاء نہیں کرتا اور صرف ان سطحی پھوڑے پھنسیوں کا علاج نہیں کرتا جو انسانی جلد پر نمودار ہوتی ہیں جبکہ اندر سے پورا وجود اسباب مرض کی وجہ سے درد سے مضطرب ہوتا ہے۔

یہ انسانی زندگی کے اقتصادی اور مادی دونوں پہلوؤں پر توجہ دیتا ہے۔ یہ معیشت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدبیر اور پیداوار میں اضافہ پر بھی توجہ دیتا ہے' لوگوں کے اموال کی حفاظت کا اہتمام کرتا ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے معاش کا ذریعہ اور ان کی زندگی کا مدار قرار دیا ہے۔ یہ دولت کی نشوونما' اس کی عادلانہ تقسیم اور اجتماعی کفالت (Social Security) پر بھی اسی طرح توجہ دیتا ہے جس طرح انسانی جسم' اس کی صحت اور طاقت پر۔ لیکن وہ نہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ معاشی خوشحالی ایک مسلمان کی غایت اولیٰ اور اس کی زندگی کا محور بن جائے اور نہ اسے اس کی سب سے بڑی پریشانی اور دلچسپی قرار دیتا ہے جس پر اس کا سارا مبلغ علم صرف ہو جائے۔

زندگی صرف معاش کا نام نہیں ہے اور نہ اس کی تمام مشکلات کی وجہ پیداوار کی کمی یا پیداوار کی غلط تقسیم ہے۔ جیسا کہ بعض انتہا پسند مفکرین کا خیال ہے۔ انسان محض معاشی حیوان بھی نہیں جس کی ساری توجہ مادی خواہشات کی تکمیل پر مرکوز ہوتی ہے اور جس کی ساری تگ و دو کا محور و مرکز تکمیل خواہشات کے وسائل و ذرائع کی تلاش ہوتی ہے تاکہ جب ہم اپنی پیداوار میں اضافہ کر لیں اور پیداوار اور خدمات کی تقسیم کا اہتمام کر لیں تو عقدہ حل ہو جائے گا' مصیبت دور ہو جائے گی' زندگی خوشحال ہو جائے گی' انسان کامرانی و سعادت سے بہرہ ور ہو جائے گا۔

یہ دانش ور اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ انسانی نفس اور وجود کے بارے میں اس کی فکر اور زندگی کے متعلق اس کا نظریہ پہلا عامل ہے جس کے بغیر ہر حل ناکامی کا شکار ہو جاتا ہے' اور علاج کی ہر تدبیر الٹ ہو جاتی ہے۔ ایک قدیم عربی شاعر' جو ایک دقیق نظر اور عمیق فکر کا مالک تھا اور جس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو انسان اور اس کی زندگی کے بارے میں وسیع علم اور تجربہ کا دعویٰ رکھتے تھے' کہتا ہے۔

لعمرک ما ضاقت بلاد باھلھا

ولکن اخلاق الرجال تضیق (۲۳)

قرآن مجید کس قدر سچی بات کہتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کو واضح کرتا ہے کہ جماعتوں کا مادی انقلاب ان کے دلوں کے انقلاب کے تابع ہوتا ہے۔ یہ نظریہ مارکسیت کے بالکل برعکس ہے جس کی رو سے قوموں کا مادی انقلاب ان کے دلوں کے انقلاب کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر ہم اپنی اقتصادی زندگی کو ایک بہترین زندگی میں بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اندر ایک روحانی اور نفسیاتی تبدیلی پیدا کرنا ہوگی اور سب سے پہلے اپنے اخلاق' افکار اور عادات و اطوار کو بدلنا ہوگا۔ اور اس طرز عمل کو اپنانا ہوگا جو سب سے زیادہ راست اور سیدھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم(۲۴)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

غیر اسلامی درآمد کردہ نظامہائے زندگی میں ایک عیب اور خرابی یہ ہے کہ ان میں سے ہر نظام محض ایک مادی نظام ہے جس کی ساری پریشانی زندگی کے صرف اقتصادی پہلو تک محدود ہے اور جس کی نگاہ انسان کی صرف عارضی زندگی پر مرکوز رہتی ہے۔ یہ اس کے جسم کے خول اور اس کی حیوانی خواہشات اور جذبات کی تسکین کا اہتمام کرتا ہے۔ رہا معاملہ دار آخرت' حساب و کتاب' روح اور اس کا ابدی اور کامل دنیا کے حصول کا ذوق و شوق' سعی و کوشش اور ملائے اعلیٰ سے وصال کی پیاس' پروردگار عالم کے قرب کا حصول' تو یہ چیزیں جدید نظامہائے زندگی اور مذاہب تہذیب و تمدن کی نظر میں کچھ اہمیت نہیں رکھتی ہیں۔ یہ صورت تو اس وقت ہے جب یہ مادی نظام فکری اور عملی طور پر آخرت کے عقیدہ کا انکار نہ کرتا ہو' اس پر حملہ آور نہ ہوتا ہو اور اس کا گلا دبانے کی کوشش نہ کرتا ہو۔

انسانوں کے بنائے ہوئے نظامہائے زندگی کی ایک خامی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایک ہمہ گیر نظر سے محروم اور عاری ہوتے ہیں' حقیقت کی گہرائیوں تک ان کی رسائی نہیں ہوتی' وہ زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ لہٰذا ان میں ہر نظام جزوی' وقتی' مقامی' سطحی اور ناقص ہوتا ہے۔ یہ ایک "ذاتی" شے ہے جس میں کسی متعارض امر کی گنجائش نہیں ہوتی اور یہ خودکسی کے پیچھے نہیں رہتا جیسا کہ اہل منطق کا خیال ہے۔ اس کی وجہ وہ نقص اور خامی ہے جو ان نظامہائے زندگی کو وضع کرنے والے انسانوں کی فطرت و طبیعت اور ان کی قوتوں اور صلاحیتوں میں پائی جاتی ہے۔ انسان اولاً " زمان و مکان کے اعتبار سے ایک محدود ماحول رکھتا ہے کیونکہ وہ ایک خاص زمانہ میں پیدا ہوتا ہے' عدم کے بعد اس کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم وجود میں آنے کے بعد نقطہ کمال تک پہنچتا ہے۔ اس طرح وہ ایک مخصوص مقام و علاقہ کے متعلق تعصب کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ اصول سب پر صادق آتا ہے۔ خواہ ایک فرد ہو یا ایک نسل یا پوری نوع (Species)' وہ اپنے علاقہ کے بارے میں متعصب ہو جاتی ہے۔ جس طرح انسان ایک مخصوص زمانہ میں پایا جاتا ہے اور وہ اسی کے بارے میں بات کرتا ہے' اسی طرح اس کا وجود بھی اپنے مقام میں ہی پایا جاتا ہے اور وہ اس مقام سے ماوریٰ کسی چیز کے بارے میں گفتگو نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ علم' تجربہ اور ادراک و شعور کے اعتبار سے ایک محدود ماحول رکھتا ہے۔ اس کا علم اس کی پیدائش کے بعد شروع ہوتا ہے۔ وہ صرف علم ہی حاصل کرتا ہے جو ایک مخصوص زمان و مکان میں اس کے محدود ماحول اور اس طرح اس کے محدود افعال کے ساتھ نسبت رکھتے ہوں' کیونکہ --- ان اعتبارات کے لحاظ سے محدود ماحول رکھنے کے علاوہ ---- وہ اپنی فطری کمزوری' میلان طبع اور رغبت نفس کے تابع ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر وہ اپنی خامی اور کم علمی و بے خبری کے ہاتھوں بھی مجبور ہوتا ہے۔

انسان --- جب کہ وہ ایک خاص زمان و مکان میں مقید ہو اور اس کی قوتیں اور صلاحیتیں بھی محدود ہوں-- جب کبھی بذات خود اپنا اعتقادی نظریہ وضع کرنا چاہتا ہے یا حقیقی زندگی کا دستور العمل تیار کرتا ہے تو اس کی فکر اس روش کی محکوم بن جاتی ہے جو اس کے تمام حالات و ظروف پر حکمرانی کرتی ہے۔ اس کی فکر جزوی ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ ایک جگہ اور زمانہ کے لئے تو مناسب ہو سکتی ہے لیکن کسی دوسرے زمانہ اور خطہ ارضی کے لئے کارآمد اور مفید نہیں ہوتی ہے۔ وہ حال کے لئے درست ہو سکتی ہے لیکن مستقبل کے لئے نہیں۔ ایک سطح تک تو قابل عمل ہو سکتی ہے دوسری سطح تک نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ فکر زندگی کے تمام زاویوں اور پہلوؤں' احوال و اطوار' عوامل و اسباب میں سے کسی ایک امر پر بھی بحث نہیں کرتی کیونکہ یہ فکر سرا سر ایک مخصوص زمان و مکان اور اسباب و علل کے تحت پروان چڑھتی ہے جو انسان کی اپنی ذات کی قوتوں اور صلاحیتوں اور اس کے فہم و ادراک کی رسائی سے باہر ہیں۔ علاوہ بریں' ضعف اور خواہشات نفس کے مختلف عوامل اس کی فکر کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ دو ایسے انسانی اسلوب ہیں جن کی جڑیں بڑی گہری ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ انسانی فکر اور انسان کے بنائے ہوئے دستور العمل میں کمال اور ہمہ گیری کا پیدا ہونا کبھی ممکن نہیں ہوتا۔ یہ فکر جزوی اور عارضی ہوتی ہے۔ جزوی ہونے کی وجہ سے ناقص ہوتی ہے اور وقتی ہونے کی بنا پر وہ ایسے اضطراب کا شکار ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں اختلاف و خلفشار اور جدل و نزاع کے دوران انسان ایسے افکار کو تشکیل دیتا ہے اور ایسے اسلوب عمل کی صورت گری کرتا ہے جس میں وہ کسی دوسرے کو شریک و سہیم نہیں بناتا ہے۔ اس کی تصویر یورپ کی تاریخ میں بآسانی دیکھی جا سکتی ہے۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ سارے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو اعتقادی تصور اور اسی طرح زندگی بخش دستور العمل' جس کا سوتا اس عقیدہ کے سرچشمہ سے پھوٹتا ہے' ہر طرح کے نقص ضعف اور تناقص سے -- جو بشریت کا خاصہ ہیں --- پاک ہو جاتا ہے۔(۲۵)

اس طرح اسلامی نظام جس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے' ممتاز مقام رکھتا ہے جو انسان کے جملہ پہلوؤں اور انسان کے تمام خصائص اور اس کی ظاہری اور باطنی' مادی اور روحانی یا انفرادی اور اجتماعی ضروریات کے متعلق بڑی گہری اور کامل نظر رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق اور اس کا رب ہے اور وہی اس کی جملہ خصوصیات اور حاجات کا احاطہ کر سکتا ہے۔

الا یعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر (۲۶)

"کیا جس نے پیدا کیا' وہی نہیں جانے گا حالانکہ وہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔"

اسلامی نظام وہ نظام ہے جو مادی پہلو سے بالاتر ہو کر ذہنی اور روحانی پہلو کی طرف رخ کرتا ہے انسان کے اندر کے انسان پر اپنی مکمل توجہ مبذول کرتا ہے اور یہ "اندرونی انسان" گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب یہ درست ہو جاتا ہے تو سارا انسانی جسم صحیح رہتا ہے اور جب اس میں فساد اور خرابی پیدا ہوتی ہے تو سارا جسم فساد کا شکار ہو جاتا ہے --- گوشت کا یہ لوتھڑا انسان کا دل ہے۔ دل پروردگار کی ایک عظیم نعمت ہے۔ انسان اس کی بدولت احساس و شعور کی دولت سے مالا مال ہے۔ وہ قلبی بصیرت کے ذریعہ ان چیزوں کا ادراک کر لیتا ہے جن کا ادراک انسان کی ظاہری آنکھیں نہیں کر سکتیں۔ اور انسان ایسے حقائق کو سمجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے جو منطق کی گرفت سے بالاتر ہیں۔

فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (۲۷)

"درحقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں"

یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم (۲۸)

"اس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد۔ ہاں، جو شخص قلب سلیم کے ساتھ اللہ کے پاس حاضر ہوا، (وہ کامیاب ہوگا)"

ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب(۲۹)

"اس میں عبرت کا سبق ہے اس شخص کے لیے جو دل (بیدار) رکھتا ہو"

ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم(۳۰)

"اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔"

یہ دل صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی یاد اور اس پر مضبوطی سے کاربند رہنے سے ہی طمانیت اور سکینت حاصل کر سکتا ہے، اور وہ روح کو زندگی اور تازگی بخشنے والے جھونکوں سے اس وقت لطف اندوز ہوتا ہے جب وہ ایمان باللہ میں ریاض کرتا ہے:

الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ، الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (۳۱)

"یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ان کے دل یاد الٰہی سے مطمئن ہیں۔ خبردار، دل یاد الٰہی سے ہی اطمینان پاتے ہیں۔"

ھو الذی انزل السکینتہ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم (۳۲)

"(اللہ) وہ ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمائی تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایک اور ایمان بڑھالیں۔"

اسلامی نظام وہ یکتائے روزگار نظام ہے جو انسان کی حقیقت کے علم اور اس کی فطرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اعتراف کی اساس پر قائم ہے۔ لہٰذا یہ نظام انسان کے اندر کے روحانی انسان -- قلب یا روح --- یا ضمیر کو تسلیم کرتا ہے اور خدا کے ذکر و شکر اور اس کی حسن عبادت کے ذریعہ اس کی پیاس کی تسکین اور اس کی آرزو کی تکمیل کے لئے جدوجہد کرتا ہے' اور اس سے آخرت کی دائمی و ابدی زندگی کا وعدہ کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی نظام دین اور دنیا کے درمیان ایک رشتہ قائم کرتا ہے' عقل اور قلب کو منور کرتا ہے اور کارخانوں کے ساتھ ساتھ مسجدیں بھی تعمیر کرتا ہے۔ فیکٹریوں کی چمنیوں کی طرح وہ مسجدوں کے مینار بھی بلند کرتا ہے۔ اس طرح زندگی درجہ کمال حاصل کرتی ہے' اس میں توازن پیدا ہوتا ہے اور اس میں روح اور مادہ' اقتصاد اور عبادت اور دنیا اور آخرت --- سب دوش بدوش قدم ملا کر چلنے لگتے ہیں۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله و اقام الصلوة وايتاء الزكوة' يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والا بصار(۳۳)

"ان مردوں کو تجارت اور خرید و فروخت' اللہ کی یاد سے اور اقامت صلوۃ اور ادائے زکواۃ سے غافل نہیں کر دیتی' وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔"

سطح زمین پر اور زیر زمین جو چیز سب سے قیمتی ہے وہ نہ گیہوں اور پھل ہیں اور نہ پٹرول اور فولاد ہے اور نہ سیم و زر۔ بلکہ کائنات میں سب سے قیمتی چیز انسان ہے --- وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے کرامت و شرافت کی خلعت سے نوازا ہے اور زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے --- وہ انسان جس نے کائنات کی ہر شے کو اپنی خدمت اور اپنے فائدہ کے لئے مسخر کیا ہے۔ پھر انسان کے اندر جو چیز سب سے زیادہ قدر و قیمت رکھتی ہے وہ اس کا جسد خاکی نہیں ہے اور نہ وہ گوشت- پوست جو اس پیکر خاکی کا لباس ہے اور نہ وہ اعصاب ہیں جو اس جسد خاکی میں پھیلے ہوئے ہیں اور نہ وہ خون ہے جو اس کے رگ و ریشہ میں رواں دواں ہے کیونکہ اکثر حیوانات ایسے ہیں جن کا جسم انسان کے جسم سے طاقتور بھی ہے اور ضخیم بھی۔

انسان کے اندر جو چیز سب سے زیادہ قیمتی ہے وہ اس کی روح اور اس کا دل ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اسے تمام مخلوقات پر امتیاز بخشا ہے اور اسے ایک سامان فراہم کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو اس کا رشتہ آسمان سے جوڑ دیتا ہے' اور اس کو اس کے رب کے قریب کر دیتا ہے جس نے اس پر ہر وقت اپنی رحمتوں اور نعمتوں کے دروازے وا کئے ہوئے ہیں اور ان پر کوئی دربان متعین نہیں کیا ہے جو اس کے دروازے پر دستک دینے والے انسان کو واپس لوٹا دے یا اس کے در کے سوالی کو جھڑک دے۔ اس کے برعکس پروردگار کائنات اپنی کتاب مقدس قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب (۳۴)

"اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں (تو فرما دیں کہ) میں قریب ہی ہوں۔"

اور پیغمبر اسلام کی حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی واذا ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی واذا ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ' واذا تقرب الی شبرا تقربتہ الیہ ذرعا' وان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا' وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولتہ(۳۵)

"میرا معاملہ (اپنے بندے کے ساتھ) اس کے ظن کے مطابق ہے جو وہ مجھ سے رکھتا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں' جب وہ مجھے اپنے ساتھیوں کے درمیان یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے ملاء (ہم نشین فرشتوں کی جماعت) میں یاد کرتا ہوں جو اس کے ساتھیوں سے بہتر ہیں۔ جب یہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں' جب وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں' اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کے پاس پہنچتا ہوں۔"

سطح بین لوگ اعتراض کریں گے کہ اس سارے کلام کو اقتصادی اور اجتماعی مشکلات کے علاج میں کیا دخل ہے؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ تمام مشکلات کی بنیاد تو دراصل انسان ہی ہے اور ہر علاج جو انسان کی حقیقت' اس کی روح کی حاجات اور اس کے دل کے اشواق سے بے خبر ہے' وہ ایک سطحی علاج ہے جو مسکن گولیوں اور درد کو دبا دینے والی ادویات کی مانند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' جو چند ساعتوں کے لئے درد کو سکون تو دیتی ہیں لیکن بیماری کا قلع قمع کرتی ہیں نہ مریض کو کامل شفاء سے ہمکنار کرتی ہیں۔

جو لوگ انسان پر محض ایک "پیداواری حیوان" اور "اقتصادی مخلوق" کی حیثیت سے نظر ڈالتے ہیں(۳۶)جس کی ساری تگ و دو کا محور اشیاء پیدا کرنا اور ان کو استعمال کرنا ہے اور جس کی ساری توجہ کا مرکز کھانا پینا اور اشیاء سے زیادہ سے زیادہ استفادہ ہے' وہ انساں سے بہت بے خبر ہیں' اس کے حقیقی مرتبہ و مقام کو گھٹاتے ہیں اور اس کے ساتھ بڑی زیادتی کرتے ہیں۔ یہ انساں کی حقیقت کے بارے میں ان کی جہالت کا نتیجہ ہے کہ وہ انسان کے لئے وہ سکینت اور سعادت مہیا نہ کر سکے جس کا وہ آرزو مند ہے' بلکہ الٹا انہوں نے اس کی زندگی میں مصائب و آلام کا اضافہ کر دیا اور اپنے خود ساختہ ناکمل نظامہائے زندگی کے ذریعہ اس کی مشکلات کو پیچیدہ سے پیچیدہ تر بنا دیا۔

اذا استشفیت من داء بداء

فاقتل ما اعلک ما شفاک (۳۷)

اسلام جیسا کہ ایک ہندوستانی مسلم عالم نے کہا ہے' راسمالیت اور شیوعیت کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے جب وہ انسان کو ایک کیمیاوی وجود سے' جو بے جان غددوں سے بنا ہے' بہت بلند دیکھتا ہے۔ اجتماعیت کی جنت کا وہ مفہوم جو ایک بلشقی (Bolschevik) نے پیش کیا ہے وہ ایک "حدیقہ حیوان" (چڑیا گھر) قائم کرنے سے زیادہ نہیں جو انسان کے گلے میں بلشقیت (Bolschevism) کا پٹہ ڈال کر اسے کھانے پینے اور افزائش نسل کی پوری ضمانت دیتا ہے اور شدید رقابت پیدا کرنے کے بعد ہر قفس کے سامنے آرام و عیش کی ایک وسیع وادی کے دلفریب مناظر پیدا کرتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام ایک ایسی مکمل جنت الفردوس کی ضمانت دیتا ہے جس کے حصول کی راہ میں کوئی رکاوٹ اور مشکل نہیں ہے۔

جس فردوس کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کا اعلان بعض ان عرب زعماء نے بھی کیا ہے جو آج کل انقلابی اشتراکی نظام کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس کو امت مسلمہ کی مشکلات کے علاج کے لیے حتمی اور لازمی تصور کرتے ہیں۔ یہاں پر میں ایک مرحوم مصری رہنما کی اس تحریر پر اکتفا کروں گا جو اس نے اپنی کتاب "عدل اجتماعی اور حقوق فرد" کے مقدمہ میں درج کی ہے اور جو سلسلہ مضامین "اخترنا لک" میں ۱۹۵۴ء میں شائع ہوئی تھی یہ مصری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانشور رقمطراز ہے کہ:

"بعض لوگ اس طرف جھکاؤ رکھتے ہیں اور بعض اس طرف۔ آراء کی کثرت ہے اور مختلف مکاتب فکر باہم متصادم و متعارض ہیں' اذہان و قلوب باہمی کش مکش کا شکار ہیں۔ بے شمار گروہوں نے سر اٹھالیا ہے اور ہر گروہ لوگوں کو اپنے مذہب و فکر کی طرف دعوت دیتا ہے اور ہر گروہ کے فلاسفہ اور اہل فکر ایک نظام وضع کرنے میں مشغول ہیں جو انسان کی مشکلات کو دور کر سکے اور اس کے مسائل کی گتھیوں کی عقدہ کشائی کر سکے۔ پھر ہم راسمالیت' اشتراکیت' نازیت' فاشیت (Facism)' شیوعیت (Communism) اور فوضویت و لا قانونیت (Anarcism) اور ایسے دیگر مادی فلسفہ ہائے زندگی کے متعلق سن رہے ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی فرد اور معاشرہ کی مشکلات کا صحیح حل پیش نہیں کرتا ہے کیونکہ فرد اور معاشرہ کا مسئلہ پہلے انسانی مسئلہ ہے اور بعد میں مادی مسئلہ۔ لہٰذا اس مسئلہ کے حل کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم لوگوں میں انسانی شعور کی تربیت کریں اور ان میں انسانی اخوت کے رشتوں کو مضبوط اور مستحکم بنائیں۔"

"ہم عرب اور دنیا کے اس جانب کے مسلمان وہ کشمکش دیکھ رہے ہیں جو ان خود ساختہ مادی نظامہائے فکر و عمل کے مابین برپا ہے اور ان مذاہب فکر و عمل کے گرد مختلف قوموں اور حکومتوں کے درمیان جو معرکے برپا ہیں وہ بھی ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ ہمیں ان مذاہب اور ان کی علمبردار حکومتوں اور قوموں پر سخت تعجب ہے کیونکہ فرد اور جماعت کے جس مسئلہ نے یورپ کے تمام فلاسفہ اور مفکرین کو صدیوں سے ورطہ حیرت میں ڈالا ہوا ہے' اس نے ہمارے ممالک میں تیرہ سو سال قبل ہی صحیح حل پالیا تھا' جب حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا نزول ہوا جس نے انسانی اخوت کی طرف دعوت دی اور بڑی وضاحت کے ساتھ عدل اجتماعی کو بیان کیا' جس کی اساس باہمی محبت و شفقت اور اخوت پر مبنی باہمی کفالت اور ایثار و قربانی پر رکھی گئی ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی (۳۸)

اللہ عدل' احسان اور رشتہ داروں کی مدد کا حکم دیتا
ہے اور فحش کاموں' بری باتوں اور ظلم سے منع کرتا
ہے۔

"یہی حقیقی نظام ہے۔ چنانچہ فلاسفہ اور اہل فکر کو اپنی بے سود جدوجہد سے دست کش ہو جانا چاہئے اور آج کے بعد فرد اور جماعت کی مشکلات و مسائل کے حل کے لئے کسی دوسرے نظام کی تلاش ترک کر دینی چاہئے ---- ہمارے پاس ان مسائل کا حقیقی حل موجود ہے ---- سب سے پہلا حل جو ہمارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر چودہ سو سال پہلے بذریعہ وحی نازل ہوا تھا اور یہی انسان کی مشکلات کا آخری حل ہے۔"

کاش میں سمجھ سکتا کہ اس کلام میں جو زندگی سے دھڑکتا ہے اور جس کی اصل پاکیزہ ہے' اشتراکی نظام کی حتمیت' انقلابی تبدیلی کی ضرورت' وسائل پیداوار پر مکمل کنٹرول' رجعیت کے خاتمہ کا تصور کہاں پایا جاتا ہے؟ اور اس سے یہ نتیجہ کیسے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ترقی کا صحیح لائحہ عمل تیار کرنے کے لئے سائنٹیفک اشتراکیت یعنی مارکسیت ہی مناسب فارمولا ہے اور دوسرا کوئی نظام قطعاً" مطلوبہ ترقی حاصل کرنے کے قابل نہیں؟ (المیثاق' ص ۴۷)۔ مختلف طبقوں کے درمیان جو طبعی اور ناگزیر تصادم پایا جاتا ہے اسے نہ نظر انداز کیا جا سکتا ہے نہ اس کا انکار ممکن ہے (ایضاً: ص ۱۶۳)۔

کیا تمہارے خیال میں سائنٹیفک اشتراکیت نے ---- جسے ایک متشدد یہودی مارکس نے پیش کیا تھا ---- اس اولیں نظام کو منسوخ کر دیا ہے جو آج سے چودہ سو برس پہلے ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل ہوا تھا؟

۴۔ صالح انسان کی تیاری

لبرل ازم ایک نہایت اہم اور ضروری چیز حاصل کرنے سے بے خبر یا عاجز و قاصر رہا ہے اور وہ اہم چیز ایک ایسے انسان کی تیاری ہے جس پر ایک صالح حکومت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ یہ انسان جب منتخب ہو کر مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو وہ ان اختیارات کو بطریق احسن استعمال کرتا ہے جو اسے منتخب کرنے والے لوگوں نے اسے تفویض کئے ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور جب یہ صالح انسان کسی کا نائب ہوتا ہے تو وہ ان لوگوں کی نمائندگی بحسن و خوبی سر انجام دیتا ہے جو اسے اپنا نمائندہ نامزد کرتے ہیں' اور جب یہ ایک حکمران ہوتا ہے تو وہ اپنی ذمہ داری کو خوب ادا کرتا ہے۔

اس صالح انسان کے بغیر نہ حکومت کی اصلاح ممکن ہے اور نہ معاشرہ کی' خواہ کتنے ہی انتخابات ہوں اور کتنی ہی پارلیمنٹیں قائم ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر مورخین و مفکرین کی نظر میں جمہوریت محض ایک وہم ہے' حتی کہ "جان جاک روسیو" کا قول ہے کہ "حقیقی جمہوریت کسی انسان کی حکومت نہیں بلکہ بہت سے خداؤں کی حکمرانی ہے۔"(۳۹) "جاک مارنیان" کہتا ہے کہ "جدید جمہورتیوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ جمہوریت قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔"

جمہوریت جس حقیقت کا ادراک کرنے سے غافل اور عاجز رہی ہے' اشتراکیت بھی اگر اسے سمجھنے میں جمہوریت سے زیادہ غافل و عاجز نہیں رہی تو کم از کم اس سے بے خبر ضرور رہی ہے یا اس کو سمجھنے پر قادر نہیں رہی ہے۔

رہا اسلامی نظام' تو وہ سب سے پہلے جس بات پر توجہ دیتا ہے وہ ایک صالح انسان کی تیاری ہے اور اسی اساس پر وہ اپنی پوری عمارت -- تعلیم و تربیت' علم و آگہی' ہدایت و رہنمائی اور تشریع و تنظیم -- کو استوار کرتا ہے۔

یہیں سے ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی نظام انسان کے بنائے ہوئے دیگر نظامہائے زندگی کی طرح صرف اقتدار کی تلوار' قانون کے کوڑے اور حکومت کے جابرانہ کنٹرول پر انحصار نہیں کرتا ہے۔ وہ تو زندہ ضمیروں اور نور ایمان سے منور دلوں پر اعتماد کرتا ہے جو ہر وقت انسان کی نگرانی کرتے ہیں اور اسلامی نظام کے احکام پر عمل پیرا اور اس کے اعلان کردہ ممنوع کاموں سے باز رہتے ہیں' کیونکہ یہ نظام کہیں زمین سے نہیں پھوٹا ہے بلکہ آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اس نظام کا سرچشمہ انسانی عقل نہیں ہے بلکہ اس کا منبع پروردگار عالم ہے۔

جو نظام اقتدار کی قوت نافذہ کے خوف کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا وہ ایک ناکام اور کمزور و ناتواں نظام ہے کیونکہ نہایت گھناؤنے جرائم کے ارتکاب کے باوجود اس کی گرفت سے بچ نکلنا نہایت آسان بات ہے اور قانون ایک چور' رشوت خور' رشوت پیش کرنے والے اور ایک جھوٹے اور فسادی کے سامنے بے بس ہوتا ہے' جو بڑی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے دھڑک جرم کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ نہ کوئی آنکھ اس کو دیکھ سکتی ہے اور نہ قانون کا ہاتھ اس کی گرفت کر سکتا ہے۔ لہٰذا قانون کے سامنے اس جرم کے سدباب کا کوئی راستہ نہیں ہوتا' خصوصاً جب معاملہ ایک بہت بڑے گروہ کا ہو' جو شر میں باہم تعاون کر رہا ہو' بڑی ہوشمندی سے اپنے جرم کی منصوبہ بندی کر رہا ہو اور دجل و فریب کے ذریعہ اپنے جرائم کو چھپائے ہوئے ہو' تو اس کے خلاف صرف ایک بند کار آمد ثابت ہوتا ہے اور وہ ہے ضمیر اور خلق --- وہ ضمیر اور خلق نہیں جو ایمان کی دولت سے تہی دامن ہو۔

اشتراکی نظام نے مصر میں انجمن ہائے امداد باہمی برائے صارفین (Consumers Co-operative Societies) قائم کیں جن کا مقصد مختلف طبقوں کی خدمت اور سستے نرخوں پر بہترین سامان زیست کی فراہمی تھا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ قوم کی خوشحالی کی قیمت پر راتوں رات دولت سمیٹنے کی خاطر بڑی بڑی چوریوں' بدترین خیانتوں کا حیرت انگیز تعداد میں عجیب و غریب مکارانہ اسلوب کے ذریعہ ارتکاب کیا گیا۔ یہ کون لوگ تھے؟ یہ وہی لوگ تھے جو ان انجمنوں کے معاملات کے ذمہ دار تھے۔ ان میں ناظمین اور ان کے عملہ کے افراد شامل تھے' اور مصری عوام "چوروں کو نگہبان (چوکیدار) مقرر کرنا" کی ضرب المثل دہرانے پر مجبور ہو گئے۔ کسی شاعر کا قول ہے:

وراعي الشاة يحمي الذئب منها

فكيف اذا الرعاة لها ذئاب(۴۰)

بڑے بڑے کارخانے لگائے گئے' ان کے لئے پرشکوہ عمارتیں تیار کی گئیں اور نہایت جدید اور ترقی یافتہ آلات مہیا کیے گئے' لیکن چند سال بھی نہ گزرے تھے کہ بے شمار مشینیں ناکارہ ہو گئیں' بہت سے آلات خراب ہو گئے اور پورا منصوبہ پیداوار اور نفع سے زیادہ نقصان کا شکار ہو گیا۔ اس ضمن میں مصری رہنماء نے کہا کہ "ہم نے جو کچھ کیا' اس سے زیادہ کیا کرتے؟ ہم نے کارخانے درآمد کئے' آلات منگوائے اور تکنیک (Technology) حاصل کی۔ اب ہم کیا کارکن بھی باہر سے منگوائیں؟ کیا ضمائر اور اخلاق بھی درآمد کریں؟"

لیکن جس حقیقت سے مجال انکار نہیں یہ ہے کہ ضمائر و اخلاق کو نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ درآمد کیا جا سکتا ہے' کیونکہ یہ تو ذاتی اور مقامی صفات ہیں جنہیں ہمارے ممالک میں صرف ایک مجرب شے تیار کرتی ہے اور وہ ہے ایمان --- اللہ کی ذات پر ایمان' اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات پر ایمان، آخرت پر ایمان --- مختصر الفاظ میں پیغام اسلام پر ایمان۔

ہمارے مصنفین نے اپنی تحریروں میں اکثر ذمہ داری اور جوابدہی کے شعور و احساس کے فقدان کے بارے میں لکھا ہے۔ اس احساس و شعور کا فقدان وہ پوشیدہ مرض ہے جو فرائض کی ادائیگی میں غفلت و کوتاہی کا موجب بنتا ہے، صلاحیتوں کو معطل کر دیتا ہے، جملہ منصوبوں کی راہ میں رکاوٹ اور کام میں ٹال مٹول اور تاخیر اور ذمہ داریوں کی سرانجام دہی میں خیانت کا باعث ہوتا ہے۔

اس حقیقت کا بار بار اظہار کیا گیا ہے کہ اس وبائی مرض کی دواء راکھ میں دبی ہوئی چنگاری کو روشن کرنا ہے اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اہل وطن کے دلوں میں اس اعلیٰ و ارفع شعور کی تخم ریزی کی جائے اور اس مقصد کے لئے ان کی تربیت کی جائے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسی جوابدہی ہے جس کا احساس تم لوگوں کے دلوں میں جانشین کرنا چاہتے ہو؟ کیا یہ وطن، معاشرہ یا تاریخ کے سامنے جوابدہی ہے؟ یہ شیریں عبارات اور تحریریں کس قدر حسین و جمیل ہیں جو ہمارے کانوں سے ٹکراتی رہتی ہیں لیکن وہ ہمارے دلوں میں طہارت، دیانت، امانت، شرافت اور اخلاقی حسن پیدا نہیں کرتی ہیں۔ ایک عام اور معمولی فرد کے حوالہ سے وطن، معاشرہ اور تاریخ کی کیا حیثیت ہے؟ یہ صرف خالی الفاظ ہیں جن کا نہ کوئی مفہوم ہے نہ کوئی اثر۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ یہ چیزیں انتظامی اور عدالتی اداروں میں ٹھوس اور محسوس صورت اختیار کر لیں۔ جو ہر عمل پر کڑی نظر رکھتے ہیں' ہر اس آدمی سے باز پرس کرتے ہیں جو اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں کوتاہی دکھاتا ہے، صرف دولت میں اسراف سے کام لیتا ہے اور کوئی رکاوٹ یا رخنہ پیدا کرتا ہے۔ لیکن کیا اتنی بات کافی ہے جب کہ لوگوں کے اندر شاطر اور ذہین لوگ ہمیشہ موجود ہوتے ہیں جو ہر کام کو پوری تیاری اور منصوبہ بندی سے کرتے ہیں، ہر سوال کا جواب تلاش کر لیتے ہیں، اپنے جرم کے تمام نشانات کو مٹا دیتے ہیں؟ نیز حقائق کو مسخ کرنے، کذب بیانی سے کام لینے کی گنجائش ہوتی ہے اور اپنی ذمہ داری دوسروں پر ڈالنے کا کھلا موقع موجود ہوتا ہے --- خصوصاً" جب معاملہ کی پشت پر ایک پورا گروہ سرگرم عمل ہو جو باقاعدہ منصوبہ بندی کرتا ہو اور اس کو عملی جامہ پہنانے کا اہتمام کرتا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جب حالات دگرگوں ہو جاتے ہیں' بیماری ایک علت بن جاتی ہے' مصیبت عام ہو جاتی ہے' پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے اور گردوپیش فساد بدترین شکل اختیار کر لیتا ہے' تو اس وقت انسان کو بڑی مشکل اور دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے' جو جڑوں کے بجائے شاخوں کی اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ متحدہ عرب جمہوریہ کے ایک گورنر نے اپنے وزیر بلدیات سے مطالبہ کیا کہ جو افراد آباد کاری کے مسئلہ کے ذمہ دار ہیں' ان کو اس کی نگرانی میں دے دیا جائے کیونکہ ان کے بارے میں شکایات کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور ان کے متعلق خیانت کا چرچا عام ہو گیا ہے۔ وزیر نے گورنر کو بڑی وضاحت کے ساتھ کہا کہ "جب ہر کہیں ایسا ہی بگاڑ پایا جاتا ہے تو پھر آپ دیانت دار اور بے داغ افراد کہاں سے لائیں گے؟"

لہذا ضروری ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو جوابدہی کے احساس و شعور کا بیج دلوں میں بویا جائے۔ یہی ایک واحد طریقہ ہے جو مفید ہے اور جو پاکیزہ ضمیر اور بیدار دل پیدا کرتا ہے۔ اس کے بغیر معاشرہ کو قانون کی سیادت و فرمانروائی کے ذریعہ مستحکم بنانے کے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے اور قانون کی حکمرانی صرف اخلاق کی سیادت و فرمانروائی کے ذریعہ ہی ممکن ہے اور اخلاق کی اصلاح کھرے ایمان کی بدولت ہی ممکن ہے۔(۴۱)

۵۔ امت کی زندگی میں استقرار اور طمانیت کا حصول

ذیل میں اسلامی نظام زندگی کے چند نمایاں اوصاف بیان کئے جاتے ہیں۔

ا۔ اسلام ایک ایسا نظام زندگی ہے جو امت مسلمہ کو استقرار اور طمانیت کی دولت سے مالا مال کرتا ہے' اس کی زندگی کو ایک طاقتور' مضبوط اور غیر متزلزل ستون پر مستحکم کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے اور آسمانی وحی کے ذریعہ نازل ہوا ہے۔ اس لئے یہ مختلف مذاہب اور رجحانات و میلانات کے مابین موجود اضطراب اور تصادم سے محفوظ ہے۔ یہ نہ دائیں جانب جھکتا ہے نہ بائیں جانب' نہ اس فوجی کیمپ کی طرف مائل ہے نہ اس فوجی کیمپ کی طرف۔

۲۔ یہ ایک واحد نظام ہے جسے امت مسلمہ کے تمام طبقات قبول کرتے ہیں اور جس کا برضاء و رغبت استقبال کرتے ہیں کیونکہ اس کا سرچشمہ امت کی روح ہے۔ یہ اس کے عقیدہ و نظریہ سے میل کھاتا ہے' یہ اس کی اپنی زمین سے پھوٹتا ہے' اس کے اپنے جذبات و احساسات سے ہم آہنگ ہے۔ اس کو امت مسلمہ پر باہر سے مسلط نہیں کیا جاتا اور نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت کے لئے یہ کوئی غیر مانوس چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں دشمنی، نفرت و حقارت، تصادم اور غم و غصہ کے وہ جذبات نہیں پائے جاتے جن کا سامنا مشرق یا مغرب سے درآمد کردہ کسی بھی غیر اسلامی نظام کو کرنا پڑتا ہے۔ یہ غیر اسلامی نظام امت پر اس کی پسند اور رضا کے ساتھ نہیں بلکہ قوت کی دلیل اور اقتدار کی قوت کے بل بوتے پر اپنے احکام نافذ کرتا ہے۔ اسی لئے وہ مختلف گروہوں اور ارباب اقتدار کے درمیان نفرت، کشمکش، تلخی اور خونریز تصادم کا باعث بنتا ہے اور مختلف گروہوں کی اکثریت آتش و آہن کی قوت کے سامنے سر جھکا دیتی ہے اور مجبوراً اس کڑوی گولی کو نگل لیتی ہے، لیکن نفرت اور دشمنی کا لاوا اندر ہی اندر پکتا رہتا ہے اور قلیل یا طویل کچھ ہی عرصہ بعد نفرت و دشمنی کا یہ آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے یہ لاوا اپنے راستے میں حائل ہر چیز کو جلا کر خاکستر بنا دیتا ہے۔ مسلسل اقتصادی جھٹکوں، مستقل اجتماعی پریشانیوں، پے بہ پے سیاسی بے چینیوں اور یکے بعد دیگرے فوجی انقلابوں کا راز یہی جبرواکراہ ہے۔ ان فوجی انقلابات کی وجہ سے اکثر بلاد اسلامیہ کو خون کے دریا میں نہانا پڑا، بے شمار انسانی کھوپڑیوں کے پل عبور کرنے پڑے اور لاتعداد لاشوں کے ڈھیروں پر سے گزرنا پڑا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں یا تو ہلاک کر دیا گیا یا جیلوں میں ٹھونس دیا گیا۔ ان کو ان کے مناصب جلیلہ سے سبکدوش کر دیا گیا یا ان کو اپنے وطن کی رہنمائی اور قوم کی ترقی میں شرکت کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا۔ ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ ہم ہر روز صبح کی نشریات میں ایک نئے انقلاب کی توقع کرنے لگے ہیں جو ایک جماعت کو تباہ و برباد کر کے دوسری جماعت کو مسند اقتدار پیش کرتا ہے۔ یہ انقلابی جماعت تھیٹر کی سٹیج پر ایک ڈرامہ --- لادین مادہ پرست قومیت کا ڈرامہ --- مکمل کرنے کے لئے اٹھتی ہے۔ چہروں اور ناموں کے سوا کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی۔ البتہ ڈرامہ کا انداز اور تماشائیوں کو حیرت زدہ کرنے کا طریقہ تھوڑا سا بدل دیا جاتا ہے۔

تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد ہم ایک ایسے انقلاب کی خبر سنتے رہتے ہیں جو ناکامی سے دو چار ہو گیا ہوتا ہے یا کسی ایسی سازش کی خبر سنتے ہیں جو کبھی سچی اور کبھی جھوٹی ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح کے شوشوں کا مقصد ہزاروں لاکھوں افراد پر جبرو ظلم کا جواز پیدا کرنا اور ان کے لئے تعذیب و اذیت کے الاؤ کو بڑھکانا اور ان کی کھالوں پر چابکوں اور لوہے کی گرم سلاخوں سے نقش و نگار بنانا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے مصائب پر زیادہ عرصہ گزرنے نہیں پاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایک دوسرے گروہ کی گرفتاری اور ایک نئی سازش کے انکشاف کا اعلان ہو جاتا ہے' اور ان لوگوں کو بھی تعذیب کے انہی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جن سے ان کے پیشرو دوچار ہو چکے ہوتے ہیں۔

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے اور انقلابات کی چکی اسی طرح چلتی رہتی ہے' لیکن یہ چکی گیہوں نہیں انسانوں کو پیستی ہے اور ان کی آزادی' ان کے امن اور ان کی خوشحالی کو غارت کر کے رکھ دیتی ہے۔

عالم اسلام اس مصیبت اور عذاب سے اس وقت تک نجات حاصل نہیں کر سکتا جب تک اس کے حکمران امت مسلمہ کی مشکلات کا حل اسلام کی شاہراہ مستقیم اور اسلامی شریعت کو چھوڑ کر غیر اسلامی نظامہائے زندگی میں تلاش کرتے رہیں گے کیونکہ اس طرح وہ ایک وادی میں اور ان کی قوم کسی دوسری وادی میں سرگردان رہے گی۔ پس جس امر میں کوئی اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ ان گروہوں کا خام مال اور ان کی زمین "اسلامیت" ہے۔ جب کبھی یہ لا دین ارباب اقتدار اس حقیقت کو چھپانے یا قوت اور پروپیگنڈا کے ذریعہ اس کی بیخ کنی کی کوشش کرتے ہیں تو وہ کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتے اور فتح و نصرت ہمیشہ لوگوں کی فطرت اور ان کے مزاج ہی کا مقدر ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے انڈونیشیا میں دیکھا ہے۔ انڈونیشی انقلاب سکارنو کے اشتراکی نظریات اور اس کے کمیونسٹ اعوان و انصار کے خلاف تھا جنھوں نے انتہائی درجہ کی قوت حاصل کر لی تھی۔ اسی طرح وہ انقلاب بھی ہمارے سامنے ہے جو سوڈانی قوم اور فوج نے مل کر کیمونسٹ حکومت کے خلاف برپا کیا جو تین دن سے بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی تھی۔ یہ اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ مسلمانوں کی نظر میں اسلام ہر اس نظریہ اور نظام سے طاقتور ہے جو ان پر باہر سے لا کر ٹھونسا جاتا ہے۔

یہ وہ ناقابل تردید حقیقت ہے جس کی تائید غیر ملکی ناقدین و مبصرین اور مغربی مؤرخین نے ہر اسلامی ملک کے حوالہ سے کی ہے' جیسا کہ "برنارڈ لوئیس" اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

> "حتیٰ کہ ترکی میں بھی --- جو ایک لا دین مغربی معاشرہ ہے --- کمال اتاترک کا قائم کردہ جمہوری معاشرہ --- ایسی دینی تحریکیں اٹھتی رہی ہیں جو کمال اتاترک کے انقلاب کے خلاف سرگرم عمل رہی ہیں اور ان کی قیادت درویش منش لوگوں کے ہاتھ میں رہی ہے۔ ان تحریکوں میں علمائے دین شریک نہ تھے کیونکہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو سرکاری ملازم اور وظیفہ خوار تھے۔ خود اتاترک کی زندگی میں ہی ایک نقشبندیہ تحریک اٹھی جس نے دین کے خلاف اٹھنے والی سنگینوں پر اپنے سر رکھ دیئے جب اس کے لاتعداد کارکنوں' حامیوں اور جانفروشوں نے مسلح انقلاب کی قیادت کی جن میں سب سے اہم مسلح انقلاب ۱۹۲۵ عیسوی میں جنوب مشرقی منطقہ میں ۱۹۳۰ء میں مینیمین میں برپا ہوا"

"جہاں تک دور حاضر کا تعلق ہے' ہمیں یجانی تحریک اور نوری تحریک نظر آتی ہے - یہ دونوں تحریکیں کمال اتا ترک کے انقلاب کے خلاف لوگوں کو دعوت دیتی تھیں لیکن ابھی انہوں نے ہتھیار نہیں اٹھائے تھے۔ بعد کے سال ظاہر کرتے ہیں کہ دینی تنظیمیں دوسرے ملکوں میں بھی ہیں اور اس ضمن میں جو بات غیر مشکوک تھی وہ یہ تھی کہ یہ تنظیمیں خفیہ طور پر کام کر رہی تھیں اور انہوں نے دیکھا کہ اسلامی معاشروں کے محنت کار طبقوں کی اکثریت کے نزدیک یہ ایک پسندیدہ آواز ہے حتی کہ حکومتوں نے -- باوجودیکہ وہ لادینیت کی علمبردار تھیں --- اپنی بعض مصلحتوں کے تحت اپنے آپ کو اسلامی احساسات و جذبات اور تعلقات کا احترام کرنے پر مجبور پایا۔ چنانچہ عدنان مندریس سے پہلے ترکی میں رجعت پسندی (Reactionism) کو اپنانے کی کوشش اور متحدہ عرب جمہوریہ میں موتمر اسلامی کا قیام دونوں اس کی بہترین مثالیں ہیں۔" (۴۲)

ہاں' واقعی ترکی میں اسلامی تحریک کا گلا گھونٹنے کی گھناؤنی سازشوں کے باوجود وہاں یہ تحریک تمام قومی تحریکوں سے زیادہ مؤثر اور طاقتور ہے۔ اس تحریک کی قوت کا سرچشمہ اسلام کا ابدی عقیدہ اور ترکی کے مسلم عوام کا اس عقیدہ پر پختہ ایمان ہے اور یہ تحریک اپنی ذاتی قوت کے ذریعہ ان غیر اسلامی تحریکوں کی ہمیشہ مزاحمت کر رہی ہے جن کی حمایت و نصرت عالمی صیہونیت' بین الاقوامی شیوعیت (Communism) اور استعماری صلیبیت کر رہی ہے۔

اس کشمکش کی خبریں ہمیشہ سنائی دیتی رہیں گی اور وقتاً" فوقتاً" اس کے لئے قربانیاں دی جاتی رہیں گی۔ ہم نہیں جانتے کہ کل ان لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا جو اپنے قانون' اپنے پیغام اور اپنے ورثہ کی طرف رجوع کرنا چاہتے ہیں جبکہ گمراہی کے علمبردار ان کی پیش رفت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں اور ان کی لگا میں لپیٹ کر ان کو آگے بڑھنے سے روک رہے ہیں؟

جو واقعات ترکی میں رونما ہو رہے ہیں ویسے ہی واقعات اکثر اسلامی ممالک میں پیش آرہے ہیں اور اسلامی جماعتیں عرب و عجم میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کا سبب بھی ایک ہے اور نتیجہ بھی ایک ہے۔

سبب تو یہ ہے کہ غیر ملکی مسلح طاقتوں میں سے ایک مختصر گروہ اس کوشش میں مصروف ہے کہ مکارانہ ذرائع سے وہ اقتدار پر قابض ہو جائے اور معاشرہ اور اسلام کی جہت کو متعین کرے اور قوت اقتدار کے بل بوتے پر امت مسلمہ کو لادینیت کے راستہ پر ڈال دے' خواہ اس لادینیت کا تعلق دائیں بازو سے ہو یا بائیں بازو سے۔

نتیجہ اس کا یہ ہے کہ لوگ اس اقتدار کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اگر وہ علانیہ اور برملا جدوجہد کا یارا نہیں پاتے تو ان کے اندر نفرت' حسد اور حقارت جنم لیتی ہے اور ایک وسیع خلیج پیدا ہو جاتی ہے جو عوام اور حکومت کو ایک دوسرے سے دور کر دیتی ہے۔ اس طرح ایک مسلسل تصادم برپا ہو جاتا ہے جس کا ثمرہ صرف یہ ملتا ہے کہ دونوں فریق کمزور پڑ جاتے ہیں اور پوری قوم کی قوتیں پارہ پارہ ہو جاتی ہیں جس سے حریص اور کینہ پرور دشمنوں کے مقاصد پورے ہوتے ہیں' جو ہر وقت امت مسلمہ کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔

ہر ملک میں سیاسی' اجتماعی' فکری اور روحانی استحکام کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ امت مسلمہ اپنے ورثہ سے مدد حاصل کرے' جس کی بنیادیں بڑی گہری ہیں اور جس پر اس کی حیات نو کی عمارت تعمیر کی جائے گی' اپنے حال کا رشتہ اپنی ماضی سے استوار کرے اور اپنی جڑوں اور فطرت سے کنارہ کشی اختیار نہ کرے۔ خصوصاً" جب اس امت کا ورثہ اپنی رفعت' اپنے کمال' اپنی ہمہ گیری اور اپنے توازن کے اعتبار سے امتیازی شان کا حامل ہو کیونکہ اس کے اصول کسی انسانی ذہن کی اختراع نہیں ہیں بلکہ ان کا منبع خدائے لطیف و خبیر کی وحی ہے ---- وہ خدا جو نہ راہ راست سے بھٹکتا ہے' نہ خطا و نسیان میں مبتلا ہوتا ہے۔

اگر امت مسلمہ ---- یا زیادہ صحیح اور جامع الفاظ میں اس کے رہنما' وقائد جن کے ہاتھ میں امت کو زمام کار ہے --- اپنے اصولوں سے دست کش ہونے' اپنی جڑوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتہ توڑنے اور اپنے ورثہ کو نظر انداز کرنے کا فیصلہ ہی کر لیں تو ان کا ایسے انتشار کا شکار ہو جانا لازمی ہے جو کہیں نہیں رکتا اور وہ ایک ایسے اضطراب سے دو چار ہو جائیں گے جو کہیں ختم نہیں ہوتا۔

ایک مشہور و معروف ادیب استاد محمد فرید ابوحدید اپنے ایک مقالہ "ہمارے ثقافتی ورثے" میں جو اس نے جامعہ ازہر (مصر) کے لیکچر ہال میں پڑھا تھا' لکھتا ہے:

"اپنی اس گفتگو کے دوران ہم "دونوں کی بیخ کنی" کے اصول کو' جو ایک منطقی مغالطہ ہے' واضح کر چکے ہیں"

"چنانچہ ہم اب عملی میدان میں ان حقیقی نتائج و خطرات پر نگاہ ڈالیں گے جن کی بنیاد مذکورہ اصول ہے۔ تمام لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ لوگوں کی اکثریت ہمیشہ اپنے رجحان کی حفاظت کی طرف مائل رہتی ہے' تاوقتیکہ انہیں اپنے ورثہ کو مسترد کرنے کی کوئی ٹھوس بنیاد میسر نہیں آجاتی"

چنانچہ "ذاتی خامی اور عدم صلاحیت" کا اصول اس پر بھی اسی طرح لاگو ہوتا ہے جس طرح وہ ہر چیز پر منطبق ہوتا ہے۔ ایک ساکن چیز اس وقت تک ساکن ہی رہتی ہے جب تک کوئی محرک اسے حرکت میں نہیں لاتا اور ایک متحرک چیز اپنی سمت میں چلتی رہتی ہے جب تک کوئی مخالف قوت اس سے ٹکرا کر اس کے رخ کو موڑ نہیں دیتی یا اس کی حرکت کو ختم نہیں کر دیتی۔"

"ہم اس حقیقت کا ذکر کر چکے ہیں کہ اپنے ثقافتی ورثوں سے روگردانی کا نتیجہ بربادی اور ہلاکت ہے اور ان ورثوں کی قوت کو فنا کرنے اور ان کی فطرت کو بدلنے کے لئے سخت جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ورثوں کی تباہی و بربادی کا آپریشن سخت جدوجہد کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس منفی مقابلہ و تصادم میں انسانی کوششیں ضائع ہو جاتی ہیں جس کا نتیجہ تباہی کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ تہذیبی و ثقافتی ورثوں کو فنا کرنا ممکن ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امت کو تذبذب اور انتشار کے مرحلہ سے دوچار ہونا پڑے گا جس میں معاشرہ اپنے مقدس شعار پر ایمان کھو دیتا ہے اور جس میں سارے معیارات ختم ہو جاتے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پھر یہ منفی جدوجہد کسی نئی عمارت کی تعمیر بھی تو نہیں کرتی جو ان تباہ شدہ مقدس شعار کی جگہ لے سکے۔ ہر سو انتشار کے سوا اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے؟ ہر آدمی اپنی اپنی راہ چلنے لگتا ہے اور اپنی اپنی راگنی الاپنے لگتا ہے۔ وہ سارے روابط زوال کا شکار ہو جاتے ہیں جو افراد کو باہم ایک رشتہ میں منسلک رکھتے ہیں' ان کے باہمی تعلقات یا ان کے اور معاشرہ کے باہمی تعلقات' جس میں وہ زندگی گزارتے ہیں' محدود ہو جاتے ہیں۔"

"اس حالت کا ایک ہی علاج ہے کہ قوت و اقتدار کسی ایک فرد یا افراد کی کسی ایک جماعت کے ہاتھ میں نہ رہنے دیا جائے جو دوسرے افراد سے ان کی آزادیاں چھین لے' بلکہ ایک پورے معاشرہ کے سپرد کر دیا جائے تاکہ انتشار و اضطراب میں مبتلا معاشرہ کے وجود کی حفاظت کی جا سکے۔"

"اس کی مثالیں ہم سے دور نہیں ہیں۔ بعض اسلامی ممالک اس خطرہ کا سامنا کر چکے ہیں اور اس سے زیادہ سخت آلام و مصائب برداشت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ ان صلاحیتوں کی سلامتی اور بقاء ان ثقافتی ورثوں کو نیست و نابود کر دینے میں نہیں ہے جنہوں نے ماضی میں امت مسلمہ کے وجود کی حفاظت کی ہے بلکہ اس ورثہ کو از سر نو اس حد تک اپنانے میں ہے جس حد تک وہ جدید زندگی کے حالات کے مطابق ہوں۔ عصر جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت اس کے صاف و شفاف جوہر میں موجود ہے۔"

"پھر تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جو قومیں اس قسم کے مصائب و مشکلات میں مبتلا رہتی ہیں ان کی سرگرمیوں کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوتا' بلکہ تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کی غلطی ان پر واضح ہو جاتی ہے اور وہ نئی زندگی پانے کے لئے اپنے انہی "فرسودہ" ورثوں کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں جن کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا تھا۔ لیکن افسوس' یہ ہوش بڑی دیر بعد آتا ہے کیونکہ احیاء و تجدید کی یہ قوت عمل انہدام اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اقتدار کے دوران ہی ہلاک ہو چکی ہوتی ہے۔"

یہ بحث آفتاب کی طرح روشن اور واضح ہے اور ترکی اس کی واضح اور قریب ترین مثال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جو کبھی مشرق وسطیٰ میں سب سے طاقتور اور بڑی سلطنت تھی۔ کمال اتاترک کی لادین جمہوریت نے اسے کیا دیا؟ مغربی تہذیب کے در پر جبہ سائی کرنے، مغربی فکر کی چوکھٹ کی خاک چاٹنے اور اسلامی ثقافت اور شریعت کو پائے حقارت سے مسترد کر دینے سے ترکی کو کیا ملا؟ ترکی نے نصف صدی تک اقتصادی اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے کوئی قابل ذکر ترقی نہیں کی اور فوجی اور سیاسی میدان میں بھی وہ مغربی فوجی بلاک کا دم چھلا بن کر رہا۔

۶۔ وحدت و اخوت امت

اسلامی نظام ہی وہ واحد نظام ہے جو اسلامی ممالک میں مختلف طبقوں کی وحدت اور ان کے اندر باہمی تعاون کی حفاظت کرتا ہے، ان کے درمیان اخوت کے رشتوں کو مضبوط بناتا ہے اور افراد اور جماعتوں کے درمیان محبت کی روح کو زندہ کرتا ہے۔ یہ روئے زمیں سے ناانصافی اور زیادتی کو مٹاتا ہے۔ یہ چیزیں سرمایہ دارانہ نظام کی دوست ہیں اور ان کے ذریعہ وہ امت مسلمہ کو مالک اور مزدور، آجر اور اجیر اور طاعمین (Haves) اور محرومین (Have-nots) کے متصادم طبقوں میں تقسیم کر دیتا ہے جیسا کہ "برنارڈشا" لکھتا ہے کہ "کچھ لوگ وہ ہیں جنہیں اپنے تنور شکم کی آگ ٹھنڈی کرنے کے لئے خوراک کی تلاش ہے اور کچھ وہ لوگ ہیں جو اپنی خوراک کے استعمال کے لئے معدے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔"

اس طرح اسلامی نظام طبقاتی جنگ کا قلع قمع کرتا ہے اور حسد و کینہ اور خونی تصادم کو ختم کرتا ہے، جن پر مارکسی اشتراکیت کی عمارت قائم ہے۔ مارکسیت کے نزدیک نجات کا صرف یہی واحد راستہ ہے جس سے فرار ممکن نہیں ہے اور اس طرح وہ ایک ہی ملک کو بلکہ ایک ہی شہر کو --- نہیں، بلکہ ایک ہی خاندان کو طبقوں میں --- تقسیم کر کے ان کو متحارب دشمن بنا دیتی ہے جو ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہتے ہیں۔

جب لوگوں کے درمیان تصادم اور عداوت مارکسی اشتراکیت کی ایک تاریخی ضرورت ہو تو اس کے علمبرداروں کے نزدیک یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ دشمنی کی اس آگ کو مزید بھڑکائیں اور دلوں میں نفرت، حسد اور غم و غصہ کے جذبات کو مشتعل کریں، اس کے لئے لکڑیاں، کوئلے اور پٹرول مہیا کریں اور اس طرح بالشویک انقلاب کی تمہید رقم کریں جو خون کی ندیاں بہا دیتا ہے، مقدس و محترم اقدار کا صفایا کر دیتا ہے، لوگوں کی گردنیں روند ڈالتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہر چیز کو بن و بیخ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔

مارکس اخوت انسانی کے دعویداروں اور اس کے علمبرداروں کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "انسان کسی حالت میں بھی بھائی بھائی نہیں رہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے اور ان کے مختلف طبقے باہم بر سرپیکار رہے ہیں؟

زیتو فیسیت --- جو کمیونسٹ نظریہ کا شارح تھا--- کہتا ہے کہ "غیض و غضب کی پکار ہی --- جس میں کینہ و کدورت کا زہر بھرا ہوا ہو --- ہمارے لئے لذت اور خوشی کا پیغام ہوتی ہے۔"

لینن ایک خط میں جو "ماکسیم جورکی" کو لکھا' رقمطراز ہے کہ "اگر ایک چوتھائی دنیا کو کمیونسٹ بنانے کے لئے تین چوتھائی دنیا کو قتل کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے" چنانچہ کمیونسٹوں نے اپنے ہی ساتھیوں اور ہم سفروں کے ساتھ ظلم وجور' اذیت و تعذیب' جلا وطنی اور قتل کا جو سلوک روا رکھا اس کو پڑھ کر ہر انسان حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔

کمیونزم کے مقابلہ میں اسلام معاشرہ کے مختلف طبقوں کے درمیان نفرت و تصادم کی ضرورت کو مکمل طور پر مسترد کرتا ہے اور باہمی اخوت کو اس کی بنیاد قرار دیتا ہے اور اس کو ایک ایسا فریضہ قرار دیتا ہے جسے عقیدہ کا درجہ حاصل ہے۔ پہلے وہ اہل ایمان کو بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور پھر تمام بنی نوع انسان کی اخوت کا علم بلند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب --- قرآن مجید --- میں فرماتا ہے:

انما المومنون اخوة (۴۳)

تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔

اور پھر ساری انسانیت کو مخاطب کرکے کہتا ہے:

یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا (۴۴)

"اے لوگو' ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسان کے درمیان باہمی اخوت اور بھائی چارے کا اعلان کرتے ہیں' خواہ وہ صحیح اسلامی عقیدہ پر ایمان رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نماز کے بعد درجہ ذیل دعا مانگا کرتے تھے:

اللھم ربنا و رب کل شی و ملیکہ انا اشھد لک انک اللہ وحدک لا شریک لک اللھم ربنا و رب کل شی و ملیکہ انا اشھد ان محمد عبدک ورسولک ' اللھم ربنا و رب کل شی و ملیکہ انا اشھد ان العباد کلھم اخوۃ (۴۵)

"اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب اور مالک' میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے' تو ایک ہے' تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب اور مالک' میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے۔ اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب اور مالک' میں گواہی دیتا ہوں کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں۔"

کارل مارکس نے اپنے فلسفہ کی پیروی کرتے ہوئے' جو انسانوں کو مختلف متحارب طبقات میں تقسیم کرتا ہے' اپنے مشہور کیمونسٹ بیان کے اختتام پر جو نعرہ بلند کیا وہ صرف محنت کاروں اور مزدوروں سے متعلق ہے۔ وہ کہتا ہے کہ :

یا عمال العالم اتحدوا

دنیا بھر کے مزدورو' متحدہ ہو جاؤ۔

یعنی وہ معاشرہ کے دوسرے طبقوں کے خلاف مزدوروں کے اتحاد کا داعی ہے۔ اس کے برعکس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے رخ کا مرجع روئے زمین پر بسنے والے تمام انسان ہیں' خواہ وہ محنت کش ہوں' تاجر ہوں یا حاکم اور رعایا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

لا تدابروا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا عباد اللہ اخوانا (۴۶)

"آپس میں غیبت نہ کرو' ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور آپس میں بغض نہ رکھو' اللہ تعالٰی کے بندے اور (آپس میں) بھائی بھائی بن کر رہو"

اگر کارل مارکس محنت کشوں اور معاشرہ کے دیگر طبقوں میں کینہ' عداوت اور بغض کی اشاعت کو ایک بہت بڑی خوبی بلکہ ایک فرض سمجھتا ہے تو اسلام افراد اور طبقات کے اندر عداوت اور بغض و عناد کی آگ بھڑکانے کو مکمل طور پر حرام قرار دیتا ہے اور اسے سب سے بری بات اور سب سے بڑا گناہ تصور کرتا ہے۔ ابلیس اور اس کا لشکر ان رزائل کی ترویج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے تاکہ یہ انسانی خوبیوں اور نیکیوں کو اسی طرح کھا جائیں جس طرح آگ لکڑی کو کھا کر راکھ بنا دیتی ہے۔ اسلام عداوت اور بغض کے ان خطرات سے خبردار کرتا ہے جو افراد اور قوموں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ وہ ان کو ایسا مرض سمجھتا ہے جو بہت دردناک اور تباہ کن ہے۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

دب الیکم داء الامم من قبلکم الحسد و البغضاء ھی حالقۃ لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین

"پہلی امتوں کی برائیاں تمہارے اندر سرایت کر گئی ہیں اور یہ ہیں حسد اور بغض کی بیماریاں' بغض مونڈ دینے والی بیماری ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈتی ہے' لیکن یہ دین کو (ضرور) مونڈ دیتی ہے۔"

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع کے موقع پر اپنی کو امت کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم وجوہ بعض

"میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کے منہ پر مارنے لگو۔"

چونکہ اسلام انسانوں کے درمیان کینہ' بغض اور نفرت اور تصادم کو بھڑکانا کلی طور پر حرام ٹھہراتا ہے اس لئے وہ نزاع کو ختم کرنے' عداوت کے شیطان کو بھگانے' بغض کی جگہ محبت کے بیج بونے' لڑائی جھگڑے کی جگہ اتحاد و یگانگت پیدا کرنے' نزاع کی تپش کی جگہ سلامتی کی ٹھنڈی چھاؤں فراہم کرنے کے لئے پوری قوت سے جدوجہد کرنے کو واجب ٹھہراتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین (۴۷)

"پس ' اللہ سے ڈرو' آپس میں صلح سے رہو' اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم (واقعی) مومن ہو۔"

لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس(۴۸)

"ان لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں جس نے پوشیدہ طور پر صدقہ یا کسی نیک کام کی تلقین کی یا لوگوں میں اصلاح کی بات کی (تو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھی بات ہے)"

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون (۴۹)

"اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو' شاید تم پر رحم کیا جائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

الا ادلکم علی افضل من درجۃ الصلوۃ والصیام والصدقۃ؟ قالو بلی یا رسول اللہ قال اصلاح ذات البین فان الفساد البین ھی حالقۃ لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین (۵۰)

"کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو (اجر و ثواب میں) نماز' روزہ اور زکواۃ کے مرتبہ سے بھی افضل ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: ہاں' یا رسول اللہ' بتائیے۔ آپ نے فرمایا: وہ دو مسلمانوں کے درمیان صلح کراتا ہے کیونکہ دو مسلمانوں کے درمیان فساد ڈالنا مونڈ دینے والی (بیماری) ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ (فساد ڈالنا) بال مونڈتا ہے' لیکن وہ دین کو (ضرور) مونڈ ڈالتا ہے۔"

ہم تو یہاں تک دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم اہل ایمان میں سے لڑنے والے دو فریقوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے مداخلت کا مطالبہ کرتا ہے خواہ اس مقصد کے لئے انہیں ہتھیاروں کی قوت ہی استعمال کیوں نہ کرنی پڑے۔ اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مومنوں کو نزاع اور نفرت ختم کرنے اور باہمی افہام و تفہیم کی بالادستی اور عدل قائم کرنے کے لئے کام کرنا چاہئے۔

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما' فان بغت احداھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم (۵۱)

"اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو' پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو تم زیادتی کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے گروہ سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔ اگر وہ پلٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو' اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو۔"

اسلامی شریعت مصارف زکواۃ میں ایک حصہ ان لوگوں کے لئے مقرر کرتی ہے جن کے ضمیر زندہ اور دل بڑے ہوتے ہیں' جو اپنے خالص مال میں سے کچھ حصہ افراد اور جماعتوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے تیار رکھتے ہیں' اور مال زکواۃ سے قرضوں کی ادائیگی کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس طرح اسلام ان کو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی راہ پر گامزن رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔

یہیں سے ہم دونوں فلسفہ ہائے زندگی میں واضح فرق پاتے ہیں۔ یہودی کارل مارکس کا فلسفہ اس بنیاد پر قائم ہے کہ طبقاتی جنگ ایک لازمی اور حتمی امر ہے کیونزم کے نفاذ کے لئے لوگوں کے اندر باہمی دشمنی اور عداوت پیدا کرنا لازمی ہے اور اس طبقاتی جنگ کی مدد کرنا اور اس کو تقویت پہنچانا فرض ہے تاکہ کیونزم کا حسین خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔ اس کے برعکس اسلام کا فلسفہ بھائی چارے کو فرض قرار دیتا ہے اور اس کو تقویت پہنچانے' اس کے دائرہ کو وسیع کرنے اور اس کے رشتوں کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کو واجب قرار دیتا ہے اور لوگوں کے درمیان عداوت' بغض اور باہمی بگاڑ پیدا کرنے کو حرام ٹھہراتا ہے' اور ہر اس دروازہ کو بند کر دیتا ہے جس کے راستے یہ مہلک جذبات انسان کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کو واجب ٹھہراتا ہے۔(۵۲)

لہٰذا یہی وہ نظام ہے سے امت مسلمہ کے تمام طبقے برضا و رغبت قبول کرتے ہیں۔ اس لئے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ یہی وہ نظام فکر و عمل ہے جس کی خاطر امت مسلمہ خوشی خوشی ہر قربانی دیتی ہے' اس کی خاطر پوری رغبت سے مال خرچ کرتی ہے' نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ مال و جان سے اس کا دفاع کرتی ہے' بڑی بہادری اور جانفروشی سے اس کے دشمن کا مقابلہ کرتی ہے اور اس کی کامیابی کے لئے مصائب و شدائد کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی وجہ یہ ہے کہ امت مسلمہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ وہ اپنے دین کی خاطر خرچ کر رہی ہے' اپنے عقیدہ کے تحفظ کے لئے قربانی دے رہی ہے' اپنے رب کی خوشنودی حاصل کر رہی ہے اور اس کی راہ میں جہاد کر رہی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ گھر جاتی ہے یا محرومیوں کا شکار ہو جاتی ہے تو اس پر صبر سے کام لیتی ہے۔

لیکن جب یہ قربانیاں ملک یا حکمران طبقہ کی خاطر ہوتی ہیں' جو اپنے اقتدار کو مستحکم اور اپنے مرکز حکومت کو طاقتور بناتا ہے' یا یہ شدائد و مصائب مشرق و مغرب سے درآمد کردہ کسی نظریہ کی خاطر جھیلنا پڑتے ہیں تو امت مسلمہ کے افراد فوراً رنجیدہ ہو جاتے ہیں اور جب وہ اقتصادی ناکہ بندی' مالی تباہی اور پیداوار کی کمی کے نتیجہ میں قیمتوں میں اضافہ اور خوراک کے بحران کو محسوس کرتے ہیں تو ان کی اندر غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور شکووں شکایتوں اور پریشانیوں میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب حکومت اپنے مخالفین کے ساتھ محاذ آرائی پر مجبور ہو جاتی ہے تو غم و غصہ اور نفرت و حقارت نقطہ عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ یہ جنگ افراد کی طرح اموال کو بھی تباہ و برباد کر دیتی ہے اور لوگ فوراً پکار اٹھتے ہیں کہ ہم ایسی لڑائی کی طرف کیوں دھکیلے جا رہے ہیں جن سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہے۔

ہاں پروپیگنڈہ اور ذرائع ابلاغ دن رات مختلف انداز سے کام کرتے ہیں' انسانی اور مادی تمام قوتوں کو متحرک کرتے ہیں اور جدید فنی اور سائنسی وسائل کو اپنی خدمت میں جوت لیتے ہیں تاکہ امت کو غیر اسلامی نظامہائے زندگی پر مطمئن کیا جا سکے' شاید یہ نظام ان کے ذہنوں میں جاگزیں ہو جائیں اور ان کے وجدان کی گہرائی میں اتر جائیں۔ لیکن افسوس ان کی آرزوؤں کی تکمیل کس قدر ناممکن ہے؟ وہ اپنی مساعی کو بے مقصد ضائع کرتے ہیں اور ان کا کوئی ثمرہ اس کے سوا حاصل نہیں ہوتا ہے کہ حکومت کی مالیات پر کروڑوں روپوں کا بوجھ آپڑتا ہے جن کو ہر سال وہ پروپیگنڈہ پر خرچ کرتی ہے جو لوگوں کے اندر صرف شکایتوں اور غیظ و غضب کے جذبات میں اضافہ کا باعث بنتا ہے' جبکہ حکومت کو ان درہم و دینار کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاکہ ان کو بھوکے ننگے' مریض' بے روزگار اور نادار لوگوں پر خرچ کیا جائے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ اقتدار کی قوت ہر آزاد آواز کو سختی سے خاموش کر دیتی ہے' ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد قلم کو توڑ دیتی ہے' ہر مخالف قوت کو کچل دیتی ہے اور سلطنت کے تمام ذرائع حتی کہ فوج کو بھی' جو دشمنوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار کی جاتی ہے' اپنا تابع مہمل بنا لیتی ہے تاکہ مخالفین کا صفایا کیا جائے' ان کو ذہنی غسل (Brain washing) جیسے اذیت ناک عمل کا تختہ مشق بنایا جائے' جس کا تصور اور طریقہ کار اشتراکی ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے۔

لیکن ان خونی تصادموں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ ان سے لوگوں کے دلوں میں انتقامی جذبات ہی بھڑکتے ہیں اور مرض ختم ہونے کے بجائے زیادہ سنگین صورت اختیار کر لیتا ہے' حکومت ضعف و انتشار کا شکار ہو جاتی ہے اور امت اور اقتدار کے درمیان مخالفت کی خلیج مزید وسیع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ان کی خوشنودی حاصل کرنا' ان کے دل جیتنا اور ان کی آرزوؤں کے خواب کی تعبیر ممکن نہیں رہتی ہے۔

هي الشمس مسكنها في السماء
فعز الفؤاد عزا جميلا
فلن تستطيع اليها الصعود
ولن تستطيع اليك نزولا (۵۳)

۷۔ امت اسلامیہ کا انحلال

اسلامی نظام ہی وہ نظام ہے جس پر کرہ ارض کے مشرق و مغرب اور افریقہ و ایشیا میں بسنے والی امت مسلمہ مجتمع ہو سکتی ہے۔ یہی نظام تیسرا عالمی بلاک بنانے کی قدرت و صلاحیت رکھتا ہے جو روح اور مادہ' دین اور دنیا' فرد اور اجتماع اور مشرق اور مغرب کے درمیان ایک توازن کا تحفظ کر سکتا ہے اور انسانیت کے لئے ایک امت وسط اور ایک دین وسط کے طور پر عالمی سطح پر ابھر سکتا ہے۔

غیر اسلامی نظامہائے زندگی جو باہر سے درآمد کئے جاتے ہیں امت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں' اس کو چھوٹی چھوٹی ٹکریوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور امت اور اس کی وحدت کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا ہے۔ اس وقت امت کے بعض لوگ لبرل ازم اور کچھ لوگ مارکسیت کی طرف رخ کرتے ہیں۔ پھر لبرل ازم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے درجات و مراتب ہیں اور اسی طرح مارکسیت بھی اپنے درجات و مراتب رکھتی ہے۔ ہر ملک میں ان نظاموں کی صورتیں مختلف اور متنوع ہیں۔ کہیں وہ ایک دوسرے کے قریب ہیں اور کہیں ان کے درمیان نمایاں بعد پایا جاتا ہے کیونکہ نہ دائیں بلاک کا قبلہ ایک ہے اور نہ بائیں بلاک کا مرکز ایک ہے۔ ایک طرف کچھ لوگوں کا رخ لندن کی طرف ہے تو بعض لوگوں کا قبلہ واشنگٹن ہے۔ دوسری طرف بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے کچھ گروہ "سرخ" ہیں جو ماسکو سے فرحت و شادمانی کی گڑیا حاصل کرتے ہین اور کچھ لوگ "زرد" ہیں جو چین سے دامن وابستہ کیئے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ان ممالک کی غلامی اور ان سے دوستانہ تعلقات کے الوان و انواع بھی بے شمار ہیں اور ان الوان و انواع کے ساتھ ساتھ ان کی باہمی کشمکش کا رنگ بھی مختلف اور متنوع ہے۔ نتیجۃً بے شمار چھوٹے چھوٹے گروہ پیدا ہو گئے ہیں۔ مسلسل انتشار و افتراق کا دور دورہ ہے۔

اس سارے عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک عظیم امت چھوٹی چھوٹی قومیتوں میں تقسیم ہو گئی ہے اور ایک ہی مملکت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی ہے جو باہمدگر برسرپیکار ہیں۔ آپ چاہیں تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ امت مسلمہ چھوٹے چھوٹے لذید لقمے بن گئی ہے جن کو نگل جانا بڑا آسان ہو گیا ہے۔

امت مسلمہ کا اختلاف و تفرق اور اس کا چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم ہو جانا لازمی نتیجہ ہے مختلف راستوں اور پروگراموں کو اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے اور اس کی ہدایت سے دوری کا جس سے کتاب اسلام --- قرآن مجید --- اور پیغمبر اسلام --- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم --- نے ہمیں خبردار کیا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک خط کھینچا اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے۔" پھر اس خط مستقیم کے دائیں بائیں کئی لکیریں کھینچیں اور فرمایا: "یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہے اور آدمی کو اس کی طرف بلاتا ہے۔" (۴۵)

اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله(۵۵)

"اور یہی میرا سیدھا راستہ ہے' لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے رستوں پر نہ چلو' ورنہ وہ تمہیں اس کے راستے سے ہٹا کر پراگندہ کر دیں گے۔"

پس یہ متفرق راستے' خواہ وہ لادینیت کے راستے ہوں یا مارکسیت کے' "لازماً" امت کی وحدت اور اس کی قوت کو پارہ پارہ اور اس کے اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ ان مختلف و متفرق راستوں پر چلنے کا مطلب وہ تباہی و ہلاکت ہے جس سے نجات پانے کا کوئی راستہ اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم اس صاف شاہراہ کی طرف لوٹ آئیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھوڑا تھا۔ حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

لقد ترکتکم علی مثل بیضاء لیلها کنهارها لا یزیغ عنها الا هالک(۵۶)

"میں نے تمہیں ایسے راستہ پر چھوڑا ہے جو آفتاب کی طرح روشن ہے اس کی رات اس کے دن کی طرح (روشن) ہے۔ صرف ہلاکت کو دعوت دینے والا ہی اس سے روگردانی کرے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

انه من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعة ضلالة(۵۷)

"تم میں سے جو آدمی زندہ رہے گا وہ کثیر اختلاف دیکھے گا۔ اس وقت تم پر میری اور میرے نیک اور ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت پر عمل کرنا واجب ہوگا' اس کو مضبوطی سے پکڑلو اور خبردار' دین میں نئی باتوں سے بچنا کیونکہ ہر نئی بات گمراہی ہے۔"

صرف شجر اسلام کے گھنے سایے کے نیچے ہی قومی اور علاقائی عصبیتوں اور لسانی' نسلی اور گروہی امتیازات کا خاتمہ ممکن ہے۔ اور یہ اربوں مسلمان صرف ایک ہی نظام کے تحت اکٹھے ہو سکتے ہیں جیسا کہ وہ ایک عقیدہ پر جمع ہیں اور جیسا کہ وہ سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن میں پانچ مرتبہ ایک ہی قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں اور ان میں سے لاکھوں افراد ہر سال ایک ہی وقت میں ایک ہی مقام پر فریضہ ادا کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ فریضہ حج بیت اللہ کا فریضہ ہے۔ غیر ملکیوں کی ایک کثیر تعداد ایک ایسی فکری اور جذباتی قوت کا مشاہدہ کرتی ہے جو مسلمانوں کو آپس میں جوڑے ہوئے ہے اور اقتصادی اور اجتماعی پیش رفت کی جانب اس سے جو استفادہ کیا جاتا ہے اس کو بھی دیکھتی ہے۔

جاک استروی اپنی کتاب میں "اسلام اور اقتصادی ترقی" سے متعلق لکھتا ہے:

"دنیا میں تقریباً" چالیس کروڑ (۵۸) مسلمان بستے ہیں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں ہر چوتھا آدمی چینی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج کل دنیا میں ہر چھٹا آدمی مسلمان ہے۔

"یہ عظیم جماعت --- جو ایک نماز میں اکٹھی ہو جاتی ہے --- اپنی اس قوت اور وحدت کی وسعت کا شعور کرنے لگی ہے' جس نے ایک طویل عرصہ سے ہر زائر کی نگاہوں کو اپنی طرف منعطف کر لیا ہے۔"

"تمام اطراف عالم میں ۴۰ کروڑ انسان دن میں پانچ مرتبہ اپنے قبلہ کی طرف رخ کر کے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور گلاب کے پھول کی طرح ایک وسیع دائرہ بناتے ہیں' جس کی تمام پنکھڑیاں زندہ وجود ہیں جو کبھی رکوع میں جاتی ہیں اور کبھی سجدہ میں زمین پر سر رکھ دیتی ہیں۔"

"اگر یہ ممکن ہو کہ تمام پنکھڑیاں ایک ہی منظر میں سمٹ سکیں تو میرے تصور میں ایک ایسی تصویر ابھرتی ہے' جسے یہ پھول --- جس کی پنکھڑیاں باہم مربوط ہیں --- پیش کرتا ہے۔ یہ پھول ایک منظم ترتیب کے ساتھ کبھی کھلتا ہے اور کبھی بند ہوتا ہے --- منظم ترتیب جو مسلمانوں کے بے شمار گروہوں کے درمیان پائی جاتی ہے۔ یہ عجیب و غریب پھول اکثر براعظموں پر کھلتا ہے' ہر رات یہ اپنی پنکھڑیاں غائب کر دیتا ہے تاکہ اگلے روز صبح سویرے فجر کے وقت مؤذن کی اذان کے ساتھ ہی ان پنکھڑیوں کو دوبارہ جمع کرلے اور ایک ایسا پھول بن جائے جس کی پنکھڑیاں نماز کے مضبوط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتوں کے ساتھ باہم مربوط ہو جائیں جو سب کی سب گھر، سیاہ رنگ کے کعبہ میں جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ عظیم احساس جس کی طرف مشرق وسطی کے بعض رہنماؤں کا جوش و خروش اشارہ کرتا ہے' جزوی طور پر اقتصادی سیاست میں اس رجحان کی تفسیر ہے۔۔ ایسا رجحان جو عظیم الشان مقاصد کے حصول کے لئے مہمیز کا کام کرتا ہے۔(ا)

اس روحانی' جذباتی اور فکری وحدت میں اخوت اور استحکام کے اعتبار سے' اس وقت اور بھی اضافہ ہوگا جب اس کی پشت پر ایک ہی نظام اور ایک ہی لائحہ عمل موجود ہوگا' جس پر سب متفق ہوں گے اور جس سے سب رہنمائی حاصل کریں گے۔ وحدت عقیدہ کے بعد دستور العمل کی وحدت وہ قوت ہے جو امت کو ایک بنیان مرصوص بلکہ ایک جسد واحد بنا دیتی ہے اور اس کے اندر افتراق اور تنازع کا سدباب کرتی ہے۔

یہ کوئی آسان اور سادہ معاملہ نہیں ہے کہ ۷۰ یا ۸۰ کروڑ انسان ایک نظام واحد پر اکٹھے ہو جائیں' اس کے قوانین و احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور اس کے اوامر و نواہی کو مقدس جان کر بجا لائیں ۔۔۔ محض اس بنا پر کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔

سب سے بڑا استعمار صلیبی استعمار ہے جس نے ماضی قریب میں بڑے بڑے اسلامی ممالک پر حکومت کی ہے تاکہ امت مسلمہ کے تعلیم یافتہ اور منصب قیادت پر فائز افراد اور اسلام میں تفکر و تدبر اور اسلامی نظام اور اس کے احکام کی طرف رجوع کی تڑپ رکھنے والوں کے درمیان حائل ہو کر فکری اور روحانی رکاوٹیں پیدا کر دے' اسلام کی سچی تعلیمات اور اس کی حقیقی ثقافت کو ان کی آنکھوں میں گہنا دے۔

اس صلیبی استعمار کا سب سے بڑا ہدف یہ تھا کہ امت مسلمہ کسی منہج واحد پر جمع نہ ہونے پائے جس کو وہ مضبوطی سے پکڑے اور کبھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑے' خصوصاً" جب یہ منہج اسلام ہو۔ اس سلسلہ میں استعماری قوتیں جو اسلوب اختیار کرتی ہیں' ان میں سے بعض کا ذکر یہاں پر کیا جاتا ہے:

ا۔ محدود رجحانات پیدا کرنا جو اپنی فطرت کے عین مطابق امت اسلامیہ کے جسد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد کو چھوٹی چھوٹی قومیتوں، جماعتوں اور ریاستوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ملت اسلامیہ آج کئی قومیتوں میں بٹ گئی ہے۔ ایک طرف ترکی کی طورانی قومیت اور شام کی فینقی قومیت ہے، دوسری طرف مصر کی فرعونی قومیت اور عراق کی اشوری قومیت ہے، تیسری طرف عربی قومیت اور بربری قومیت ہے اور چوتھی طرف ایرانی قومیت۔ اس طرح قومیتوں کا یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

۲۔ مختلف وطنی اور علاقائی نعرے بلند کرنا۔ مثلاً یہ نعرہ کہ "ایشیا ایشیا والوں کا ہے۔" اسی طرح "افریقہ افریقیوں کا ہے" "شام شامیوں کا ہے"۔ "مصر مصریوں کا ہے"۔ "سوڈان سوڈانیوں کا ہے"" اور "لبنان لبنانیوں کا ہے۔" وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ ادب، فلسفہ، تعلیم و تربیت، سیاست اور فکر و ثقافت کے دوسرے میدانوں میں باہم متصادم مکاتب فکر پیدا کرنا۔ چنانچہ ادب میں قدیم اور جدید دبستان، ثقافت میں سکسونی اور لاطینی مکتبہ فکر، فلسفہ میں مادہ پرست اور مثال پرست (Idealist)، معاشیات اور اجتماعیت میں دایاں بازو اور بایاں بازو، سیاست میں قدامت پسند اور اباحیت پسند، ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اختلاف اور تصادم کی کئی صورتیں پائی جاتی ہیں۔

۴۔ قدیم دینی ثقافت ـــــ جو حقیقی اور مستحکم قومی ثقافت کی بنیاد ہے ـــــ اور جدید ثقافت ـــــ جس میں عصر حاضر کے تمام علوم و فنون اور آداب کے لئے کافی گنجائش پائی جاتی ہے ـــ کے درمیان خلیج کو وسیع کرنا۔ تمام ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے قدیم ثقافت کو زندگی سے خارج کرنے کے لئے کام کرنا، اور دنیا کے حالات و واقعات سے آنکھیں بند کرکے اس خلیج کو قائم و دائم رکھنا اور اس کو ایسے مظاہر کے ساتھ نمایاں کرنا جو روشنی اور تاریخی عمل کی راہ میں رکاوٹ ہوں۔

دوسری طرف استعماری قوتیں جدید ثقافت کو عام کرنے، ذہنوں میں اس کو راسخ کرنے اور دلوں میں اس کی محبت پیدا کرنے کے لئے کام کرتی ہیں۔ یہ ثقافت تمام پرانی اقدار کے خلاف نفرت و حقارت کو پروان چڑھاتی ہے، ہر نئی چیز کو عظمت کی علامت کے طور پر دیکھتی ہے، غیبی حقائق کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے اور اپنے اردگرد عموماً "قومیت، لادینیت اور مادیت کے نظریہ کو فروغ دیتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ امت میں زندگی اور قوت کی روح کا احیاء

اسلامی نظام ہی وہ یگانہ روزگار نظام ہے جو ملت اسلامیہ کے ڈھلتے شباب کو تازگی بخشتا ہے اس کے بوڑھے عزائم کو زندگی عطا کرتا ہے' اس کی مردہ تخلیقی قوتوں اور صلاحیتوں کو مہمیز لگاتا ہے' اس میں زندگی کی نئی روح پھونکتا ہے' اس کے رگ و ریشہ میں جرأت و شجاعت کا خون جاری کرتا ہے اور اس کے پورے وجود میں روح قوت اور قوت روح ڈال دیتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ امت مسلمہ ایک ایسی امت ہے جو اپنی فطرت' اپنے تجربات اور اپنی تاریخ پر ایمان رکھتی ہے اور یہ ایمان ہی اس کے حسین پیکر کا پہلا نقش اور اس کی تہذیب کا سب سے نمایاں نشان ہے۔ یہ ایمان ہی تھا جس نے ملت اسلامیہ کی تاریخ کی اولیں عظیم الشان اور جلیل القدر شخصیتوں کو پیدا کیا اور ایسے ایسے عدیم المثال قائدین کو جنم دیا جنہوں نے زندگی کے بڑے بڑے معرکوں میں فتح و کامرانی کے جھنڈے لہرائے۔ اسی ایمان کی بدولت ملت اسلامیہ نے ملک پر ملک فتح کئے ہیں' قوموں پر حکمرانی کی ہے' سلطنت کسریٰ کو روندا ہے' قیصر کے اقتدار و جبروت کے بال و پر کاٹے ہیں۔ اسی ایمان کی قوت کے ذریعہ اس نے مشرق و مغرب میں اپنے جھنڈے نصب کئے ہیں اور لوگوں کو مخلوق کی بندگی سے نجات دلا کر صرف خالق حقیقی کی بندگی کا خوگر بنایا ہے۔ تنگی رزق کی جگہ کشائش اور فراخی عطا کی ہے اور انسانیت کو ظلم و جور کے بجائے اسلام کا نظام عدل دیا ہے۔

ایمان کی بدولت ہی ملت اسلامیہ عین جالوت' حطین اور منصورہ میں فتح سے ہمکنار ہوئی اور تاتاری فوجوں اور صلیبی یورشوں کے مقابلہ میں اس نے فتح و نصرت حاصل کی اور دور حاضر میں استعماری صلیبی جنگوں کے خلاف ثابت قدم رہی حتیٰ کہ آخری فتح و کامرانی اس کو الجزائر میں نصیب ہوئی جہاں تقریباً ''ڈیڑھ سو سال تک اغیار کا قبضہ و تسلط رہا اور مسلمانوں کو مغربی تہذیب میں رنگنے اور ان کو عیسائی بنانے کے لئے منظم کوششیں ہوتی رہیں۔

ہر قوم کے لئے ایک ممتاز شخصیت ہوتی ہے اور ہر شخصیت کے لئے ایک خاص کلید ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ قوم کو ان مقاصد کے حصول کی ترغیب دیتی ہے جو اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کو منظور ہوتے ہیں۔ جیسے ہر گاڑی کی ایک چابی ہوتی ہے جس کے بغیر نہ وہ حرکت کر سکتی ہے نہ دوڑ سکتی ہے۔

امت اسلامیہ کی کلید ایمان ہے۔ اسی شاہ کلید کے ذریعہ وہ معجزانہ کارنامے سرانجام دیتی ہے' مشکلات کو خاطر میں نہیں لاتی اور رکاوٹوں کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتی ہے۔

لہٰذا اگر امت مسلمہ اپنی آزادی' وحدت و یک جہتی اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونا چاہتی ہے یعنی ایک ایسا انسان پیدا کرنا چاہتی ہے جو اپنی نفسانی خواہش کو کچل دینے کی طاقت رکھتا ہو' مصائب و مشکلات کو برداشت کرنے کا یارا رکھتا ہو' جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر سکتا ہو اور اسلام کی سربلندی کے لئے ہر وقت موت کی آرزو رکھتا ہو تو ایسا انسان ایمان --- اسلام کے بتائے ہوئے ایمان --- کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔

ہم نے اپنی کتاب "دوس النکبتہ الثانیتہ" میں ان خیالات کا ذکر کیا ہے جن کا اظہار ایک فرانسیسی مورخ اور عمرانیات پر گہری نظر رکھنے والے فلسفی "غوستاف لوبوں" نے اس امت کی فطرت اور اس پر دین کے گہرے اثرات کے متعلق کیا ہے۔ اگر محض یاد دہانی اور عبرت آموزی کی خاطر ان کلمات کا اعادہ کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہو گا۔ وہ لکھتا ہے:

> "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے اثرات تمام مذاہب کے اثرات کے مقابلہ میں کہیں گہرے اور دور رس ہیں۔ مختلف قومیں جو قرآن کو اپنا مرشد و رہنما بنا چکی ہیں اسی طرح اس کے احکام پر عمل پیرا ہیں جس طرح چودہ سو برس پہلے ان پر عمل ہوتا تھا۔ ہاں تمہیں مسلمانوں میں زنادقہ اور آزاد منش افراد کی نہایت قلیل تعداد ضرور نظر آئے گی لیکن ان میں ایسے لوگ ہرگز دکھائی نہیں دیں گے جو حرمت اسلام کی تذلیل و توہین کی جرات کر سکیں اگرچہ وہ اسلام کی اساسی تعلیمات --- مثلاً مساجد میں نماز کی ادائیگی' صیام رمضان کی پابندی وغیرہ --- پر عمل پیرا نہ ہوں۔ مسلمان روزوں کے جملہ احکام کی سختی سے پابندی کرتے ہیں باوجودیکہ ان احکام کی پابندی کی بجاآوری میں انہیں سخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقت اٹھانا پڑتی ہے جس کی مثال ان چالیس روزوں میں دکھائی نہیں دیتی جن پر عیسائی عمل پیرا ہیں' جیسا کہ افریقہ اور افرایشیا کے تمام اسلامی ممالک میں جہاں جہاں میں گیا ہوں' میں نے اس جوش و جذبہ اور والہانہ لگاؤ کا مشاہدہ کیا ہے۔ مجھے یہ موقع بھی ملا کہ میں دریائے نیل میں ایک کشتی پر سوار ہوا جس میں چند عرب بھی سوار تھے جن کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور جن پر مختلف جرائم کے ارتکاب کا الزام تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے ہر اجتماعی قانون کو پامال کیا تھا کیونکہ وہ انتہائی سزاؤں سے نفرت کرتے تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ اپنے نبی کی تعلیمات کی توہین کی جرات نہیں کرتے تو مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے دیکھا کہ نماز کے وقت ان کی بیڑیاں اتار دی جاتی تھیں تاکہ وہ اللہ واحد القہار کے سامنے سجدہ ریز ہو سکیں اور اس کی عبادت بجا لا سکیں"

"جو شخص مادر مشرق کی حقیقت جاننا چاہتا ہے --- جسے بہت کم اہل یورپ نے سمجھا ہے --- اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے سپوتوں کے دلوں پر اس دین کی بالادستی و حکمرانی کو روح کی گہرائی میں جذب کرے' ان کے دلوں میں دین کے گہرے نفوذ و رسوخ کو سمجھے' جس کا بہت کم اثر ہمارے دلوں پر ہوتا ہے۔ اگر یہ دین موجود نہ ہوتا تو اہل مصر انقلاب ۱۹۱۹ عیسوی کے وقت حرکت میں نہ آتے جس سے مصر خون رنگ ہو گیا تھا.... جو شخص عربوں سے اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ مخاطب ہوگا۔ لامحالہ اس کی اس وقت تک اطاعت کی جائے گی جب تک وہ سمجھیں گے کہ وہ ان سے پورے خلوص اور صداقت سے اللہ تعالیٰ کے نام کی بنیاد پر بات کرتا ہے۔"

"ہر مسلمان یا بے دین سپاہی پر اس ایمان کا احترام لازمی ہے جس کی بدولت عرب ماضی میں دنیا کو فتح کرنے کے قابل ہوئے تھے اور آج بھی اسی دین فطرت کی قوت سے وہ سخت معرکے سر کر سکتے ہیں۔"(٦٠)

یہ ہے اس امت کی فطرت اور یہ ہے ابنائے امت میں اسلام کی تاثیر -- خواہ وہ سر زمین عرب سے تعلق رکھتے ہوں یا وہ غیر عرب نسلیں ہوں' جنھوں نے قرآن حکیم کو اپنا

مرشد و ہادی بنا www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلیرنج مشرق قریب کے مسلم معاشروں اور ان کی معاشرت و ثقافت کے بارے میں رقمطراز ہے:

"دین اسلام ایک ایسا آئینہ ہے جس پر مختلف قوموں کے لئے روحانی اور ثقافتی اقدار کے نقوش بڑے جلی حروف میں ثبت ہیں۔ یہ جماعت کے لئے آنکھ کی پتلی کی مانند ہے جس میں وہ تمام حقائق نقش ہیں جن کا اہتمام اس امت کے سپرد کیا گیا ہے۔"

پروفیسر الیسون (Alison) نے تاریخی واقعات کی روشنی میں اس امر کی توثیق کی ہے کہ خصوصاً" ایشیائی قوموں کا استحکام رجوع الی الدین کا محتاج ہے۔ یہ رائے ابن خلدون کی اس رائے کے موافق ہے جس کا اظہار اس نے عربوں' ترکوں اور مشرق کی دوسری قوموں کے اندر دین و مذہب کی قوت تاثیر کے متعلق کیا ہے کیونکہ ان کی رہبرو رہنما اور ان کی پاسبان ان کی اپنی روح اور فطرت ہے۔

جو شخص اس امت کے ساتھ حیرت انگیز کارنامے سرانجام دینے' اس کے ساتھ خطرات میں کود جانے اور معرکوں کے اتھاہ سمندروں میں بے خطر کود پڑنے' حضرت خالد بن ولید اور صلاح الدین ایوبی کا دور واپس لانے کا خواہاں ہے' اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ان سے مخاطب ہو' ایمان کی زمام ہاتھ میں لے کر ان کی قیادت کرے' قرآن مجید اور کلمہ توحید کے معلم اول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کے جھنڈے تلے ان کو جمع کرے اور اسلام کے سنہری دور' اسلامی ورثہ اور نامور اسلامی شخصیتوں کے ساتھ ان کا رشتہ جوڑے۔ صرف اسی طریقہ سے امت مسلمہ اپنی خصوصیات اور اپنے سرچشمہ کی پاکیزگی منکشف کر سکتی ہے' ایمان کی گہرائیوں کو' جس پر جھوٹی اور نظر فریب تہذیب کی چکا چوند نے پردے ڈال رکھے ہیں' ظاہر کر سکتی ہے اور ان فضائل و اوصاف کو روشن کر سکتی ہے جن پر غیر اسلامی مذاہب اور نظامہائے زندگی کے عمل دخل کی وجہ سے زنگ کی تہیں جم گئیں ہیں' جنھوں نے امت مسلمہ کو اس کے اصل راستہ سے منحرف کر دیا ہے اور حیرت اور خلاء میں سرگرداں چھوڑ دیا ہے۔

آج امت مسلمہ کو خونخوار اور طامع و حریص عالمی صیہونیت کا سامنا ہے جس کی پشت پناہی وہ مشرقی اور مغربی استعماری قوتیں کر رہی ہیں جنھوں نے اسرائیل نامی ریاست قائم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں اس کی مدد کی تھی۔ لہٰذا امت مسلمہ کے لئے اشد ضروری ہے کہ وہ اپنے پوشیدہ دفینوں اور اپنی جمع شدہ قوتوں کو انگیخت کرے اور اپنی تمام روحانی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تاکہ وہ اپنے دشمنوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال سکے اور کلمہ ایمان اور ندائے اسلام کے سوا کوئی چیز اس جذبہ و ولولہ کے لئے مہمیز کا کام نہیں کر سکتی ہے۔

فروید (فرائڈ)' دور کایم' جون ڈیوری کی تصنیفات اور مارل مارکس' لینن اور ماؤ کی تحریریں ہماری امت کے دل کے کسی تار کو جنبش نہیں دے سکتیں اور نہ ہمارے وجود کی کسی رگ میں ان کے ذریعہ کوئی ارتعاش پیدا ہو سکتا ہے' نہ ان کی وجہ سے کوئی متکبر اپنی انانیت سے دست بردار ہو سکتا ہے' نہ کوئی کاہل فرد اپنی کاہلی کو دور کر سکتا ہے' اور نہ کوئی بے حیا اپنے مسخرہ پن کو ترک کر سکتا ہے۔ یہ تحریریں نہ کسی سپاہی کو پیش قدمی کے لئے متحرک کر سکتی ہیں اور نہ کسی لشکر کی رہنمائی کرکے اس کو فتح و نصرت سے ہمکنار کر سکتی ہیں۔ لیکن "**اللہ اکبر**" "**لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**" یا "**ھبی یا ریاح الجنۃ**" کے روح پرور کلمات دلوں میں جادو کا کام کرتے ہیں' ان میں مقناطیسی تاثیر پیدا کرتے ہیں اور بڑے بڑے معرکوں میں قوت کے توازن کو بدل دیتے ہیں۔

عین جالوت کی فتح کے پیچھے واسلاماہ کا نعرہ کارفرما تھا' جہاد رمضان میں کلمہ "اللہ اکبر" ایک بہت بڑا عامل تھا جس کو مصری فوج نے اپنا شعار بنا لیا تھا۔ یہ ایک ایسا طاقتور عامل تھا جس کی قوت سے مصری فوج نے خاطف کو عبور کرلیا' خط بارلیف کو توڑ ڈالا اور شکست و ہزیمت کو اس فوج کا مقدر بنا دیا جس کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ کلمہ اسلام ہمیشہ مسلمانوں اور اس کے دشمنوں کے درمیان ہر فیصلہ کن مرحلہ و معرکہ میں فتح و نصرت کا راز رہے گا۔

اسلام کی طرف رجوع آب حیات ہے جو امت کے جسد مردہ میں از سر نو تازہ روح پھونکتا ہے' اس کے اعضاء و جوارح میں صحت و تندرستی اور قوت پیدا کرتا ہے جو اسے ان مہلک بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت عطا کرتی ہے' جنہیں اس کے دشمن پھیلا رہے ہوتے ہیں۔

رجوع الی الاسلام ہر فساد اور بگاڑ کی اصلاح کرکے اس امت کو ایک دوسری زندگی بخشتا ہے (۶۱) اور نئے سرے سے تاریخ کی باگیں اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ حقیقت میں یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ چیز ہے جس سے ملت اسلامیہ کے دشمن خوف زدہ ہیں اور جس کے متعلق انہیں ہزاروں تشویشیں لاحق ہیں' اور ہمیشہ رہیں گی۔

دشمنان اسلام ہمیشہ لادین اور مادہ پرست قیادتیں پیدا کرنے میں ایک دوسرے کی ہمرکاب رہے ہیں اور ہمیشہ ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں گے جو امت مسلمہ کو ان کی شاہراہ دین سے منحرف کر دیں اور اس کو اس کے منبع قوت سے دور لے جائیں۔ ان قیادتوں کو ابھارنے کے بعد ان کو فکری غذا مہیا کرنے میں بھی یہ اعدائے اسلام ایک دوسرے کے دوش بدوش کام کرتے ہیں۔

چنانچہ یہ تحریکات اور رجحانات --- لبرالیت اور اشتراکیت --- بلاواسطہ یا بالواسطہ سب استعمار اور صیہونیت کی پیدوار ہیں۔

لورنس براؤن اپنی کتاب میں جو ۱۹۴۴ء میں شائع ہوئی صریح الفاظ میں کہتا ہے:

"ہم مختلف قوموں سے خوفزدہ ہیں لیکن تحقیق و تجربہ کے بعد اس طرح کے کسی خوف کا کوئی جواز نہیں پایا جاتا ہے --- ہم یہودی خطرے' جاپان اور چین کے زرد خطرے اور بالشویک خطرے سے خوف کھاتے رہے۔ خبردار' یہ سارا خوف اس خطرہ کے موافق نہیں جو ہمارے تخیل میں تھا۔ ہم نے بلاشقہ (کمیونسٹوں) کو اپنا حلیف پایا۔ جہاں تک زرد قوموں کا تعلق ہے' وہاں بڑی بڑی جمہوری حکومتیں اس خطرہ کے راستہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ لیکن حقیقی خطرہ تو اسلامی نظام اور اس کی قوت میں پوشیدہ ہے' جو اس کو وسعت بخشتا ہے اور دلوں کو فتح کرتا ہے۔ یہ تمام یورپی استعماری قوتوں کے مقابلہ میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے"۔(۶۲)

اسی طرح مصنف موصوف اسلامی نظام میں ایک پوشیدہ قوت دیکھتا ہے' اگرچہ اس کے پیروکار ضعف و کمزوری اور باہمی افتراق و انتشار کا شکار ہیں اور یہ وہ قوت ہے جس کے خطرہ نے یورپی استعمار کا چین غارت کر دیا ہے اور یہ ایسا خطرہ ہے جسے اہمیت دینا ضروری ہے۔ دوسرے جن خطرات سے استعماری قوتیں خوف زدہ ہیں وہ حقیقی خطرات نہیں ہیں۔ ان موہوم خطرات میں یہودی خطرہ' کیمونزم کا خطرہ اور چینی خطرہ بھی شامل ہے۔ لیکن حقیقی خطرہ تو اسلامی نظام میں پوشیدہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک برطانوی مستشرق پروفیسر منٹگمری واٹ نے لندن کے روزنامہ ٹائمز میں ۸ مارچ کو ایک مقالہ لکھا ہے جس کے آخر میں وہ کہتا ہے کہ "جس وقت امت مسلمہ کو اسلام کا دفاع کرنے والا ایک مناسب قائد میسر آگیا تو اس بات کا پورا امکان موجود ہے کہ یہ دین دنیا میں ایک بار پھر ایک عظیم الشان سیاسی قوت بن کر ظہور پذیر ہو۔(۶۳)

اس کے بعد وہ اس قلق اور تکلیف پر آنسو بہاتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور اپنے مستشرق شاگرد سرھ۔ا۔ جب کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے: "جیسا کہ سرہاملتون جب نے کہا ہے یہاں پر ایک احتمال موجود ہے --- اور مغربی دنیا کے لئے حکمت اسی میں ہے کہ اس احتمال کو معمولی نہ سمجھے --- خبردار' وہ احتمال ہے ایک عالمگیر قوت کی حیثیت سے اسلام کا نئے سرے سے ظہور۔"

ہو سکتا پروفیسر واٹ اس تحریر کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہو جو ہاملتون جب نے اپنی کتاب "کس کا رخ کس طرف ہے؟" کے مقدمہ کے شروع میں لکھی ہے۔ یہ تحریر مغربی دنیا کو ایک طرح کی تنبیہہ ہے کہ وہ چوکنا رہے اور اپنے منصوبوں کو مستحکم کرے۔ یہ تنبیہہ ان الفاظ میں صاف اور واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے:

> "اگرچہ سرکاری لحاظ سے وحدت اسلامی دم توڑ چکی ہے' قومیتوں کی ثقافتیں درس گاہوں میں اپنی جگہ بنا چکی ہیں' معاشرتی امتیازات واضح ہو کر سامنے آچکے ہیں' دینی ثقافت مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد میں محصور ہو چکی ہے۔ لیکن ان ساری خرابیوں کے باوجود دینی ادارے ہمیشہ سے قائم ہیں' قرآن کے حفاظ بھی اسی طرح تیار ہو رہے ہیں جو قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں کیونکہ ان کی تعداد میں کمی نہیں آئی اور مسلمانوں کی فکر پر قرآن کی آیات کا سحر اور اس کی تاثیر کمزور نہیں پڑی۔ اکثر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی تقدیس اور ان کا ذکر تمام مسلمانوں میں ایک جوش و ولولہ ابھارتا ہے اگرچہ ان کے مختلف گروہوں میں جدید اسلامی تحریک کے اہم خدوخال کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔"

اس کے بعد "جب" مغربی دنیا کو بیدار اور ہوشیار کرنے کے لئے لکھتا ہے:

> "اسلامی تحریکیں اپنی فطرت کے عین مطابق حیرت انگیز سرعت کے ساتھ پروان چڑھ رہی ہیں اور خوف و دہشت کا موجب بنی ہوئی ہیں۔ یہ تحریکیں اچانک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھوٹ پڑتی ہیں قبل اس کے کہ ان پر کڑی نگاہ رکھنے والے ان کی ایسی علامات کا سراغ لگا سکیں جو ان کے متعلق ان کے دلوں میں کوئی شک پیدا کر سکیں۔ چنانچہ اسلامی تحریکوں کے پاس صرف قیادت کی کمی ہے اور انہیں صرف ایک دوسرے صلاح الدین ایوبی کی ضرورت ہے"(٦٤)

۹۔ امت کی آزادی و استحکام کا حصول

دوسری خوبی جسے ہم اسلامی نظام کے ساتھ منسوب کرتے ہیں' وہ یہ ہے کہ اسلامی نظام امت مسلمہ کی عظمت و جلالت اور مرتبہ و مقام اور اس کی شخصیت و انفرادیت کے حصول کا موجب ہے اور اس کے استحکام و استقلال کو نمایاں کرتا ہے' بلکہ قوموں کے روبرو اس کو ایک معلم اور قائد کا مقام ارفع عطا کرتا ہے کیونکہ یہ ان کے سامنے زندگی کی گتھیاں سلجھاتا ہے اور کائنات اور انسان کے مسائل کا ایک جدید حل پیش کرتا ہے --- ایک ایسا حل جو لادین جمہوری نظام میں نہ ملحدانہ اشتراکی نظام میں موجود ہے جنھوں نے انسانیت کو تباہی و بربادی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے اور اس پر بدبختی' ہلاکت' قلق و اضطراب اور خوف کو مسلط کر دیا ہے۔ چنانچہ انسانیت کی رات دہشت کے سایہ میں بسر ہوتی ہے اور صبح اس کی آنکھ خوف و ہراس کی فضا میں کھلتی ہے' شام پڑتی ہے تو اضطراب اس کو گھیر لیتا ہے اور نیند میں وہ پریشان کن خوابیں دیکھتی ہے۔

صرف اسلام ہی وہ دستور حیات ہے جو روح اور مادہ' دین اور دنیا کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے' فرد اور سوسائٹی کے درمیان توازن قائم کرتا ہے اور وجدان اور عقل کے درمیان عدل پیدا کرتا ہے' کالے اور گورے کے درمیان مساوات اور انسان اور انسان کے درمیان اخوت قائم کرتا ہے۔ یہ نظام امت کو ایک ایسا مشن دیتا ہے جس کا سرچشمہ اس زمین سے ماورئی ہے --- ایک ایسا مشن جو بالخصوص اپنے معاشرہ میں نفاذ اسلام اور ساری کائنات کے سامنے اس کی تبلیغ کا بارگراں اٹھائے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ دوسری قوموں کی طفیلی اور دست نگر بن کر رہے' اس کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھی پیدا نہیں کیا کہ وہ ایک سمندری مونگے کی طرح اپنے آپ کو اپنی ذات ہی میں محصور کر لے' بلکہ امت مسلمہ کو بنی نوع انسان کے نفع اور ان کی ہدایت کے لئے برپا کیا گیا ہے۔ اس کا فرض منصبی اولاً" اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے احکام کو عملاً" نافذ کرکے ان پر حجت قائم کرنا اور ثانیاً" ان کے سامنے اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر و تومنون باللہ (۶۵)

"تم ایک بہترین امت ہو جسے لوگوں (کی ہدایت) کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیک کاموں کی تلقین کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور تم (خود) اللہ پر ایمان لاتے ہو۔"

یہ وہ امت نہیں ہے جو عمدہ اور ناکارہ جڑی بوٹیوں کی طرح خودبخود پیدا ہو گئی ہو۔ بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور ایک مقصد کے لئے اس کو برپا کیا ہے اور یہ مقصد ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ انسانیت کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جوڑ کر اس کی فلاح و بہبود۔

کذالک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (۶۶)

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہو۔"

ہر غیر اسلامی نظام جو ہم ادھر ادھر سے درآمد کرتے ہیں' ہمیں انسانیت کی امامت و قیادت اور شہادت حق کے اعلیٰ و ارفع منصب سے محروم کر دے گا بلکہ وہ ہماری آزادی اور استحکام ہی کا خاتمہ کر دے گا اور ہمیں دوسری قوموں کا دست نگر اور تابع مہمل بنا دے گا۔ کیا دینی' عقلی اور عرفی اعتبار سے کسی غیر اسلامی نظام کو قبول کرنے کا جواز موجود ہے جبکہ ہمارے پاس انسانیت کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے ایک عظیم الشان نظام موجود ہے؟

جب اصحاب دولت و ثروت کشکول گدائی ہاتھ میں اٹھا لیتے ہیں تو اخلاق کی نگاہ میں مذموم ٹھہرتے ہیں اور قوانین ان کو سزا دیتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لئے اخلاقی اور قانونی اعتبار سے اغیار --- بلکہ دشمنوں --- سے اپنی مشکلات کے حل کی دریوزہ گری کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے جبکہ ہمارے اپنے پاس کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور وسیع فکری اور تشریعی ورثہ پر مبنی بہترین نظام موجود ہے؟ مشہور شاعر متنبی نے کیا سچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا ہے!

ولم ار فی عیوب الناس عیبا

کنقص القادرین علی التمام (٦٧)

ایک آزمودہ اور بار آور نظام

اسلامی نظام وہ نظام ہے جس کو امت مسلمہ آج سے پہلے بھی آزما چکی ہے۔ چنانچہ اس نے نمایاں نتائج بر آمد کئے ہیں' فقید المثال کامیابی حاصل کی ہے اور اسے اسلام کی فرمانروائی میں سکون و اطمینان' عدل و انصاف اور استقرار و استحکام نصیب ہوا ہے اس نظام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو افلاس سے نجات دلائی' خوف کی جگہ اس کو امن عطا کیا' ذلت و رسوائی سے نکال کر عزت و وقار کا نور عطا کیا اور امت مسلمہ انتشار و افتراق کی آگ سے نکل کر اس بابرکت نظام پر جمع ہو گئی' عداوت اور حسد و کینہ سے پاک ہو کر ایک رشتہ اخوت میں منسلک ہو گئی۔ جو شخص ان حقائق کا انکار کرتا ہے وہ دراصل تاریخ کو جھٹلاتا ہے' واقعات کی نفی کرتا ہے' اللہ کی نعمت ---- کتاب اللہ ---- کی ان آیات کا انکار کرتا ہے جن میں اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات کا واضح تذکرہ پایا جاتا ہے:

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (٦٨)

"بلاشبہ' اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر بہت بڑا احسان کیا اس نے ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے' ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی کھلی گمراہیوں میں مبتلا تھے۔"

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا و اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون (٦٩)

"اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اور اللہ کی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں عطا کی۔ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم اس کے احسان کی بدولت بھائی بھائی بن گئے تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے تو اللہ نے تمہیں اس (کے اندر گرنے) سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ تم ہدایت پاسکو۔"

اسی طرح عرب قوم اپنے عقائد' اخلاق اور طبقات کے اعتبار سے ہلاکت اور تباہی و بربادی کے کنارے کھڑی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی بدولت ہلاکت سے بچا لیا' گمراہی سے نکال کر ہدایت عطا کی' جہالت کی جگہ علم کی روشنی دی' عصبیتوں کے الاؤ کے بجائے بھائی چارے کا گھنا اور ٹھنڈا سایہ مہیا کیا' انتشار اور بدامنی کی جگہ ایک نظام دیا۔ مختصراً" الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ تاریکی سے نکال کر نور کی دولت سے بہرہ ور کیا۔

ایک تابعی مفسر قرآن حضرت قتادہ بن دعامہ "**وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها**" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ عرب کا ایک قبیلہ تھا جو سب سے زیادہ بے وقعت اور کمزور تھا۔ اس کی زندگی عسرت و شقاوت کا شکار تھی' اس کی گمراہی نمایاں تھی' اہل قبیلہ کے جسم ننگے اور پیٹ بھوکے تھے۔ وہ فارس اور روم کے خونخوار بھیڑیوں کے درمیان ایک پہاڑی کی چوٹی پر محصور تھے۔ خدا کی قسم' اس وقت ان کے ملک میں کوئی ایسی قابل ذکر چیز موجود نہیں تھی' جس پر وہ فخر کر سکتے۔ ہر شخص تنگدستی اور بدبختی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ جو شخص مرجاتا اس کو آگ میں جلا دیا جاتا۔ اس قبیلہ کے لوگ لوگوں کے دئے ہوئے ٹکڑوں پر گزارہ کرتے تھے اور وہ خود خوراک پیدا کرنے کے قابل نہیں تھے۔ بخدا' اس وقت روئے زمین پر ہمارے علم میں کوئی ایسا قبیلہ نہیں تھا جو اس قبیلہ سے زیادہ نادار و بے مایہ اور بے حیثیت ہو' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی دولت عطا کی اور اپنی کتاب کا وارث بنایا تمہارے لئے جہاد کا دروازہ کھول دیا اور سامان رزق فراہم کیا' تمہیں لوگوں کا حکمران بنایا۔ آج تم جن نعمتوں کا مشاہدہ کر رہے ہو' اسلام ہی کی بدولت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت فرمائی ہیں۔ پس اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ تمہارا رب وہ منعم حقیقی ہے جو اپنے شکر گزار بندوں سے محبت کرتا ہے اور شکر گزار بندے اللہ کے ہاں بلند مرتبہ و مقام رکھتے ہیں۔(۷۰)

آج مختلف انسانی سماج فقر و افلاس کے خاتمہ اور حاجت مندوں کی ضروریات کی فراہمی کے لئے سخت کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن نہ سرمایہ دارانہ معاشرے اور نہ اشتراکی معاشرے اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ اس کے برعکس جب اسلام پر بطریقہ احسن عمل ہوا، مسلمانوں کے لئے اس کا سیاسی نظام قائم ہوا، جس کے نتیجہ میں ان کو ایک عادلانہ حکومت اور خلافت راشدہ میسر آئی تو اسلام ذلت آمیز اور رسوا کن فقر و افلاس کا نام و نشان مٹانے میں کامیاب ہو گیا حتیٰ کہ زکواۃ ادا کرنے والا شخص حیران و ششدر تھا کہ وہ زکواۃ کسے دے کیونکہ اسلام کا نظام عدل و انصاف اور اس کی نعمت لوگوں پر سایہ فگن تھی۔

بیہقی "الدلائل" میں عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ "عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ اڑھائی برس مسند خلافت پر فائز رہے۔ واللہ، ایک آدمی ہمارے پاس بہت سا مال لاتا اور کہتا کہ جس طرح مناسب سمجھو اسے فقراء و مساکین میں تقسیم کر دو۔ وہ اسی طرح ایک آدمی سے دوسرے آدمی کے پاس جاتا اور یہی درخواست کرتا رہتا حتیٰ کہ وہ اپنے مال کے ساتھ یہ سوچتے ہوئے واپس لوٹ جاتا کہ وہ یہ مال کسے دے لیکن اسے کوئی مستحق آدمی نہ ملتا کیونکہ عمر بن عبدالعزیز نے تمام لوگوں کو غنی بنا دیا تھا۔(۷۱)

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ "حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مجھے افریقہ سے زکواۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ میں نے زکواۃ اکٹھا کی اور زکواۃ کی جمع شدہ رقم تقسیم کرنے کے لئے حاجت مندوں کو طلب کیا لیکن ہمیں کوئی حاجت مند نہ ملا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے لوگوں کو غنی بنا دیا تھا۔(۷۲)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت سے پہلے جو ممالک امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اسلامی حکومت اور اسلامی عدل کے ثمرات سے بہرہ ور ہو رہے تھے، انہوں نے اس خوش حالی کا ایک بہت بڑا حصہ پایا تھا جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی عدل کی برکت سے تمام اقالیم میں پھیل گئی تھی۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو ۔۔ جن کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تھا اور جنہیں آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر بن خطابؓ نے بھی اس منصب پر فائز رکھا تھا ۔۔۔ چند ہی برس بعد یمن میں ایک آدمی بھی ایسا نہ ملا جو ان سے زکواۃ وصول کرتا۔ چنانچہ وہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کے بعد اس مال زکواۃ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دارالخلافہ مدینہ میں بھیجنے لگے۔

اسلامی نظام کے زیر سایہ امت مسلمہ ایک بے نظیر خوشحالی اور فراوانی سے ہمکنار ہوئی جس کا سبب صرف پیداوار میں اضافہ ہی نہیں تھا بلکہ اس کی عادلانہ تقسیم بھی تھی۔ اسلام کی نگاہ میں امت میں دولت و ثروت کی فراوانی کے اندر کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے اگر ایک طبقہ یا بعض طبقے تو اس سے خوب لطف اندوز ہو رہے ہوں اور باقی ساری امت اس سے محروم ہو۔

بہترین علاج وہ ہے جس کو مریض آزما چکا ہو، جس نے بیماری کا خاتمہ کر دیا ہو اس کو جلد شفا سے ہمکنار کر دیا ہو۔ وہ شخص سب سے بڑا احمق ہے جو ایک مجرب دوا کو چھوڑ دیتا ہے جو کافی مقدار میں اس کے پاس موجود ہوتی ہے اور ایک نئی دوا کی تلاش میں نکل پڑتا ہے جو ایسے افراد کے پاس ہوتی ہے جو اس کی طبیعت اور مزاج سے ناواقف ہوتے ہیں، بلکہ اس کے دین اور اس کی قوم کے دشمن ہوتے ہیں، حالانکہ وہ جس دوا کا متلاشی ہے وہ تو خود ان لوگوں کو شفاء اور عافیت مہیا نہیں کر سکی جو اس دوا کو تیار کرنے والے ہیں۔ اس کے برعکس یہ دوا ان کی بیماری اور پریشانی میں اضافہ ہی کا باعث بنی ہے۔

بلاشبہ غیر اسلامی نظامہائے زندگی ۔۔۔ خواہ وہ سرمایہ دارانہ نظام ہوں یا اشتراکی نظام ۔۔۔ اپنے ماننے والوں کے لئے زندگی کی آسودگی اور خوشحالی کا سامان پیدا نہیں کرتے۔ ان نظامہائے زندگی کے علمبردار لگا ہے بگاہے ان کے اندر تبدیلیاں لاتے رہتے ہیں اور ان میں ترمیم و اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ کل وہ جس چیز کو ایک اٹل حقیقت سمجھتے تھے آج اس کو ختم کر رہے ہوتے ہیں۔ سائنٹیفک مارکسی اشتراکیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصاً " اس صورت حال سے دوچار رہتی ہے' جس نے ایک قلیل تعداد کو امت مسلمہ سے پھاڑ کر علیحدہ کر دیا ہے۔ ان نظاموں نے اس کو وہ تقدس و احترام اور دوام مہیا نہیں کیا جس کے آسمانی وحی کے اطاعت شعار لوگ مستحق ہوتے ہیں۔ پھر چند ہی سال گزرتے ہیں کہ خود ان کے علمبردار بادل نخواستہ' پرجوش حامیوں کی مخالفت کے باوجود' اکثر اصولوں سے مراجعت اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن پستی کی طرف یہ سفر ضرورت کے جبر اور فطرت کے تقاضے کے تحت اعداد و شمار کی روشنی میں اختیار کیا جاتا ہے۔

کارل مارکس نے اس جنت کے وجود کا انکار کیا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں مومنوں سے کیا ہے اور اس "دنیوی جنت" کی امید دلائی ہے جو اشتراکیت اس دنیا میں قائم کرتی ہے۔ روس میں مارکسی نظام کو قائم ہوئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن انسانیت نے ابھی تک اس "جنت موعودہ" کی کوئی جھلکی نہیں دیکھی۔ وہ کیمونزم کے سایہ میں وہ کسی ٹھنڈے جھونکے سے لطف اندوز ہو سکی ہے نہ آب شریں کے ایک گھونٹ سے شادکام۔ اس جنت میں اسے کھانے کو آگ اور پینے کو پیپ کے سوا کچھ میسر نہیں آیا ہے۔(۴۳)

اشتراکیت کے پیرو کار روس نے آزادی کی نعمت' انفرادی ملکیت کی نعمت' امن اور روحانی سکینت و طمانیت کی نعمت' ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی نعمت اور عالم آخرت کی جنت کی امید و رجاء کی نعمت ـــــ سب کچھ کھو دیا ہے اور ان کے مقابلہ میں پیداوار کی کثرت' دولت کی عادلانہ تقسیم' زندگی کی عیش و عشرت کی توقعات بھی پوری نہ ہو سکیں۔

روس نے انقلاب کے پہلے چند ماہ نئی خوش حال دنیا کی تصویر کے خواب دیکھنے میں گزار دیئے اور وہ ہسٹریائی جوش و خروش اور جنوں میں مستغرق رہا۔ لینن نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے فوراً" بعد اعلان کیا کہ کیمونزم کا غیر طبقاتی معاشرہ ہمارے ہاتھ لگ چکا ہے اور چھ ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ یہ انقلاب سچا ثابت ہوگا' برگ و بار لائے گا اور اس کے خدوخال واضح ہو جائیں گے۔ لیکن ٹراٹسکی نے سائنٹیفک اقتصادیات کی تعبیرات کو ایک طرف رکھ دیا اور بڑے جوش و خروش کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نئی مطلوبہ دنیا کی تصویر کشی میں اس انداز سے گفتگو کرنے لگا کہ انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئیوں سے بھی چار قدم آگے نکل گیا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ تمام مذاہب کے کاہن ہر وہ بات کہہ سکتے ہیں جو جنت کے متعلق اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں ---- وہ جنت جس کی بشارت وہ عالم آخرت میں دیتے ہیں۔ لیکن ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم عنقریب انسانیت کو یہ جنت اسی زمین میں عطا کریں گے۔ اس لئے لازمی ہے کہ ہم اس کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔ یہ وہ خاکہ ہے جو ہم اپنے لئے وضع کر رہے ہیں۔ یہ سب سے بڑا مقصد ہے جس کی خاطر انسانیت نے اپنی پوری تاریخ میں جدوجہد کی ہے۔ چنانچہ وہ جملہ گزشتہ عقائد کی عمدہ اور اچھی باتوں کے بارے میں گفتگو کرتا ہے۔

ٹرا ٹسکی نے نئے معاشرہ کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے کہا ہے کہ "اس میں انسان بڑی تیزی کے ساتھ سب سے زیادہ طاقتور' پاکیزہ' ذی شان اور آبرو مند بن جائے گا اور ایک عام انسان بھی ارسطو وغیرہ جیسی بلند شخصیات کے مرتبہ و مقام پر کھڑا ہو جائے گا۔"

لیکن یہ میٹھے اور سہانے خواب جلد ہی منتشر ہو گئے اور لوگوں کو حقیقی ظالموں اور ان کے ظلم و جبر کا سامنا کرنا پڑا ان پر لگاتار قحط اور بحران حملہ آور ہوئے' پھر معاملہ خوراک اور لباس کے بحران پر ہی ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد "تطہیر" (Screening) کا آغاز ہوا۔ خونی تالاب تعمیر ہوئے' آزادیوں کو دبا دیا گیا' زبانوں پر تالے ڈال دیے گئے اور لاکھوں کروڑوں افراد اس عمل تطہیر کا شکار ہو گئے۔ جن میں خود ٹراٹسکی بھی شامل تھا۔ اس وجہ سے لوگ دو انتہائی تکلیف دہ مصیبتوں کے شر میں مبتلا ہو گئے اور یہ دو مصیبتیں ہیں: بھوک اور خوف۔

فاذاقها الله لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون (۴۷)

"تب اللہ نے اس کے باشندوں کو ان کے کرتوتوں کا یہ مزا چکھایا کہ بھوک اور خوف کی مصیبتیں ان پر چھا گئیں۔"

یہ تلخ تجربہ ان ادیبوں' دانشوروں اور مفکرین کو بھی پیش آیا جو کبھی کمیونزم پر ایمان لائے تھے اور یہ یقین رکھتے تھے کہ کمیونزم انسان کی مشکلات کو حل کرنے کی قدرت رکھتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وہ ان آفات و مصائب کی بھینٹ چڑھ گئے جنہیں سرمایہ دارانہ نظام نے جنم دیا تھا۔ جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے نئے مذہب کی فصل اور آثام و اضرار اور منکرات کی صورت میں اس کے ثمرات دیکھے جن کی وجہ سے انسان کی پیشانی شرم کے مارے جھک جاتی ہے اور جن کے خوف سے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے تو وہ سرمایہ دارانہ نظام اور اس کے عہد کے لئے رحم طلب نگاہ ڈالتے ہوئے واپس لوٹ گئے اور یک زبان ہو کر پکار اٹھے: (۷۵)

رب یوم بکیت منہ فلما

صرت فی غیرہ بکیت علیہ (۷۶)

عجیب بات ہے کہ جمہوری سرمایہ دارانہ نظام میں لوگ کم از کم احتجاج، اظہار ناپسندیدگی اور آہ و فغاں کے ذریعہ اپنے دل کی بھڑاس تو نکال سکتے ہیں۔ لیکن مارکسی نظام کے ظلم و جور کے تحت تو لوگوں کو آہ و بکاء اور شکوہ و شکایت کی بھی اجازت نہیں ہے چہ جائیکہ وہ کوئی صدائے احتجاج بلند کر سکیں اور "کیوں" اور "کیسے" جیسے الفاظ نوک زبان پر لانے کی جرات کر سکیں۔ چنانچہ اس شخص کے انجام کا اندازہ آپ خود ہی لگا سکتے ہیں جو حرف "لا" (یعنی انکار و اباء) زبان سے نکالنے کی جرات کر بیٹھے اور کسی بات سے اختلاف کا اظہار کر دے۔

یہ کیسا دستور زبان بندی ہے تری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

ایک روز بعض جرات مند لوگوں نے کلمہ "لا" زبان پر لانے کا تجربہ کرنا چاہا اور وہ اسے عملاً" زبان پر بھی لے آئے۔ پھر کیا تھا؟ ان پر روسی ٹینک چڑھ دوڑے جنہوں نے ان کے شہروں کو نیست و نابود کر دیا اور ان کو بڑی بے دردی کے ساتھ اپنے آہنی پہیوں کے نیچے پیس ڈالا۔ اس کے بعد چیکوسلواکیہ نے ایسا ہی تجربہ کیا اور جس تجربہ کا سامنا پولینڈ کو کرنا پڑا وہ کوئی سربستہ راز اور بہت دور کی بات نہیں ہے۔

ایک کلمہ "آہ" مریض کے درد کو کم کر دیتا ہے اور ظالم کے سامنے ایک مظلوم کی فریاد اگرچہ اس کے دل کی تسکین کا سامان تو نہیں بنتی ہے، تاہم اس کی آتش نفرت کو کسی نہ کسی حد تک ٹھنڈا ضرور کر دیتی ہے۔ اور یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے بری بات کو با آواز بلند کہنا حرام قرار دیا ہے لیکن اس نے ایک مظلوم فرد کو ظالم کے روبرو غصہ اور شکوہ و شکایت کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرنے کا حق بھی دیا ہے۔

لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللہ سمیعا علیما (۷۷)

"اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے الا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

مغرب نے فسق و فجور پر مبنی اور دینی اصول و احکام اور اخلاقی قدروں سے عاری سرمایہ داریت اور ملحد اشتراکیت کی لائی ہوئی ہلاکت و تباہی کا مزہ چکھ لیا ہے یہ ناممکن ہے کہ یہ مذاہب فکر ونظر اور نظامہائے زندگی اپنے ملکوں میں تو ناکامی و نامرادی سے دو چار ہوں اور ہمارے ہاں کامیابی و سرخروئی سے ہم آغوش ہوں' جبکہ وہ ہمارے دین' ہماری اقدار' ہماری شریعت' ہمارے علمی ورثہ اور ہماری تاریخ سے بالکل نابلد اور ناآشنا ہو۔ اگر ہم اس وہم کا شکار ہیں کہ ہم کسی غیر ملکی نظام اور غیر اسلامی دستور حیات کے ذریعہ اپنے معاشروں کی مشکلات پر قابو پالیں گے اور اپنے مسائل کی گتھیاں سلجھا لیں گے' اپنے حالات کے بگاڑ کا علاج کر لیں گے تو ہماری مثال اس شخص کی طرح ہو گی جو آگ بجھا رہا ہو اور ساتھ ساتھ اس میں لکڑیاں بھی جھونک رہا ہو۔ وہ آگ کی لپکتی زبان کو چند لمحوں کے لئے خاموش تو کر دیتا ہے لیکن اس کے شعلے پھر اس قدر بلند ہو جاتے ہیں کہ کسی چیز کو بھسم کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔

یہ انسان کی کتنی بڑی حماقت ہے کہ وہ ایک مشکل کا علاج کرنے کے لئے کئی نئی مشکلات کو پیدا کرے۔ اور ایک غلطی سے چھٹکارا پانے کے لئے غلطیوں پر غلطیوں کا شکار ہوتا جائے۔ اس وقت اس کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے جو اپنا قرض بیباق کرنے کے لئے ایک اور قرض کا بوجھ اٹھا لیتا ہے یا اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو مرض کا علاج مرض کے ذریعہ کرتا ہے۔

اذا ما قضیت الدین بالدین لم یکن
قضاء ولکن کان غرما علی غرم (۷۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

انا اشتفیت من داء بداء

فاقتل ما اعلک ما شفاک (۷۹)

امت مسلمہ کی مشکلات کا واحد مجرب حل صرف اسلام ہے۔ اسلام کے سوا کوئی نظام ہمارے درد کا مداوا نہیں ہے۔

ہم اسلام ہی کے ذریعہ اپنے دین' اپنی عزت و آبرو' اپنے اموال' اپنے اخلاق اور اپنی روایات کا تحفظ کر سکتے ہیں۔

جس طرح اس نظام کی برکت سے ہم اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں' اسی طرح اس کی بدولت ہم اپنی دنیا اور اپنے قلوب و اذہاں کو بھی فروغ اور جلا دیتے ہیں۔ اسلام کی وجہ سے ہم اپنے ماضی سے وابستہ رہتے ہیں اور جس طرح ہم اپنے مستقبل سے لا تعلق نہیں ہوتے اسی طرح ہم اپنے حال سے بھی اغماض نہیں برتتے۔

یہ ایک ناگزیر نظام ہے ---- ایک عادلانہ نظام ہے ----- ایک فقید المثال نظام ہے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے دستور اور لائحہ عمل بنایا ہے' اور اسی کے ذریعہ ہمیں اپنی مادی اور روحانی بیماریوں کا علاج اور اپنے مسائل کا مداوا کرنے کا حکم دیا ہے۔

ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون (۸۰)

"اور (اللہ پر) یقین رکھنے والے لوگوں کے نزدیک اللہ سے بہتر حکم کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ سورۃ طٰہٰ : ۱۲۳ ۲ سورۃ النساء: ۲۸

۳۔ سورۃ البقرۃ : ۱۸۵ ۴۔ سورۃ ایضاً: ۱۴۲

۵۔ سورۃ البقرہ: ۲۲۰ ۶۔ سورۃ النساء: ۱۷۶

۷۔ سورۃ الملک: ۱۴ ۸۔ سورۃ الاحزاب: ۳۶

۹۔ سورۃ النور: ۵۱ ۱۰۔ سورۃ النساء ۶۰ ۔ ۶۵

۱۱۔ سورۃ طٰہٰ : ۱۲۳۔ ۱۲۴ ۱۲۔ سورۃ النحل: ۱۱۲

۱۳۔ سورۃ الطلاق: ۸، ۹ ۱۴۔ سورۃ الطلاق: ۲، ۳

۱۵۔ سورۃ الاعراب۔ ۹۶ ۱۶۔ سورۃ جن ۔ ۱۶

۱۷۔ سورۃ النجم ۴۰۔ ۴۰ ۱۸۔ سورۃ الروم: ۶۔ ۷

۱۹۔ سورۃ آل عمران : ۵ ۲۰۔ سورہ الاسراء: ۹۔ ۱۱

۲۱۔ مقالہ کا عنوان ہے "وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا ۔" یہ مقالہ جامعہ ازہر کے لیکچر ہال میں پیش کیا گیا۔

۲۲۔ الفلسفۃ الخلقیۃ -- نشاتھا وتطورھا ' ڈاکٹر توفیق الطویل۔

۲۳۔ ترجمہ ۔ تیری زندگی کی قسم' ملک اپنے رہنے والوں پر کبھی تنگ نہیں ہوتے بلکہ انسانوں کا اخلاق ہی اس کو تنگ کر دیتا ہے۔

۲۴ ۔ سورۃ الرعد : ۱۱ ۲۵۔ خصائص التصور الاسلامی' سید قطب شہید' ص ۱۵۷۔۱۵۸

۲۶۔ سورۃ الملک : ۱۴ ۲۷۔ سورۃ الحج: ۴۶

۲۸۔ سورۃ الشعراء: ۸۸، ۸۹ ۲۹ ۔ سورہ ق : ۳۷

۳۰ ۔ مسلم ۳۱۔ سورۃ الرعد : ۲۸

۳۲ ۔ سورۃ الفتح : ۴ ۳۳۔ سورہ النور : ۳۷

۳۴ ۔ سورۃ البقرۃ ۱۸۶ ۳۵ ۔ بخاری

۳۶ ۔ مارکس نے اپنا نظریہ اس اساس پر قائم کیا ہے کہ انسان ایک "پیداواری حیوان" ہے اور اس نے پیداوار کو انسانی معاشروں کی زندگی کا سب سے بڑا اہم ستون قرار دیا ہے .....

۳۷ ۔ ترجمہ جب تو نے بیماری کا علاج بیماری کے ذریعہ چاہا۔ تو جان لے کہ جس چیز نے تجھے بیمار کیا' اس نے تیرے علاج کو ہلاک کر دیا۔

۳۸۔ سورۃ النحل : ۹۰

۳۹۔ ملاحظہ ہو الاسلام و تحدیات العصر' ص ۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰ ۔ ترجمہ: بکری چرانے والا (چرواہا) ایک بھیڑیے کو اسے نقصان پہنچانے سے روک سکتا ہے جب اسے چرانے والے ہی بھیڑیے ہوں تو پھر بکریوں کا کیا حشر ہوگا؟

۴۱۔ ملاحظہ ہو ہماری کتاب الایمان و الحیاۃ کا باب الایمان والاخلاق

۴۲۔ "مغرب اور مشرق وسطیٰ" برنارڈ لوئیس' ص ۱۷۷

۴۳ ۔ سورۃ الحجرات: ۱۰ ۴۴ - ایضاً: ۱۳

۴۵ - امام احمد نے زید بن ارقم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۴۶۔ بخاری و مسلم ۴۷۔ سورۃ انفال: ۱

۴۸۔ سورۃ النساء: ۱۱۴ ۴۹۔ سورۃ الحجرات: ۹'۱۰

۵۰۔ ترمذی' ابوداؤد ۵۱ - سور الحجرات " ۱۰

۵۲۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر معروف دوالیبی کی کتاب: بحث الاسلام و الصراع الطبقی

۵۳۔ ترجمہ: یہ تو آفتاب ہے اور اس کا مسکن آسمان میں ہے لہٰذا تو دل کو تسلی دے' عمدہ تسلی۔ نہ تیرا اس کی طرف چڑھنا ممکن ہے اور نہ وہ تیرے پاس اتر کر آسکتا ہے۔

۵۴۔ یہ حدیث جس کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے' ابن کثیر میں موجود ہے۔

۵۵۔ سورۃ الانعام: ۱۵۳

۵۶۔ صاحب "الترغیب" نے کہا ہے کہ اس روایت کو ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب "السنۃ" میں حسن اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۵۷۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنی "سنن" میں روایت کیا ہے۔ مقدمہ ص ۶'۷

۵۸۔ حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۸۰ کروڑ ہے جیسا کہ اقوام متحدہ کے تازہ ترین اعداد و شمار بتاتے ہیں۔ لیکن مغربی دانشور ہمیشہ مسلمانوں کی تعداد کو گھٹا کر پیش کرتے ہیں (مؤلف)۔ مسلمانوں کی یہ تعداد اب ایک ارب سے بھی تجاوز کر گئی ہے (مترجم)

۵۹۔ ماخوذ از ترجمہ ڈاکٹر نبیل الطویل

۶۰۔ ماخوذ از "حضارۃ العرب" مصنفہ غوستاف لوبون جس کا عربی ترجمہ زعیتر نے کیا ہے ص: ۴۱۷

۶۱ - ملاحظہ ہو ہماری کتاب الایمان و الحیاۃ کی فصل الایمان والاصلاح

۶۲ - ماخوذ از کتاب "التبشیر والاستعمار" مصنفہ ڈاکٹر مصطفیٰ الغالدی و عمر فروخ طبع ثانی ص: ۱۸۴

۶۳۔ یہ ترجمہ ہے مجلہ "الغرباء" کا جس کو جمعیت الطلاب المسلمین مملکہ متحدہ شائع کرتی ہے۔ شمارہ مئی ۱۹۶۸ء

۶۴۔ ملاحظہ ہو "الاتجاھات الوطنیۃ" مصنفہ ڈاکٹر م ۔ محمد حسین ص ۲' ۲۰۶

۶۵ ۔ سورۃ البقرہ: ۱۴۳

۶۶۔ میں نے لوگوں میں اتنا بڑا عیب کوئی نہیں دیکھا' جتنا بڑا عیب ان لوگوں کا احساس کمتری ہے' جو مکمل قدرت و صلاحیت کے مالک ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۷۔ سورۃ آل عمران : ۱۶۴   ۶۸۔ سورۃ ایضاً : ۱۰۳

۶۹۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن مصنفہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ ہجری، ص ۲۵، مطبوعہ مطبعہ الکبریٰ، بولاق مصر ۱۳۲۴ھ

۷۰۔ عمدۃ القاری از عینی جلد ۱۶، ص ۱۳۵   ۷۱ - سیرت ابن عبدالحکم

۷۲۔ کارل مارکس کی "جنت الفردوس" کے بھیانک منظر اب خود روس میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ کیمونزم کی ہر نشانی کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا ہے بلکہ اس "جنت ارضی" کی کوکھ سے افلاس و نکبت اور تباہی و بربادی کے نہایت کریہہ منظر دیو نے جنم لیا ہے۔ اب اس جنت ارضی کے دربان کشکول گدائی اٹھائے ہوئے دربدر روٹی کے چند ٹکڑوں کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں (مترجم)

۷۳ - سورۃ النمل : ۳۴

۷۴۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو "الصنم الذی ھوی" ترجمہ مواد محمودہ یہ بڑے بڑے مغربی مصنفین کے چھ مقالات کا مجموعہ ہے جو پہلے کیمونزم پر ایمان لائے، لیکن جب تلخ اور دردناک حقائق ان پر منکشف ہوئے تو وہ اس نظام ظلم و جبر سے تائب ہو گئے۔

۷۵۔ ترجمہ: بہت دن میں اس (محبوب) کے ہاتھوں نالاں رہا۔ لیکن جب میں اس کو چھوڑ کر دوسرے کا ہو گیا تو میں اس (پہلے محبوب) کیلئے رویا

۷۶ - سورۃ النساء : ۱۴۸

۷۷۔ ترجمہ: اگر تو نے قرض لے کر اپنا (سابقہ) قرض ادا کیا، تو یہ قرض کی ادائیگی نہیں ہے، بلکہ یہ تو قرض در قرض (یا تاوان پر تاوان) ہے۔

۷۸۔ ترجمہ: اگر تو نے اپنی ایک بیماری کا علاج دوسری بیماری کے ذریعہ کیا تو جس چیز نے تجھے بیمار کیا تھا اس نے تیری شفا بخش دوا کو ہلاکت کر دیا۔

۷۹۔ سورۃ المائدہ: ۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-۵-

اسلامی نظام
کے
قیام کا راستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام ——— قیام کی راہیں

جب اسلامی نظام کا مطلب ایک ہمہ گیر اسلامی معاشرہ کا قیام ٹھہرا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مطلوبہ معاشرہ کے قیام کا راستہ کیا ہے اور اسے حسین خوابوں اور لذیذ آرزوؤں کے بجائے حقائق و واقعات کی دنیا میں کیسے لایا جا سکتا ہے ؟

اس مقصد کے حصول کے لئے مختلف گروہوں اور جماعتوں نے کئی راستے اختیار کئے ہیں اور ہر طریق کار کے علمبردار اور انصار واعوان موجود ہیں۔ یہاں ہم ایک ایک کر کے ان تمام راستوں پر ایک تحقیقی نگاہ ڈالیں گے۔

۱۔ پہلا راستہ ——— حکومتی قوانین

ایک گروہ کا خیال ہے کہ اسلامی نظام ——— یا بالفاظ دیگر اسلامی معاشرہ ——— اس وقت معرض وجود میں آتا ہے جب کوئی حکمران' بادشاہ یا امیر اٹھ کر کچھ قوانین' احکام یا آرڈیننس ——— آپ ان کا کوئی نام بھی رکھ لیں ——— صادر کرتا ہے کہ اسلام کو زندگی کی اساس بنایا جائے اور متعدد کمیٹیاں تشکیل دی جائیں تاکہ انسان کے وضع کردہ قوانین کو اسلامی شریعت کے مطابق ڈھالا جائے ——— قطع نظر اس کے کہ اس حکمران' بادشاہ یا امیر کو ایسے اعوان و انصار میسر بھی ہیں جو اس کے عقیدہ و نظریہ پر ایمان رکھتے ہوں' اس کو نافذ کرنے میں مخلص ہوں اور اس کی پشت پر عوام کی کوئی مضبوط بنیاد موجود ہو جو اس کی حمایت و نصرت پر کمربستہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ایک مخلص حکمران جس کے پاس اقتدار کی قوت موجود ہو' بہت سی برائیوں کو ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہے' بہت سے منکرات کا سد باب کر سکتا ہے' بہت سے مصالح حاصل کر سکتا ہے اور خیر اور نیکی کے علمبردار کی مدد کر سکتا ہے لیکن اسلامی معاشرہ کا قیام اور ہمہ گیر اسلامی زندگی کے احیاء کا کام ان سب باتوں سے زیادہ عظیم بھی ہے اور عمیق بھی۔

اسی طرح اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ جن لوگوں کا خیال یہ ہے کہ صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کے قوانین ہی انسانی معاشروں میں انقلاب برپا کرنے یا ان کی تعمیر نو پر قادر ہیں' وہ نیک نیت ہیں۔ لیکن اس میدان میں بعض نہایت اہم حقائق ان کی نگاہوں سے اوجھل رہ گئے ہیں' جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ اسلامی معاشرہ کا مفہوم اور اس کی وسعت اور گیرائی۔
۲۔ اسلامی ممالک میں استعمار کی پھیلائی ہوئی تخریب کاری کا دائرہ اور اس کے اثرات۔
۳۔ کسی معاشرہ میں تبدیلی لانے اور اس کو از سر نو تعمیر کرنے کے لئے تنہا ایک حکمران کی قوت و قدرت کا دائرہ'
۴۔ اسلام کے نفاذ اور حقیقی اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے موجودہ حکمرانوں کے ارادہ و خواہش کا دائرہ۔
۵۔ دور جدید میں حقیقی اسلامی معاشرہ کے قیام کے نتائج و عواقب اور دنیا میں اس کے اثرات کی وسعت۔

۱۔ اسلامی معاشرہ کا مفہوم

(ا) اسلامی معاشرہ یہ نہیں ہے کہ اس کے دستور میں یہ شق موجود ہو کہ ریاست کا دین و مذہب اسلام ہو گا لیکن عملاً ریاست کا ہر معاملہ اسلام سے کوسوں دور ہو۔

(ب) وہ معاشرہ بھی اسلامی معاشرہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو جمعہ کے روز اپنے دفاتر اور وزارتیں بند رکھتا ہو' اسلامی تہواروں (عیدین وغیرہ) کو اجتماعی طور پر مناتا ہو' ریڈیو اور ٹیلی وژن سے آذان اور قرآن کریم کی تلاوت نشر کرتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اقامت نماز کے لئے نمازیوں کی ہمت افزائی کرتا ہو نہ نماز کے تارکین کو کوئی سزا دیتا ہو' شریعت قرآنی کو قائم کرتا ہو نہ معاشرہ کو قرآنی آداب کی تعلیم دیتا ہو۔

(ج) وہ معاشرہ بھی اسلامی معاشرہ نہیں ہے جو شریعت کے مطابق قوانین وضع کرتا ہو یا بیک الوقت قوانین کو اسلامی شریعت کے مطابق ڈھالتا ہو اور پھر اجتماعی' فکری اور اخلاقی زندگی کو غیر اسلامی راستوں پر بھٹکتا چھوڑ دیتا ہو۔

اسلامی معاشرہ ——— جیسا کہ ہم نے کہا اور آئندہ کہیں گے ——— وہ معاشرہ ہے جس کی رہنمائی اسلام کے عقاید کرتے ہوں' جس پر اسلامی قوانین کی حکمرانی ہو' جس کی قیادت و سیادت اسلامی عقائد و نظریات اور اسلامی اخلاق واقدار کے ہاتھ میں ہو' جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اسلام کی روایات کو بالا دستی حاصل ہو اور جس کے ہر شعبہ میں اسلام کی روح رواں دواں ہو اور جس میں ہر چیز اللہ کے رنگ میں رنگی ہو۔

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ(۱)

اللہ کا رنگ (اختیار کرو) اور اللہ سے بڑھ کر کس کا رنگ اچھا ہے ؟"

ہم نے "اسلامی نظام کے خدوخال" اور "اسلامی نظام کی بنیادیں" ------ دونوں عنوانات پر جو کچھ تحریر کیا ہے' اس پر ایک نگاہ ڈال لینا ہی کافی ہے تاکہ ہم اپنے مطلوب معاشرہ کے متعلق ان حقائق کو جان لیں جن کی معرفت نہایت ضروری ہے۔

اسلامی معاشرہ ایک عقیدہ اور نظریہ پر مبنی معاشرہ ہے' یہ دعوت اور نصب العین کا معاشرہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں ----- خواہ وہ روحانی و مادی' فکری و عملی' تعلیمی و ثقافتی' روحانی و اجتماعی ہوں یا اقتصادی و سیاسی ----- اس عقیدہ و نظریہ کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

عصر حاضر میں ہمیں ایسے معاشروں کی مثالیں ملتی ہیں جن کی اساس ایک عقیدہ پر رکھی گئی ہے ---- مثلاً سوویٹ یونین' چین اور دوسرے اشتراکی ممالک۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ سیاست و معیشت' تعلیم و تربیت' اعلام و ابلاغ اور ثقافت و فن کے میدانوں میں اپنی اجتماعی زندگی کو اپنے نظریہ کے رنگ میں رنگنے اور عصر حاضر کے عطا کردہ مختلف وسائل و ذرائع اور اسالیب کو اس نظریہ و عقیدہ کی خدمت میں جوت دینے کے لئے کس طرح کام کرتے ہیں۔

۲- بلاد اسلامیہ میں استعماری تخریب کا دائرہ

بلاد اسلامیہ میں استعمار نے جو تخریب برپا کی ہے وہ معمولی اور سطحی نہیں ہے۔ اس کا دائرہ بہت وسیع اور اس کی جڑیں بڑی گہری ہیں۔ بلا شبہ یہ تخریب بڑی خوفناک اور وسیع و عمیق ہے ۔ اس تخریب سے مراد مادی اور سیاسی زندگی میں تباہی و بربادی نہیں ہے۔ یہ تخریب دوسری تخریب سے بہت کم اور ہلکی ہے ------ یہ دوسری تخریب روح کی بربادی' ضمائر واذہان کی پراگندگی اور روحانی واجتماعی زندگی کی تخریب ہے۔

اس استعمار نے امت کے ان پاکیزہ اصول و نظریات کو بدل ڈالا ہے جن کی جڑیں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اندر بڑی گہری تھیں اور ان کی جگہ مغرب سے درآمد کردہ عقاید و تصورات کو مسلط کر دیا ہے جن کا اسلامی ورثہ سے کوئی ربط و تعلق نہیں۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ اب بعض ابنائے امت اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اسلام کا ریاست' سیاست حکمرانی اور سیاست مال سے کوئی تعلق ہو۔

کچھ مسلم دانشور اباحیت سود کی طرف دعوت دیتے ہیں' کچھ تحریم شراب کو ناپسند کرتے ہیں' بعض ہم جنسی کے جواز کی ترغیب دیتے ہیں اور بعض ایسے "روشن خیال" افراد بھی ہیں جو اخلاقی خوبی کو "ترمت" (مردہ دلی)' خدا پرستی کو "رجعیت" انتشار و فساد کو "حریت" اور کسی نہ کسی استعماری بلاک کی غلامی کو "ترقی" کا نام دیتے ہیں۔

خرد کا نام رکھ دیا جنوں' جنوں کا خرد
جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان عورتیں جب گھر سے نکلتی ہیں تو ان کے شانے' ان کی پنڈلیاں اور گھٹنے ----- سب عریاں ہوتے ہیں۔ ان کی گردنوں اور کمروں میں آشناؤں کے بازو حمائل ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا ہے نہ آنکھوں میں مخلوق خدا کی حیاء۔ وہ اس قدر بے باک ہیں کہ ان کے اندر کسی چیز کا ڈر اور خوف نہیں ہے۔

ہم یہ مشاہدہ بھی کرتے ہیں کہ مسلمان خواتین ان مردوں کی مجلس میں بازو ننگے کرکے گھومتی پھرتی ہیں جن کے ساتھ ان کا نکاح جائز و حلال ہے جب کہ وضعی قانون کئی کئی عورتوں سے دوستانہ تعلقات کو مباح قرار دیتا ہے' جن کے ساتھ اسلام نکاح کو حرام ٹھہراتا ہے۔

ہاں' بلادِ عرب میں' بعض رہنما ایسے بھی ہیں جو فریضہ صیام پر حملے کرتے ہیں کیونکہ ان کی نگاہ میں اس سے پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے۔ بعض نام نہاد دانشور شعائر حج کو اپنی تنقید و تنقیص کا ہدف بناتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں حج میں زمانہ جاہلیت کی ایک رسم "رمی جمار" ابھی تک باقی ہے۔ یہی نہیں' بلکہ وہ خود کتاب اللہ پر بھی حملہ آور ہونے سے نہیں چوکتے کیونکہ ان کی "روشن دماغی" کے مطابق اس میں بعض ایسے افکار و خیالات درج ہیں جن کی عقل انسانی تصدیق نہیں کرتی ------ مثلاً اصحاب کہف اور عصائے موسیٰ کا قصہ۔ یہ لوگ یہ بہتان تراشی بھی کرتے ہیں کہ امت مسلمہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی الوہیت پر ایمان رکھتی ہے۔ لوگ یہ باتیں علانیہ اور کھلے بندوں عام جلسوں میں کرتے ہیں لیکن ان پر ارتداد کا حکم لگتا ہے نہ ان کو مرتد کی سزا ہی ملتی ہے۔

مسلم ممالک میں بے شمار ایسی کتابیں چھپتی ہیں' ایسے رسالے منظر عام پر آتے ہیں' ایسے اخبارات شائع ہوتے ہیں' ایسی فلمیں پیش کی جاتی ہیں اور ایسے پروگرام نشر ہوتے ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے متصادم اور اسلامی شریعت اور اسلامی عقیدہ کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایسے مسلمان بھی ملتے ہیں جن کے نام تو محمدؐ' احمد' محمود' عمرؓ علیؓ اور صلاح الدین ہیں لیکن وہ بائیں بازو (اشتراکیت) اور دائیں بازو (لادینیت و سرمایہ داری) کے علمبردار اور پرچارک ہیں۔ وہ کبھی مشرق کے قبلہ اور کبھی مغرب کے قبلہ کی طرف انسانیت کو دعوت دیتے ہیں۔ وہ انسان کو قبلہ اسلام کے سوا ہر جہت اور ہر قبلہ کی طرف بلاتے ہیں۔

جو شخص مغرب یاترا سے واپس لوٹتا ہے وہ کہتا ہے کہ "میں فکر و ثقافت میں بے لچک رویہ کا دشمن ہوں۔" آخر ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ یہ بے لچک رویہ اس کا رشتہ مسلمانوں کی وراثت سے جوڑتا ہے جب کہ وہ صرف اپنے مغربی آقاؤں کی فکر سے اپنا رشتہ استوار کرنا چاہتا ہے۔

جن استعماری قوتوں نے باہر سے آکر ہمارے اسلامی ممالک پر تسلط جما لیا تھا' انھوں نے قوانین و روایات اور اصول و اقدار کو بدل ڈالا۔ انھوں نے بڑی مہارت ار ذہانت و ذکاوت سے خدمت لی' یہاں تک کہ وہ اپنے مقاصد میں بڑی حد تک کامیاب رہے۔ ہم نے اپنی کتاب "الحلول المستوردة" (غیر ملکی نظام ہائے زندگی) میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ چنانچہ اس کے باب اول کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

سامراج نے سب سے بڑی کامیابی یہ حاصل کی کہ اس نے ایسی نسلیں پروان چڑھائیں جو اس کے نظریات اور اقدار و روایات پر ایمان رکھتی تھیں اور عملاً ان کی روشنی میں زندگی بسر کرتی تھیں۔ ان پر عمل کرتے کرتے بچے جوان بن گئے اور جوانوں پر بڑھاپا سایہ فگن ہو گیا حتیٰ کہ یہی سامراجی عقائد و تصورات اور اصول و اقدار اصل ٹھہریں اور ان کے علاوہ ہر چیز ہنگامی قرار پائی۔ یہی "معروف" بن گئیں اور باقی سب چیزیں "منکر" کے زمرہ میں شامل ہو گئیں۔ یہ ایک ایسا شر ہے جس میں مسلم معاشرہ مبتلا ہو جائے تو اس میں اقدار کے پیمانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدل جاتے ہیں ۔ لہٰذا "معروف" "منکر" اور منکر' معروف بن جاتا ہے۔ پھر معاملہ اس حد تک بگڑ جاتا ہے کہ منکر کی ترغیب دی جانے لگتی ہے۔ بلکہ منکر کے علمبرداروں کی عزت و تکریم ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے رسالوں میں ان پر مضامین لکھے جاتے ہیں' ان کو ٹیلی وژن کی سکرین پر دکھایا جاتا ہے اور سرکاری انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔ اس کے برعکس دعوت الی اللہ کے علمبرداروں' معروف کی تلقین کرنے والوں اورمنکر کے خلاف جہاد کرنے والوں کا مقدر پھانسی کے پھندے بن جاتے ہیں اور اگر نرمی برتی جاتی ہے تو قید و بند کی کال کوٹھڑیوں کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں جہاں ان کے ساتھ قتل کے مجرموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔

ان تمام چیزوں سے بڑھ کر سامراج نے اپنی پسند کی فکری اور سیاسی قیادتیں پیدا کی ہیں اور زمام کار ان کے ہاتھ میں تھما کر خود بے فکر اور مطمئن ہو کر بیٹھ گیا ہے' کہ اس کا منصوبہ دائمی اور مستقل ہے ۔ لہٰذا اگر وہ اپنے جسم کے ساتھ کسی اسلامی ملک سے کوچ بھی کر جائے تو اس کی روح باقی رہ جاتی ہے کیونکہ وہ اپنے افکار و آثار اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور اپنے اصول و مبادی کی تکمیل کرنے والے شاگرد پروان چڑھا چکا ہوتا ہے جو اپنے آقاؤں سے بڑھ کر ان کے وفادار اور اہل مغرب سے زیادہ مغربی افکار و نظریات کے پرستار ہوتے ہیں۔

اس وسیع و عریض فساد کو فراموش نہیں کرنا چاہئے جسے وہ انحطاط کے آخری ادوار میں مسلم ممالک میں چھوڑ گیا ہے اور جس نے بے شمار خرابیوں کو جنم دیا ہے۔ ان میں سے چند کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱۔ عقلی میدان میں خرافات و اوہام پر ایمان۔

۲۔ اخلاقی میدان میں جبریت اور سلبیت کا پھیلنا۔

۳۔ اجتماعی اور خانگی زندگی میں تلخی' تنگی اور بے سکونی۔

۴۔ تشریعی اور فقہی میدان میں صحیح اجتہاد اور عمل تجدید کو ترک کر دینا۔

۵۔ عبادات کے شعبہ میں بدعت' غلو اور تحریف قبول کرنا۔

یہ ساری خرابیاں ہمیں واضح طور پر بتاتی ہیں کہ اس طرح کے بگڑے ہوئے معاشرہ کو بیک جنبش قلم اور محض ایک فرمان شاہی کے ذریعہ تبدیل نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخریب و تعمیر کی ایک مسلسل اور سخت جدوجہد کی ضرورت ہے حتیٰ کہ ایک عظیم الشان اور بلند و بالا عمارت قائم ہو جائے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور تقویٰ ہو ۔ اسلام کی تجدید و احیاء کا راستہ پھولوں سے آراستہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک دشوار گزار راستہ ہے جہاں قدم قدم پر کانٹے بکھرے پڑے ہیں۔ یہ راستہ مصیبتوں سے گھرا ہوا ہے اور خطرات و مشکلات سے پر ہے۔

۳۔ تبدیلی معاشرہ میں اقتدار کا دائرہ

حکیم المؤرخین علامہ ابن خلدون نے ثابت کیا ہے کہ اقتدار -------- یا اپنے معنی کے مطابق ایک بادشاہ -------- کے اندر لازماً" ایک عصبیت ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر ایک طاقتور گروہ یا جماعت اس کی مدد اور حمایت کے لئے ضروری ہوتی ہے ۔ اس کے بغیر کوئی حکومت باقی نہیں رہتی بلکہ اس کی حمایت و نصرت کے بغیر کوئی صاحب اقتدار لیلیٰ اقتدار سے ہم آغوش ہی نہیں ہو سکتا ہے

واقعات کا مطالعہ اس حقیقت کی اسی طرح شہادت دیتا ہے جس طرح تاریخ کا تسلسل۔ ایک حکمران آسمانی فرشتوں کے جھرمٹ میں خراماں خراماں مسند اقتدار پر براجمان نہیں ہو جاتا بلکہ اہل زمین کی ایک جماعت کی نصرت و حمایت کے ذریعہ ہی وہ منزل اقتدار تک پہنچتا ہے۔ انسانوں کی جماعت کے ذریعہ ہی وہ اقتدار حاصل کرتا ہے اور اسی کی حمایت و پشت پناہی کے بل بوتے پر وہ اپنے اقتدار کو دائمی بناتا ہے ------ خواہ یہ جماعت خلفائے راشدین کے عہد میں مہاجرین و انصار کی مانند ایک دینی جماعت یا گروہ ہو یا اموی عہد حکومت میں بنی امیہ اور ان کے اعوان و انصار کا قبیلہ ہو یا دور غلاماں میں غلاموں پر مشتمل ایک فوج یا فوجی آمریت کے زیر تسلط ممالک میں ایک فوجی ٹولہ ہو یا مشرق و مغرب کی سلطنتوں کے امراء و روساء کی طرح ایک فکری اور سیاسی جماعت ہو جس کی پشت پناہی نظریاتی اور سیاسی پارٹیاں بھی کرتی ہوں۔

اہم بات یہ ہے کہ کوئی حکمران کسی ایک جماعت کے بغیر اقتدار حکومت حاصل کر سکتا ہے نہ اس کے بغیر اسے قائم و دائم رکھ سکتا ہے۔ یہ حال تو ایک عام حکمران کا ہے جس کی دلچسپی اور پریشانی کا محور داخلی طور پر امن و امان کی حفاظت اور خارجی طور پر دشمنوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا دفاع اور معاملات کی کشتی کو اس کی صحیح سمت میں چلانا ہوتا ہے۔

ایک حکمران کی بے بسی کا عالم اس وقت کیا ہو گا جب وہ ایک مخصوص عقیدہ پر ایمان رکھتا ہو' اس کو پھیلانا چاہتا ہو اور اس کی فرمانروائی قائم کرنا چاہتا ہو' ایک منہاج و نظام کا علمبردار ہو اور اسے لوگوں کی زندگیوں میں جاری و ساری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو؟ اس وقت اس حکمران کی طاقت کس قدر ناکافی ہو گی جب یہ منہاج زندگی ایک اعلیٰ و ارفع نمونہ واسوہ رکھتا ہو اور وہ اپنے نفاذ کے لئے پختہ ارادہ اور صبر و جہاد کا مطالبہ کرتا ہو؟ پھر اس وقت اس حکمران کی حالت کیا ہو گی جب اس منہاج کے مخالفین بھی موجود ہوں جو ہر وقت گھات لگائے بیٹھے ہوں اور اس کے کھلے اور چھپے دشمن کثرت سے پائے جاتے ہوں۔ پھر اس کی بے چارگی کا اندازہ لگایئے جب وہ معاشرہ جس میں اس عقیدہ و منہاج کی حکمرانی قائم کرنا چاہتا ہو' ایک بنجر و یرانہ ہو اور اس وقت تک بے پناہ تباہی و بربادی رونما ہو چکی ہو جب یہ حکمران اس کو از سر نو تعمیر کرنا چاہتا ہو؟

یہ محدود اقتدار حکمران کے لئے اپنی ذمہ داری کی انجام دہی کو ناممکن بنا دیتا ہے تا وقتیکہ اس کو طاقتور حامی میسر نہ آئیں کہ جب لوگ اس کا ساتھ چھوڑ دیں تو وہ اس کی نصرت کریں' جب وہ خوف کا شکار ہو تو اس کی حمایت کریں' کمزور ہو تو اس کو قوت فراہم کریں' غلطی کرے تو اس کو راہ راست پر لے آئیں اور اس میں ٹیڑھی اور کجی پیدا ہو جائے تو اس کو سیدھا کردیں۔ ایک حکمران کے لئے اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مخلص اعوان و انصار اس کے دست و بازو نہ بنیں جو اسی نظریہ و عقیدہ پر ویسا ہی ایمان رکھتے ہوں جیسا وہ خود ایمان رکھتا ہے اور اس بات کی دعوت دیں جس کی طرف وہ انسانیت کو بلاتا ہے اور اس کے لئے قوت جمع کریں جب تک وہ امانت و دیانت کی راہ پر گامزن رہتا ہے' لوگ ان کو دیکھیں تو اسلام کا نظریہ حکمرانی ان میں جاری و ساری پائیں اور وہ ریاست کے عقیدہ کی چلتی پھرتی تصویر نظر آئیں۔

ان طاقت ور اور امانت دار افراد کے بغیر ایک مطلوب و مقصود حکومت اور ایک متوقع مثالی ریاست کے نظریاتی افکار ایک چمکدار صفحہ قرطاس پر سیاہی کے دھبوں یا ایک جامد و بے لچک دستور میں مرتب بے جان مواد کے مترادف ہیں۔

ہم نے عملاً ایسے دساتیر مملکت دیکھے ہیں جو اسلام کے بہت قریب ہیں لیکن اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود صرف دستور وضع کردینے اور اس کو تسلیم کرلینے سے ایک اسلامی معاشرہ قائم نہیں ہوا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ حکمران کا اپنی ذات کے بارے میں اور بعض لوگوں کا اس کے بارے میں یہ تصور کہ وہ ایک انقلابی آرڈیننس اور کچھ دستوری قوانین کے ذریعہ کسی معاشرہ کی صورت اور حقیقت کو بدل دینے پر قادر ہے ایک غلط تصور ہے کیونکہ یہ تصور ایک حکمران کی صلاحیت و امکانیت اور معاشرہ کی پیچیدگیوں کے عدم احاطہ پر مبنی ہے۔

اسلحہ' ساز و سامان' آلات اور تمام مادی اشیاء میں انقلابی تبدیلی آسان ہے۔ قلعوں' مدرسوں اور کارخانوں کی تعمیر بھی کی جا سکتی ہے لیکن جو کام حقیقتاً سخت اور مشکل ہے وہ انسان کی تبدیلی اور اس کی تعمیر ہے۔

۴۔ اسلام کے عملی نفاذ کے لئے حکام کے ارادہ کی وسعت

یہاں پر معاشرہ میں مطلوبہ بنیادی تبدیلی لانے میں مسلمان حکمرانوں کی محدود قدرت کے علاوہ ایک دوسری چیز بھی ہے اور وہ یہ کہ یہ مسلمان حکمران اسلام کے احکام کو عملی جامہ پہنانے' ایک حقیقی اسلامی معاشرہ قائم کرنے اور ایک صحیح اسلامی زندگی کے احیاء کے لئے کس قدر عزم و ارادہ رکھتے ہیں ؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ حکمران عقیدہ' شریعت اور نظام حیات کی حیثیت سے اسلام کی طرف رجوع کرنے کے لئے سچی نیت اور پختہ ارادہ بھی رکھتے ہیں ؟

آدمی کے ذہن میں اس معاملہ کے بارے میں بہت زیادہ شک پایا جاتا ہے ۔ اگرچہ ایسے حکمران بھی ہمیں نظر آتے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں اور حج و عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور بھی ہوتے ہیں لیکن وہ دین میں اس حد سے آگے نہیں بڑھتے ہیں۔

بعض حکمران دین کو بندہ اور رب کے درمیان ایک ذاتی تعلق تصور کرتے ہیں جس کا سیاست سے کوئی تعلق ہے نہ حکومت سے۔ چنانچہ ان کے نزدیک سیاست مکر و فریب اور نفاق کا نام ہے جب کہ دین پاکیزگی اور طہارت کی تعلیم دیتا ہے ۔ لہٰذا ان دونوں کا آپس میں ملاپ کیسے ممکن ہے ؟

بعض حکمران مغرب اور اس کی جدید ترقی و بیداری' اس میں دین اور سیاست کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان بعد اور کنیسہ کی سیاست سے علیحدگی کے متعلق جو کچھ پڑھتے ہیں اس کو ایک حقیقت ثابتہ سمجھ لیتے ہیں اور مسیحیت میں آج جس چیز کا چلن ہے اس پر اسلام کی چھاپ لگا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مشرق اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک وہ مغرب کی راہ اختیار نہیں کرتا۔

اسلام کی حقیقت کے بارے میں ناقص علم کی وجہ سے کچھ حکمران اس شک میں مبتلا ہیں کہ آیا اسلام معاصر ریاست کی قیادت' جدیدہ معاشرہ کی رہنمائی اور عالمی ترقی کے دوش بدوش چلنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے؟ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسلام کے بارے میں وہ جو تصور رکھتے ہیں وہ دشمنان اسلام کا پیش کردہ تصور ہوتا ہے۔

کچھ حکمران اسلام کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے اور خوب جانتے ہیں کہ اسلام ترقی و بیداری کی قیادت' امت کی اصلاح اور ریاست کی تعمیر کی پوری صلاحیت رکھتا ہے لیکن وہ اسلام کو بطور منہاج زندگی اختیار کرنے' اس کی دعوت دینے' اس کو قائم کرنے اور اس کا دفاع کرنے سے عاجز و قاصر ہوتے ہیں۔ حقیقت میں اس کام کے لئے مجرد ایک صاحب اقتدار حکمران کی نہیں بلکہ ایک صاحب پیغام مصلح کی ضرورت ہوتی ہے۔

کچھ حکمران اسلام کی طرف رجوع کرنے کے نتائج و عواقب سے بھی خوفزدہ ہیں کہ اس سے اندرونی اور بیرونی اسلام دشمن قوتیں مشتعل ہو جائیں گی اور ان کے اقتدار کی کرسی ان کے نیچے سے ہل جائے گی جب کہ وہ کرسی اقتدار کے حریص ہوتے ہیں اور تاحیات اس سے چمٹے رہنا چاہتے ہیں۔

لہٰذا ایک محقق کے لئے اس بات کی تصدیق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اسلام کے گرویدہ مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط حکمرانوں میں کوئی حکمران صدق دل سے اسلام کی طرف رجوع کرنا' اس کے مطابق زندگی گزارنا اور اس کے لئے جینا اور مرنا چاہتا ہے۔

اس کارنامہ کو سرانجام دینے کے لئے تربیت اور تیاری کی ضرورت ہوتی ہے جو انہیں میسر نہیں ۔ اس کے لئے ایک طاقتور ایمان کی ضرورت ہے جو ہر طرح کی قربانی کو آسان بنا دیتا ہے' جس کی بدولت دنیا کی عزیز ترین متاع بھی بے وقعت بن جاتی ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایمان کی اس ناقابل تسخیر قوت سے کوسوں دور ہیں۔

۵۔ حقیقی اسلامی معاشرہ کے قیام کے عالمی قوتوں پر اثرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری چیز جس سے نہ چشم پوشی کی جا سکتی ہے اور نہ جسے معمولی سمجھا جا سکتا ہے وہ ہے ہمارے دور میں حقیقی اسلامی معاشرہ کے نتائج و عواقب اور عالمی قوتوں کے ترازو میں اس کے دائرہ اثر کی وسعت ۔

اسلامی دنیا کے کسی قطعہ ارضی ------ خواہ وہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہی ہو ------ ایسے معاشرہ کا قیام ایک ایسا کام ہے جس کے بارے میں عالمی یہودیت' عالمی صلیبیت اور بین الاقوامی کیمونزم اور ہر جگہ موجود طالع آزماؤں کے پیش نظر ہزار بار سوچنا پڑتا ہے ۔ یہ اسلام دشمن قوتیں اس بات سے سخت خوفزدہ ہیں کہ کہیں یہ معاشرہ پھیل جائے۔ اس کی حکمرانی کا دائرہ ایک ملک سے دوسرے ملک تک وسیع ہوتا جائے یہاں تک کہ ترقی کرتے کرتے ایک ایسے خطرہ کی صورت اختیار کرلے جس سے وہ خوف زدہ ہیں ------ اور یہ خطرہ ہے اسلامی خلافت کا خطرہ۔

انہیں ڈر ہے کہ کہیں اسلام کے نوجوان سپوت خلافت راشدہ کو دوبارہ زندہ کر دیں' کوئی عظیم الشان شخصیت خواب غفلت سے بیدار ہو جائے' غیروں کے ظلم و ستم کا شکوہ ترک کر دے' اپنی ماضی کا رشتہ مستقبل سے استوار کر دے اور پھر کوئی خالدؓ' ابوعبیدہؓ' صلاح الدینؒ اور محمد فاتح جیسا سپہ سالار پیدا ہو جائے۔

انہیں ڈر ہے کہ مسلمان کہیں سچے مسلمان بن جائیں جس کی وجہ سے ان کی بہت سی حرام تجارت مندی پڑ جائے اور بلاد اسلام میں ان کے لئے کوئی منڈی باقی نہ رہے' ایسا نہ ہو کہ مسلمان خود کفیل بنیں اور مشترکہ اقتصادی یکجہتی قائم کرنے کے لئے آپس میں تعاون کرنے لگیں۔

مثلاً انہیں ڈر ہے کہ مسلمان باہمی تعاون و اشتراک سے بھاری صنعتیں قائم کرلیں جو ان کی ضروریات پوری کرنے لگیں اور وہ ان کو غیر ممالک سے اشیاء درآمد کرنے سے بے نیاز کر دیں اور نتیجہ یہ ہو کہ ان کے معاملات طے کرنے میں مشرقی یا مغربی بلاک کا کوئی عمل دخل باقی نہ رہے اور اس سے اسلامی ممالک کو برآمد کی جانے والی پیداوار میں کمی واقع ہو جائے۔

اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کہ ہم دشمنان اسلام کو مکمل قوت کے ساتھ ہر اس اسلامی تحریک کی راہ میں مزاحمت پیدا کرنے میں سرگرم عمل پاتے ہیں جس کے بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انہیں خدشہ ہوتا ہے کہ کسی روز وہ ایک ریاست کی شکل اختیار کر لے گی۔ اسلام دشمن قوتیں صرف قید و بند، ظلم و جور اور تعذیب و اذیت رسانی پر ہی اکتفا نہیں کرتیں بلکہ اگر حالات مسلمانوں کے قتل عام اور ان کی غارت گری کا تقاضا کرتے ہوں تو یہ خون مسلم سے ہولی کھیلنے سے بھی نہیں چوکتیں ۔ اگر حقیقت اس کے برعکس ہے تو کوئی بتائے کہ امام حسن البناؒ، عبد القادر عودہ"، محمد فرغلی"، سید قطب"، احمد دہیلو" اور اسلامی دعوت کے دیگر علمبرداروں کو آخر کس جرم کی سزا میں قتل کر دیا گیا تھا؟

یہ صورت حال ایک ایسے فرمانروا کے مشن کو، جو اسلامی نظریہ کو سینہ سے لگائے ہو، ایک نہایت ہی مشکل کام بنا دیتی ہے کیونکہ اس کو عالمی سطح پر طرح طرح کی سازشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ تمام بلاک ـــــــ خواہ ان میں باہم کتنے ہی اختلافات موجود ہوں ـــــــ اس نظریہ کے خلاف متفق ہیں جب تک ان کا دشمن موجود ہے اور وہ ہے اسلام ـــــــ سب کا مشترک دشمن ۔اس کے علاوہ بھی بہت سے بحران ہیں، دشواریاں اور آزمائشیں ہیں جن کو صرف اولوالعزم افراد ہی برداشت کرنے کی ہمت و حوصلہ رکھتے ہیں ـــــــ اور ایسے افراد کی تعداد نہایت قلیل ہے ۔ جب تک حکومت کی پشت پر ایک جماعت کی حمایت موجود نہ ہو، جو اس کی پشت پناہی اور اس کی خاطر ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو اور ایک ایسا گروہ نہ ہو جو مل کر اس کی مدد کرتا ہو، سازشوں اور آزمائشوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکتا ہو، وہ دباؤ اور چیلنج کے سامنے زیادہ دیر تک ثابت قدمی اور صبر و استقلال کا مظاہرہ نہیں کر سکتی ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:

"وان یرید وا ان یخد عوا ک فان حسبک اللہ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین والف بین قلوبھم (۱)

"اور اگر وہ تمہیں دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو بے شک اللہ تمہارے لئے کافی ہے ۔ اللہ وہ ہے جس نے اپنی نصرت اور مومنوں کے ذریعہ تمہاری مدد کی اور ان کے دلوں میں محبت ڈال دی"

چنانچہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور ملائکہ کے ساتھ آپؐ کی مدد فرمائی اسی طرح اس نے مومنوں ـــــــ انصار و مہاجرین ـــــــ کے ذریعہ بھی آپ کی مدد کی جن کے درمیان بھائی چارہ کا رشتہ تھا ۔ اس میں اس حقیقت کی طرف ایک واضح اشارہ پایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے کہ ہر صاحب دعوت اور حامل نظریہ کے ساتھ ایسے لوگوں کا وجود نہایت ضروری اور اہم ہے جو آپس میں گہرا ربط و تعلق رکھتے ہوں خواہ یہ صاحب دعوت خود نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور عظیم شخصیت ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا آپ کے سوا کسی دوسرے فرد کے لئے ایسی جماعت کے وجود کی اہمیت سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔

یہ وہ پانچ حقیقتیں ہیں جو اس شخص کے ذہن سے اوجھل ہو جاتی ہیں جو اس تصور کا حامل ہے کہ اسلامی معاشرہ محض آرڈیننس اور قوانین نافذ کرنے سے قائم ہو سکتا ہے۔

۲۔ دوسرا راستہ ------ فوجی انقلاب

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلامی نظام کے قیام اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل فوجی انقلاب کے ذریعہ ہو سکتی ہے جس کے ساتھ عوام الناس' یا فوج یا عوام اور فوج دونوں پر مشتمل ایک مسلح عسکری جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ یہ عسکری جماعت اقتدار پر حملہ کرتی ہے اور حکومت پر قابض ہو جاتی ہے اور اس کے بعد ہر کام خدا کے احکام اور شریعت کے مطابق چلنے لگتا ہے۔

فوجی انقلاب کے حامیوں کے دلائل

یہ لوگ اپنے نظریہ کی تائید میں درج ذیل امور سے سند صحت حاصل کرتے ہیں۔

(۱) برائی کو بزور بازو ------ یعنی قوت کے ذریعہ ------ بدل دینے کا فریضہ واجب ہے جو کسی کمزوری کے بغیر ساقط نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی فرمان کے بغیر حکومت کا کسی چیز کو حلال ٹھہرانے سے بڑا منکر اور کون سا ہو سکتا ہے؟ یہ تو قرآنی نص کی روشنی میں کفر، ظلم اور فسق ہے (۳)

(۲) طاقت حق کو قائم کرنے کا سب سے زیادہ یقینی راستہ ہے جو آدمی منطق کی قوت کے سامنے نہیں جھکتا وہ قوت کی منطق کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔

والناس ان ظلموا البرهان واعتسفوا
فالحرب اجدى على الدنيا من السلم (۴)

قوت جس طرح ایک سب سے زیادہ یقینی راستہ ہے اسی طرح وہ مطلوبہ نتائج کے لئے بھی زیادہ تیز رفتاری سے طے ہونے والا راستہ ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) جہاد اسلامی حکومت کے قیام کے لئے تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ بلکہ اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جہاد ------ جب کہ اسلامی حکومت مفقود ہو ------ اس جہاد سے زیادہ ضروری ہے جو اسلامی حکومت کے دفاع کے لئے کیا جائے' جو پہلے سے موجود ہو

(۴) نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے دشمنوں کو زیر کرنے کے لئے قوت کے استعمال سے کام لیا جب اس کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپؐ کو ان لوگوں سے قتال کی اجازت دے دی جنہوں نے آپؐ پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم ڈھایا تھا' ان کو ان کے ملک سے نکالا تھا حالانکہ ان کا قصور اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔

(۵) نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ ہمیں حکم دیتی ہیں کہ جب ہم کسی حکمران سے کفر بواح کا ارتکاب دیکھیں ------ جس کے متعلق اللہ کی برہان ہمارے پاس ہو ------ تو ہم اس کی اطاعت سے انکار کر دیں اور اس کے خلاف جدوجہد کریں ؟ یہ جدوجہد قوت کے بغیر کیسے ممکن ہو سکتی ہے ؟ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے اہل جور فرمانرواؤں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہؐ " **افلا ننا بذھم بالسیف** ؟" (یعنی کیا ہم ان کو بزور شمشیر اقتدار سے نہ ہٹا دیں) آپؐ نے فرمایا کہ " **لا ما صلوا** " (نہیں' جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک وہ نماز کو ضائع کردیں تو ان کو تلوار کے ذریعہ ہٹا دیا جائے۔

(۶) اہل باطل فوجی قوت سے خدمت لینے میں کامیاب رہے ہیں اور اپنے باطل نظام کی خدمت' اپنے کفر کی اشاعت اور اپنی معصیت کوشیوں کو فروغ دینے کے لئے طاقت کے بل بوتے پر مسند اقتدار پر قابض ہوئے ہیں۔ پھر کیا اہل حق اس کے زیادہ مستحق نہیں ہیں کہ وہ حق و صداقت کی نصرت و حمایت کے لئے قوت سے فائدہ اٹھائیں ؟

(۷) عرب اور اسلامی دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں مکمل سیاسی آزادی بالکل مفقود ہے' جب کہ بعض ممالک میں یہ آزادی نہ ہونے کے برابر ہے اور اسلامی تحریک عملاً حکومت یا نظام کی مخالف بن چکی ہے۔ لہٰذا جمہوری ذرائع سے پرامن جدوجہد کے ساتھ اسلامی حکومت کے حصول کی کوئی امید باقی نہیں رہی ہے اور ہمارے سامنے اس صورت حال کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلنے اور اس طوق غلامی کو اتار پھینکنے کا ایک ہی راستہ رہ گیا ہے اور وہ ہے فوجی راستہ۔ لیکن یہ عسکری انقلاب اسلامی نظریہ یا حصول آزادی کی طرف صرف ایک مرحلہ ہے۔ جب نوک قلم پر خاموشی مسلط کر دی جاتی ہے تو بندوق کے لئے لب کشائی ناگزیر ہو جاتی ہے۔

اذا لم تکن الا الاسنۃ مرکبا

فما حیلۃ المضطر الا رکوبھا (۵)

(۸) ہمارے ممالک چاروں طرف دشمنوں سے گھرے ہوئے ہیں اور ایسے مسائل و مشکلات سے دوچار ہیں جن کا فیصلہ آتش و آہن کے بغیر ممکن نہیں ہے مثلاً مسئلہ کشمیر' قضیہ فلسطین' فلپائن' اریٹیریا' حبشہ وغیرہ ممالک کے مجبور و مظلوم مسلمانوں کا معاملہ' لہذا ان دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلحہ کی تیاری اور استعداد کی فراہمی نہایت ضروری ہے۔ یہ بات فرمان الٰہی کے عین مطابق ہے

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ(۶)

"اور ان کے خلاف جہاں تک ممکن ہو قوت تیار کرو"

(۹) اسلامی تحریک کو ایک عسکری قوت کی مستقل ضرورت ہے جو سرکش اور جابر و ظالم حکمرانوں کی گرفت سے اسے بچا لے۔ اس کے بغیر اسلامی تحریک محض ایک نشانہ (Target) ہے جس پر کاری ضربیں لگائی جاتی رہتی ہیں اور وہ اپنے وجود کا دفاع کرنے کی قدرت نہیں رکھتی کیونکہ اس کے رکن غیر مسلح ہوتے ہیں۔ مشہور مثل ہے کہ **لا یفل الحدید الا الحدید** ——— لوہے کو صرف لوہا ہی کاٹتا ہے۔ یہ ایسی قوت فراہم کرنے کی تحریک ہے جو کم از کم اپنے وجود کے دفاع کے لئے مستعد ہو اگرچہ وہ فتح و نصرت کے حصول کے لئے جست لگانے کے قابل نہ ہو۔

(۱۰) ہر مسلمان کے لئے ——— خصوصاً" تحریک اسلامی کے ہر رکن کے لئے ——— فوجی تربیت اس کی اپنی ذاتی حد تک مطلوب ہے کیونکہ اس سے اس کے اندر قوت' سختی' برداشت اور خود اعتمادی جیسے اخلاقی فضائل نشوونما پاتے ہیں جن سے امت مسلمہ اپنی ترقی و بیداری کے دوران بے نیاز نہیں ہو سکتی' خصوصاً" جب وہ دشمنوں میں گھری ہوئی ہو جو اس کے امن و سکون کو چیلنج کر رہے ہوں یا جنہوں نے اس کی سرزمین کے کسی حصہ پر قبضہ جما رکھا ہو جیسا کہ آج کل عالم عرب کی حالت اسرائیل کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' جس نے اپنے اقتدار کی بنیاد غصب اور ظلم پر قائم کر رکھی ہے

اس رائے پر بحث

اگرچہ یہ رائے اپنے اندر چکا چوند رکھتی ہے اور بعض مفروضات میں' جن پر اس رائے کا مدار ہے' کافی وجاہت موجود ہے' پھر بھی اس پر گرفت کی جائے گی کیونکہ اس نے بہت سے امور کو نظر انداز کر دیا ہے جو بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

۱۔ قوت کے ذریعہ اقتدار پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جانا یہ معنی رکھتا ہے کہ ان اصول و مبادی کو عملی جامہ پہنانے میں بھی کامیابی حاصل ہو گئی جن کی خاطر یہ انقلاب برپا ہوا تھا۔ کتنی ہی جماعتیں ہیں جنہوں نے اقتدار پر حملہ کیا' اس کے بحران پر قابو پایا اور سالہا سال تک حکومت کی لیکن اس کے باوجود وہ عوام سے دور رہیں اور عوام ان سے نفرت کرتے رہے اور جب کبھی ان کے اقتدار کا دور طویل ہوا' اس کے خلاف لوگوں کی نفرت و کراہت بڑھتی چلی گئی۔

ہم نے پہلے طریقہ انقلاب پر بحث کے دوران جو کچھ کہا تھا' اس کو یہاں بھی دہرایا جائے گا بلکہ کچھ زیادہ ہی کہا جائے گا۔ بنیادی تغیر و تبدیلی ------ ایسی تبدیلی جو روحانی' عقلی' ذہنی اور اخلاقی ستونوں پر قائم ہو' جو حکومت کے آرڈیننسوں کے ذریعہ تغیر نہیں ہو سکتے ------ بدرجہ اولیٰ کسی عسکری انقلاب کے ذریعہ ممکن نہیں ہے۔

۲۔ اصل میں منکر کو قوت بازو ------ مادی قوت ------ کے ذریعہ تبدیل کرنا ہر صاحب اقتدار پر اس کے اپنے دائرہ اختیار و قوت کے مطابق فرض ہے جیسا کہ ایک باپ کا تعلق اپنی اولاد سے' خاوند کا تعلق اپنی بیوی سے اور حاکم کا تعلق اپنی رعایا سے ہے اور اس کے برعکس بیٹے کا تعلق اپنے باپ سے' عورت کا تعلق اپنے خاوند سے اور رعایا کا تعلق حکمران سے ہے۔ چنانچہ اس معاملہ میں نہایت حزم و احتیاط اور حکمت کی ضرورت ہے۔ ہر آدمی پر یہ دروازہ چوپٹ بلا قید نہیں کھولا جائے گا۔

لہٰذا فقہائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قوت کے ساتھ برائی کو ختم کرنا صرف اس آدمی پر واجب ہے جو اس تبدیلی کی قدرت و صلاحیت رکھتا ہو بشرطیکہ ایک چھوٹے منکر کا خاتمہ کسی دوسرے بڑے منکر کا پیش خیمہ نہ ہو۔ انسان جس بات کا مکلف ہے وہ زبان اور دل کے ذریعہ حسب استطاعت اور موقع کے مطابق تبدیلی لانا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نقطہ نظر ایک مقررہ شرعی قاعدہ پر مبنی ہے۔ وہ قاعدہ ہے "دو برائیوں میں سے کم درجہ کی برائی اختیار کرنا اور دو مصلحتوں میں سے کمتر مصلحت کو ترک کر دینا۔" اسی طرح یہ قاعدہ کلیہ ان احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے جن میں امرائے جور پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی ہے خواہ وہ لوگوں کی پیٹھوں پر کوڑے برساتے ہوں یا ناجائز طور پر ان کے اموال ہڑپ کرتے ہوں۔ اس کی وجہ ایک اسلامی ریاست میں تصادم اور خلفشار پیدا ہونے کا خوف ہے۔ جس کا نتیجہ مسلح انقلابات کی صورت میں نکلتا ہے جن کی حمایت بڑے مخلص اور بڑے پرجوش افراد نتائج و عواقب کا اندازہ کئے بغیر کرتے ہیں۔ لیکن یہ احادیث نبوی' صرف ایک ہی حالت کو مستثنیٰ قرار دیتی ہیں اور وہ یہ ہے:

ان تروا کفرا بواحا عندکم فیہ من اللہ برہان

"تم کھلے کھلے کفر کا ارتکاب دیکھو جس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک برہان موجود ہو۔"

۳۔ اس رائے نے بہت سے نقصانات اور خطرات کو نظر انداز کر دیا ہے' جو عوام کی مسلح عسکری قوتوں کی تیاری کے ساتھ یہ فطری طور پر نشو نما پاتے ہیں------ خصوصاً جب اس سے حصول اقتدار کے لئے خدمت کا کام لیا جائے۔ ان خطرات و اضرار میں سے چند درج ذیل ہیں۔

ا۔ قانون کے خلاف بغاوت

رائج الوقت وضعی قوانین بغیر اجازت ہتھیار اٹھانے کو ممنوع قرار دیتے ہیں اور کسی فوجی طرز کی جماعت سازی پر پابندی لگاتے ہیں۔ یہ چیز جلد یا بدیر اقتدار کے ساتھ حتمی تصادم کو جنم دیتی ہے اور تحریک کو ایسے خطرات سے دوچار کر دیتی ہے جس کے نتائج منشاء اور توقع کے مطابق نہیں نکلتے۔

ب۔ خفیہ سرگرمیوں کی روش

جب تک جماعت سازی "قانوناً" ممنوع رہے گی خفیہ سرگرمیوں کا دروازہ کھلنا لازمی ہے جو نہایت محدود حد کے سوا تنظیم' اس کی قیادت اور اس کے کارکنوں کو پوشیدہ رکھنے کی تقاضا کرتی ہیں۔ ان خفیہ سرگرمیوں میں اکثر وہ غیر معروف اور ناقابل اعتماد عناصر شامل ہو جاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو اپنی سرگرمیاں سورج کی روشنی میں جاری نہیں رکھ سکتے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ مختصر سا خفیہ گروہ ایک بڑی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک ظاہر اور واضح قیادت کے پیچھے ایک اور قیادت کو جنم دیتا ہے - یہ بات دورنگی' دو عملی اور تناقض کو جنم دیتی ہے -

دوسری طرف جدید ٹیکنالوجی نے اذیت رسانی و تعذیب کے آلات' دماغ کو متاثر کرنے والے آلات اور نفسیاتی جنگ کے اسالیب کے ساتھ جاسوسی اور سراغ رسانی کرنے والے افراد کی مدد کی ہے - ان آلات نے سراغ رسانوں کو اس قدر صلاحیت اور قدرت فراہم کر دی ہے کہ وہ صرف چند افراد کو زدو کوب کر کے کسی خفیہ تنظیم کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر سکتے ہیں ------- خاص طور پر جب کوئی ایسی جماعت بر سر اقتدار ہو جو نہ خوف خدا رکھتی ہو اور نہ مخلوق پر رحم کا جذبہ۔

ج - جلد بازی

اس میں ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ آدمی پھل پکنے سے پہلے ہی اس کو توڑنے میں عجلت کا مظاہرہ کرتا ہے - یہ عجلت اکثر عسکری فکر کی آفت ہے - یہ فکر محض اس وجہ سے انتظار نہیں کر سکتی کہ اس کے پاس ہتھیاروں کی ایک خاص مقدار اور مخلص اور فرمانبردار و جانثار سپاہیوں کی ایک کھیپ موجود ہوتی ہے۔ جو لوگ فوجی کارروائی میں متأمل ہوتے ہیں ان پر تردد اور مصلحت کوشی کا الزام لگا دیا جاتا ہے اور مخالفین کو کم ہمتی اور بزدلی کا طعنہ دیا جاتا ہے - یہ فکر بڑی سرعت کے ساتھ ایک کاری ضرب لگانا چاہتی ہے خواہ اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو - یہ فکر ہمیشہ کامیابی کی توقع رکھتی ہے اور کم ہی ناکامی کا تصور کرتی ہے۔

حال ہی میں مصر کے اندر جو کم فہم' سطحی اور طفلانہ تحریک مشہور ہوئی وہ اس نظریہ کے بودہ پن اور اس کے رنگ کے پھیکے پن کو وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے جس کی نظر اپنے پیش پا افتادہ حقائق تک بھی نہیں پہنچتی ہے - اسی طرح یہ تحریک اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ یہ خفیہ سرگرمی کس حد تک ان مخلص اہل ایمان نوجوانوں کو گرفتار بلا کر سکتی ہے جن کی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جن کو وہ پہچانتے تک نہیں اور وہ ایک ایسی منزل کی طرف دھکیل دیئے جاتے ہیں جس کا انہیں علم بھی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو تک۔

۳۔ جب ہم ان حقائق سے صرف نظر کر لیتے ہیں اور ان خطرات سے پہلو تہی ضروری سمجھتے ہیں تو عسکری قوت کا استعمال ہر ممکن حد تک کم ہونا چاہئے۔ قوت کا یہ استعمال صرف اور صرف کھلے کھلے کفر ــــــ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام رکھا ہے ــــــ کے ازالہ ہی کے لئے جائز ہے۔ دین سے جزوی انحراف کی اصلاح یا معمولی احکامات کو تبدیل کرنے کے لئے اتنا بڑا قدم اٹھانا جائز نہیں ہے۔ دوسرے تمام طریقوں کا انسداد نہایت ضروری ہے تاکہ قوت کی روش ضرورت کے تحت صرف اسی حد تک اختیار کی جائے جس کا وہ تقاضا کرتی ہو۔

رائے عامہ کی تیاری اشد ضروری ہے تاکہ وہ اس اقدام کو قبول کر لے اور اس کی نصرت و حمایت پر آمادہ ہو۔ بلکہ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے رائے عامہ کو اس کے حق میں ہموار کرنے کے لئے اس کا اعلان ضروری ہے۔ فوجی قوت کو استعمال کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ روحانی، اخلاقی، تنظیمی اور عوامی قوت کے تمام عناصر پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں۔

اس ضمن میں سب سے واضح اور بلیغ بات مصر اور عالم عرب کی جدید اسلامی تحریکوں کے جلیل القدر موسس و بانی حسن البناء شہید کا قول ہے جس کا ذکر انھوں نے "پانچویں کانفرنس کا مقصد" میں کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

"اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا اخوان المسلمون اپنے اغراض و مقاصد کے حصول اور اپنی منزل کو پانے کے لئے قوت کے استعمال کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیا اخوان المسلمون مصر میں ایک سیاسی نظام یا اجتماعی نظام کی بنیاد پر ایک عوامی انقلاب تیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں ان سوال کرنے والوں کو کسی حیرت میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایک ظاہر و باہر جواب سے بڑی وضاحت سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ لہٰذا جو چاہے غور سے سن لے۔"

"بے شک قوت ہر نظم اور تشریع میں اسلام کا شعار ہے کیونکہ قرآن بڑی وضاحت سے بیان کرتا ہے کہ " **واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدو كم** (ا)یعنی "جہاں تک ہو سکے ان کے خلاف طاقت اور (جہاد کے لئے) تیار بندھے رہنے والے گھوڑے تیار رکھو تاکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی وجہ سے تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو ڈراؤ ۔" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "المومن القوی خیر من المومن الضعیف" یعنی طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔"

"لہذا اخوان المسلمون لازمی طور پر طاقتور بنیں گے اور طاقت وقوت حاصل کرنے کے لئے کام کریں گے۔

"لیکن اخوان المسلمون کی فکر اس سے کہیں زیادہ گہری اور اس کی نظر اس سے کہیں زیادہ دور رس ہے کہ سطحی اعمال و افکار ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کر سکیں لہذا وہ اس کی گہرائیوں میں غوطہ نہیں لگاتے اور اس سے جو نتائج اور مقاصد حاصل ہوتے ہیں ان کو کوئی وزن اور اہمیت نہیں دیتے"

"وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ قوت کا اولین درجہ عقیدہ و ایمان کی قوت ہے۔ اس کے بعد اتحاد اور باہمی ربط کی قوت ہے آخر میں قوت اور اسلحہ کا مرحلہ آتا ہے جب تک کوئی جماعت ان تمام صفات کا وافر حصہ نہ پالے اس کو صاحب قوت سمجھنا درست نہیں ہے ۔ اگر کسی جماعت کا عضو عضو منتشر ہو اس کا نظم اضطراب و اضمحلال کا شکار ہو' اس کا عقیدہ کمزور اور اس کا ایمان مردہ اور بے روح ہو تو ہتھیاروں کے استعمال کا انجام ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ یہ ایک نقطہ نظر ہے۔"

"دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ کیا اسلام تمام ظروف و احوال میں قوت کے استعمال کی اجازت دیتا ہے' جبکہ قوت اسلام کا شعار ہے ؟ یا وہ اس کے استعمال کی کچھ حد.. متعین کرتا ہے' اس پر کچھ شرائط عائد کرتا ہے اور قوت کو ایک محدود حد تک ہی اہمیت دیتا ہے ؟

"تیسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ کیا قوت کا استعمال علاج کی ابتداء ہے یا اسے آخری دوا کے طور پر استعمال کرنا چاہئے ؟ کیا ضروری ہے کہ آدمی قوت کے استعمال کے مفید نتائج اور اس کے مضر اثرات اور جو حالات قوت کے استعمال کے گرد و پیش پائے جاتے ہیں' ان سب کا موازنہ کرے اور اہم امور کو اہمیت دے ؟ یا کیا قوت کا استعمال لازم و واجب ہے خواہ اس کا نتیجہ کچھ بھی برآمد ہو ؟"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس سے قبل کہ اخوان المسلمون قوت کے استعمال کا خطرہ مول لیں، قوت کے استعمال کے اسلوب کے متعلق یہ نظریات و تصورات ایک حوالیہ نشان بن کر ان کے سامنے آ جاتے ہیں اور انقلاب تو قوت کا سب سے زیادہ تند و تیز مظہر ہے۔ لہٰذا اخوان المسلمون نے اس پہلو پر ایک ادق اور عمیق نگاہ ڈالی ہے ——— خصوصاً" مصر جیسے ملک میں ——— جو انقلابات میں قوت کے استعمال کا مزہ چکھ چکا ہے۔ چنانچہ ان انقلابات کی جو فصل کاٹی گئی ہے اس سے آپ سب بخوبی واقف ہیں۔"(۸)

۵۔ یہاں پر ہم اس چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں جسے سب نے آخری دہائیوں کے تجربات سے سیکھا ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی عوامی عسکری قوت ہمارے دور میں حکومت کی مسلح افواج کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی تصور نہیں کی جا سکتی کیونکہ ہر دو فریق کی قدرت و قوت اور ہر ایک فریق کی صلاحیت کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ آج کل فوج اپنی بکتر بند گاڑیوں، ہوائی جہازوں اور راکٹوں کی وجہ سے کسی بھی فوجی گروہ کو نیست و نابود کرنے کی قدرت رکھتی ہے۔ خواہ اس فوجی گروہ کو کتنی عمدہ تربیت دی گئی ہو اور اس کی تنظیم کتنی ہی مضبوط ہو۔

زمانہ قریب میں اس کی بے شمار مثالیں اور اس کے ان گنت تجربات ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ ان کی صدائے باز گشت ہمیشہ انسانی کانوں میں گونجتی رہتی ہے۔

انڈونیشیا میں حزب دار الاسلام کا تجربہ ہمارے سامنے ہے۔ یہ جماعت پہاڑوں میں قلعہ بند ہو گئی اور اس کے حامی کئی سال تک جانفروشوں کی طرح لڑتے رہے۔ انہوں نے عظیم الشان مثالیں قائم کیں اور شجاعت کے بے نظیر کارنامے سرانجام دیئے لیکن آخر کار وہ فضائیہ کے ہاتھوں شکست کھا گئے۔

زمان و مکان کے اعتبار سے اس سے قریب تر تجربہ اردنی فوج سے فلسطینی فدائیوں کا تجربہ ہے۔ اگرچہ انہوں نے بہت زیادہ طاقت اور افرادی قوت حاصل کر لی تھی، اسلحہ کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر لیا تھا، اردن کے دارالحکومت عمان کو اپنا مرکز بنا لیا تھا اور وہ لوگوں کے درمیان پھیل گئے تھے اور باوجودیکہ مقامی لوگوں، عالم عرب اور کئی دوسرے ممالک کی حمایت و نصرت بھی انہیں حاصل تھی، اردنی فوج چند ہی روز میں اس زبردست قوت کو ختم کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کامیاب ہو گئی' اس میں ہمارے لئے ایک درس عبرت ہے۔

پھر سوڈان کے جزیرہ ابا کا تجربہ بھی ہمیں معلوم ہے۔ یہ "انصار" کا باغی فوج کے ساتھ تجربہ تھا۔

اسی طرح بہت سے دوسرے تجربات بھی ہمارے علم میں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک تجربہ اپنے اندر ایک درس اور نصیحت رکھتا ہے جس سے استفادہ ضروری ہے کیونکہ کامیاب انسان وہ ہے جو دوسروں سے عبرت حاصل کرتا ہے۔

یہ صورت حال ہمارے اس موقف کو مضبوط بناتی ہے کہ عسکری انقلابات کے قیام کی کوئی کوشش' جس کی پشت پر فوج کی تائید و حمایت موجود نہ ہو' ایک ایسی کوشش ہے جس کا مقدر ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

لہٰذا اسلام کے علمبرداروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ فوج پر سب سے زیادہ توجہ دیں اور صحیح فکر و عقیدہ کو فوج اور سپاہیوں کے نظم و ضبط کے ذمہ دار لوگوں میں پھیلانے کے لئے ہر جائز و مشروع طریقہ کار کو بروئے کار لائیں اور ان میں اسلامی رجحان پیدا کریں۔ کیونکہ فوج میں جانے سے پہلے اور اس میں بھرتی کے بعد بھی وہ ابنائے امت کا حصہ ہی ہوتے ہیں۔ اگر ان پر کسی جماعت میں شمولیت کی پابندی ہوتی ہے تو کسی پر کتب و رسائل اور اخبارات کا مطالعہ کرنے' کانفرنسوں اور مسجدوں میں جانے اور تقریریں اور لیکچرز سننے پر کوئی پابندی نہیں ہوتی ہے۔

ضروری ہے کہ بلاد اسلامیہ میں افواج اسلام کی حامی ہوں۔ وہ ایک ایسا ہتھیار نہ ہوں جس کے ذریعہ اسلام پر ضرب لگائی جا سکے۔ اسلام کے لئے فوج کی حمایت سے مراد یہ نہیں کہ وہ اسلام کی خاطر کوئی انقلاب برپا کر دے۔ نہیں' بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر اس انقلاب کی مزاحمت کرے جو اسلام کے خلاف ہو۔

افسوس' اکثر ممالک میں جن کی آبادی کی اکثریت اسلام کو اپنا نظام حیات تصور کرتی ہے' افواج کو اسلامی رجحان پر ضرب کاری لگانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کی مثال وہ واقعات ہیں جو ترکی میں عدنان مندریس مرحوم کی حکومت کے دور میں اس وقت وقوع پذیر ہوئے جب وہاں ایک قومی اسلامی لہر ظاہر ہوئی اور اس نے انتخابات میں اپنا وجود ثابت کر دیا اور "کمالیوں" کو محروم اقتدار کر کے ان کے مخالفین کو مسند اقتدار پر متمکن کر دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ انہوں نے اپنے ووٹروں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسلام کی حمایت میں کام کریں گے۔
پھر کیا ہوا' فوج ------- اور صحیح الفاظ میں سربراہان فوج ------- عدنان مندریس کی حکومت الٹنے' اقتدار پر قبضہ جمانے اور قومی اسلامی تحریک کو کچلنے کے لئے حرکت میں آگئی۔

۶ - یہ دعویٰ کہ استبداد کے خاتمہ اور حریت مفقودہ کے حصول کے لئے فوجی حل ہی واحد راستہ ہے' ایک غیر مسلم اور غیرواقعی دعویٰ ہے لہٰذا استبداد کبھی حریت کے حصول کا راستہ رہا ہے نہ کبھی اس راستہ سے لیلائے حریت کا وصال ممکن ہوا ہے۔ فوجی حکومت کبھی بھی حریت پسند افراد کو اعلیٰ مناصب پر متعین نہیں کرتی بلکہ اکثر وہ آزادی کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔

ایک فوجی کو اس کی سخت اور پر مشقت تربیت کی بناء پر ------- جس کی بنیاد ضبط و ربط پر رکھی جاتی ہے ------- اور اس قوت کی وجہ سے جو اسے حاصل ہوتی ہے' منطق و دلیل سے آراستہ نہیں کیا جاتا ہے۔ وہ بحث و نزاع کے الفاظ سے ناآشنا ہوتا ہے۔ وہ صرف ایک زبان سمجھتا ہے اور وہ ہے امرو تنفیذ یا قوت و تہدید کی زبان' جب کوئی فوجی ٹولہ اقتدار پر متمکن ہو جاتا ہے تو مخالفین اور غیر جانبدار لوگوں کے معاملہ میں یہی الفاظ اس کی واحد زبان ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے متبعین اور انصار کے ساتھ بھی اسی زبان میں بات کرتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک لفظ "کیوں" ------- اور خصوصاً لفظ "نہیں" ------- بے معنی اور غیر موثر ہوتے ہیں۔

آزادی کا فیصلہ فوج نہیں خود عوام کرتے ہیں جب عوام میں شعور اور بالغ نظری پیدا ہوتی ہے تو پھر جس طرح عوام قیادت کرتے ہیں' کوئی دوسری چیز اس طرح رہنمائی نہیں کرتی۔

۷ - ایک طرف مسلمانوں کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے' دوسری طرف تحریک کی حمایت کرنے اور تیسری طرف افرادامت کو قوت اور جہاد کی صفات کی تربیت دینے کے لئے فوجی قوت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

جہاں تک دشمنوں کا سامنا کرنے کا مسئلہ ہے تو یہ صرف تحریک ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ لازم ہے کہ پوری ملت اس کے لئے اٹھ کھڑی ہو اور ریاست اپنے پورے وزن کے ساتھ اس میں داخل ہو۔

جہاں تک اسلامی تحریک کی حمایت کا تعلق ہے تو ہم نے گذشتہ برسوں کے جن تجربات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر کیا ہے' وہ اس دعویٰ کی تردید کے لئے کافی ہیں بعض ممالک میں اسلامی تحریک کے پاس ایک وقت میں منظم اور تربیت یافتہ فوجی قوت رہی ہے لیکن اس نے تحریک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ وہ تو اقتدار کی سرکش قوت کے سامنے تحریک کا دفاع تک نہیں کر سکی ہے۔

عین ممکن ہے کہ اسلامی تحریک پر شدید ضرب لگانے کا کوئی سبب فوج کے پاس موجود ہو یا کم از کم فوجیوں نے اس سبب کو ایک ایسی حجت مان لیا ہو جس کی بنا پر ان وحشیانہ ضربات کا جواز پیش کرتے ہوں۔

رہی عسکری تربیت' تو ہم ایک ہمہ گیر اسلامی شخصیت کی تشکیل کے لئے اس کی اہمیت اور ضرورت کا انکار نہیں کرتے ۔ لیکن لازمی فوجی تربیت' نوجوانوں کی تنظیموں اور نیشنل گارڈ کی تحریک کے ذریعہ عام حالات کے اندر رہتے ہوئے اور بلا شدید ضرورت قانون کی مخالفت اور اقتدار سے تصادم کے بغیر بھی ممکن ہے۔

۸ ۔ فوجی انقلاب ------- خواہ فوج خود ہی اس کو برپا کرے اور زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لے ------- اس بات سے محفوظ نہیں ہوتا کہ اسی طرح کا کوئی اور عسکری انقلاب اس کو تباہ کردے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امت اسلامیہ ہمیشہ اضطراب و انتشار اور طوائف الملوکی کی آماجگاہ بنی رہے جس کی وجہ سے اسے کبھی سکون اور قرار و استحکام نصیب نہ ہو جیسا کہ عالم عرب کے بیشتر حصہ میں ۱۹۴۹ء سے لے کر گزشتہ ربع صدی کے دوران انتشار . خلفشار کی حالت رہی ہے اور آج بھی عالم عرب بدامنی اور بے چینی کا شکار ہے ۔ اسلامی تحریک کا فرض ہے کہ وہ اس خطرناک صورت حال کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے نہ کہ اس کی بقاء اور توسیع میں شریک ہو جائے ۔ چند سال ہوئے میں نے اس صورت حال کے متعلق ایک بحث تحریر کی تھی تاکہ اس کو اپنی کتاب "درآمد کردہ غیر اسلامی نظام" (۹) میں مناسب مقام پر درج کردوں۔ لیکن وہ اس وقت تک چھپ چکی تھی۔ شاید اس کو بعض تصرفات کے ساتھ یہاں درج کردینا مناسب ہو۔

فوجی انقلابات کی کیفیت

اگر امت مسلمہ کی تاریخ میں یہ مرحلہ نمودار ہو جائے تو ایک محقق اس صورت حال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر گفتگو کیئے بغیر، جس کی وجہ سے یہ مرحلہ ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت اختیار کر گیا ہو' کوئی تعرض نہیں کر سکتا ------- وہ صورت حال جو ایک قدرتی خود رو پودے کی طرح کسی خطہ ارضی میں اچانک نمودار نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ اس نقطہ پر بڑے منصوبہ کے تحت آگے بڑھتی ہے ------ صورت حال جس کے نتائج اُمت مسلمہ کی سیاست اور معیشت اور اس کی مادی اور روحانی زندگی کے گوشوں میں بہت گہرے ہوتے ہیں۔

ا - فوجی انقلابات اور فوج کے سیاست میں ملوث ہونے نے ہماری ساری زندگی میں نہایت اہم اور سنگین نتائج مرتب کئے ہیں - ان کا سب سے پہلا اثر تو یہ ہے کہ ہماری زندگی -------- باوجودیکہ وہ ان انقلابات کی عادی ہو گئی ہے اور ہم ان کو بہت معمولی بات سمجھتے ہیں --------- ان انقلابات کے تسلسل کے لئے تیار نہیں ہے - جب کبھی چند مہم جو جرنیلوں کا ایک ٹولہ باہم گٹھ جوڑ کرتا ہے تو سب سے پہلے وہ پہلے سے موجود و قائم نظام ختم کرنے کی فکر کرتا ہے تاکہ اس کی جگہ وہ زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لے اور واقعات کی سٹیج پر اپنے آپ کو نمایاں کر دے۔

زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ ایک دوسرا گروہ جمع ہوتا ہے اور وہ وہی بات کہتا ہے جو اس کے پیشروؤں نے کہی تھی کہ وہ ان لوگوں کی اصلاح کی تحریک برپا کرنا چاہتا ہے جنھوں نے فروری یا مارچ یا اکتوبر اور نومبر ------ یا سال کے کسی مہینہ میں سرکشی اور بغاوت اختیار کی تھی - تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد ایک اور جماعت اٹھتی ہے اور سٹیج پر ایک کردار کی طرح کام کرنے لگتی ہے۔

اس طرح ہمارے بلاد میں انقلابات ایک کھیل بن جاتے ہیں ----- اس طرح کہ عرب کے عوام جب صبح کو ریڈیو اسٹیشن کھولتے ہیں تو فوجی موسیقی اور انقلابی قیادت کی مجلس کے ارکان کی تعداد کے بارے میں اعلان کی توقع کرنے لگے ہیں - ریڈیو پر وہ گلیوں اور بازاروں میں گھومنے پر پابندی اور سازشیوں اور مخالفین کی گرفتاری کا حکم سنتے ہیں - یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو کل تک بڑے محنتی اور ماہر اور سرگرم و جانفروش کارکن تھے۔

یہ معاملہ بڑا وسیع ہے - اس کی تصویر کشی بعث پارٹی کی قوم پرست قیادت نے اس وقت کی جب پارٹی کے ممبر ملکی فوجیوں نے اسے ہٹا کر اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ جابر قیادت نے اعلان کر دیا کہ "اٹھو' ایک تیز رفتار اور کاری ضرب لگانے والی فوجی قوت کو تشکیل دو'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرائع ابلاغ پر مسلط ہو جاؤ اور انقلاب کی کامیابی اور قیادت کے ناپسندیدہ ارکان کی گرفتاری کا اعلان کر دو۔ اور پھر ان سربراہان فوج کو دور رکھو جو تمہاری رائے سے اختلاف کرتے ہوں اور ان لوگوں کو اپنے قریب لاؤ جو تمہاری اطاعت اور وفاداری کو اپنا شعار بنا لیں۔ تب ہی تم برسراقتدار رہو گے۔"

عالم عرب ------- یا تیسری دنیا ------ میں فوجی انقلابات زمانہ کا ایک فیشن بن گئے ہیں ۔ ادوار لوتواک کے اندازہ کے مطابق گذشتہ تیئس برس کی مدت میں تقریباً ستر ممالک کامیاب انقلابات کا شکار ہوئے ہیں۔ جو انقلابات کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکے وہ ان کے علاوہ ہیں ۔ ان میں عالم عرب اور دنیائے اسلام کا حصہ کم نہیں ہے(۱)' یہاں تک کہ تنہا شام میں ۱۹۴۹ء سے لے کر اب تک تقریباً انیس انقلابات رونما ہو چکے ہیں جن کا سلسلہ حسنی الزعیم سے شروع ہو کر حافظ الاسد پر ختم ہوتا ہے۔

انقلابات نے ایک خاص فن کی شکل اختیار کر لی ہے جس کے متعلق لوتواک وغیرہ نے کئی کتابیں لکھی ہیں ۔ جس نے عسکری اور دفاعی معاملات کے میدان میں آخری کارنامہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سرانجام دیا۔ ان تالیفات کا مقصد یہ ہے کہ طامع و حریص اور مہم جو افراد کو معلوم ہو جائے کہ ایک انقلاب کے لئے منصوبہ بندی کیسے کی جاتی ہے ؟ اس پر عمل در آمد کیسے کیا جاتا ہے ؟ اس کی کامیابی کی شرائط اور اس کی ناکامی کے اسباب کیا ہیں ؟ یہ ایک بے دام ---- لوجہ اللہ ---- خدمت ہے جسے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں عسکری امور کے ماہرین نے ترقی پذیر ممالک کے لئے بے مزد سر انجام دیا ہے وہ اس "خدمت" پر کسی انعام کے طلب گار ہیں نہ شکریہ کے خواہشمند' یہ خدمت صرف دوسرے ممالک میں بر آمد کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ یہ مقامی استعمال و استفادہ اور کھپت کیلئے نہیں ہے۔ شمالی امریکہ نے یورپ کی طرح لوگوں کو "انقلابی تبدیلی" کے ساز و سامان سے بے نیاز کر دیا ہے ۔ چنانچہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور اس کے کوبلاند جیسے دانشوروں نے ہمارے ممالک میں اس طرح کی جو "نعمتیں" کسی عوض معاوضہ کے بغیر ------ بلکہ کسی طلب کے بغیر ------ بھیجی ہیں' ان کے بدلہ میں ہمارے لوگ ان کو ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں۔

۲ ۔ اکثر اوقات یہ انقلابات ایسے افراد کو مسند اقتدار پر متمکن کر دیتے ہیں جن کی شناخت اور شخصیت سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں ۔ ان کے ماضی سے بے خبر ہوتے ہیں اور انہیں ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تاریخ کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اچانک تاریکی سے روشنی میں نمودار ہو جاتے ہیں اور عوام الناس پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کی قیادت ان غیر معروف افراد کے سپرد کردیں' اپنے اہم معاملات میں تصرف اور اپنی قسمت کے فیصلوں کا اختیار ان کو سونپ دیں۔ ایک سیاستدان عام طور پر اس وقت اوج اقتدار تک پہنچتا ہے جب لوگ ایک لمبے عرصہ تک اس کو آزما اور پرکھ لیتے ہیں' اس کی سیرت و کردار کا گہرا مطالعہ اور اس کے حسب نسب کی خوب چھان بین کر لیتے ہیں' اس کے رجحانات و میلانات اور اندرون ملک اور بیرون ملک اس کے دوستانہ تعلقات و روابط سے واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی علم و آگہی کی بنیاد پر وہ اس کے حق میں یا اس کے خلاف اپنا فیصلہ صادر کرتے ہیں۔

جو حکمران فوجی انقلاب کے ذریعہ برسراقتدار آتا ہے' اس کی سنگینی یہ ہے کہ وہ عوام پر انقلاب کے بل بوتے پر قانون چلاتا ہے' معاملہ بخت و اتفاق کے تابع ہوتا ہے۔ کبھی یہ معاملہ ٹھیک اور درست ظاہر ہوتا ہے اور کبھی برا اور غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس انقلابی حکمران کی حیثیت اس حاکم سے مختلف ہوتی ہے جو آزادانہ چناؤ اور بیعت عامہ (Popular Vote) کے نتیجہ میں برسراقتدار آتا ہے اور جس کے انتخاب سے پہلے اس منصب جلیلہ کے لئے اس کی صلاحیتوں اور اس کے سابقہ احوال کا اچھی طرح جائزہ لے لیا جاتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے ایک جانا پہچانا شخص ہوتا ہے۔

۳۔ معاملہ صرف ایک عام حاکم اور رئیس مملکت تک ہی نہیں رکتا ہے۔ بہت سے سیاسی اور معاشرتی مناصب ------ محض انقلاب کی رات فتح کامرانی کے صدقے ------ ایسے فوجیوں کو سونپ دیئے جاتے ہیں جن کے بارے میں کم سے کم جو بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنی عمر اور علم کی رو سے تجربہ کار نہیں ہوتے اور وہ ان میدانوں میں کام کرنے کی تربیت نہیں رکھتے۔

فوجی انقلاب میں بہت سے نقصانات پائے جاتے ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں :-

(ا) سول اور سیاسی مناصب میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ان کو ایسے افراد کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو ان کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اس میں امت کے ساتھ خیانت پائی جاتی ہے اور یہ روش اس کو مکمل تباہی کی طرف دھکیل دینے کے مترادف ہے۔ حدیث نبوی ؐ میں ہے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذا ضیعت الامانتہ فانتظر الساعتہ قیل، کیف اضاعتھا ؟ قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعتہ

"جب امانت ضائع کر دی جائے تو پھر قیامت کی گھڑی کا انتظار کر۔ پوچھا گیا کہ "امانت کیسے ضائع ہو گی ؟" آپؐ نے فرمایا کہ "جب معاملہ نااہل افراد کے سپرد کر دیا جائے تو پھر اس گھڑی کا انتظار کر۔"

(ب) شہری جب دیکھتے ہیں کہ جن میدانوں میں فوج نے مداخلت کی ہے وہ ان کا میدان تھا تو وہ مشتعل ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں میں ان غاصبوں کے خلاف نفرت و انتقام کے بیج گہری جڑیں پکڑ لیتے ہیں جو کسی استحقاق کے بغیر ان کے مناصب پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔

(ج) دوسرے فوجی ٹولوں کے سامنے ان مناصب کے لئے دروازے کھل جاتے ہیں ورنہ وہ علانیہ غم و غصہ اور غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں یا اپنے ساتھیوں کے اس بگڑے ہوئے طبقہ کے خلاف اپنے سینوں میں نفرت و انتقام کو پالتے رہتے ہیں جو زندگی میں داد عیش دیتے ہیں اور حکومت کے مختلف شعبوں اور اہم اداروں میں بڑے بڑے مفادات حاصل کرتے رہتے ہیں۔

(د) خود فوج کے اندر فساد اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ایک طرف وہ ان قابل اور باصلاحیت افراد سے محروم ہو جاتی ہے، جو سیاست میں ملوث ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف اپنے ہی ساتھیوں کے بارے میں نفرت، کینہ اور انتقام کی فصل پکنے لگتی ہے۔ غالباً یہی وہ انتقام اور بغض و نفرت ہے جو فوج کی تطہیر پر منتج ہوتی ہے جس کی بناء پر فوج بہت سی صلاحیتوں اور تجربوں سے محروم ہو جاتی ہے اور یہ سب کچھ فوج کی قابلیت، قوت اور اس کی وحدت کی قیمت پر ہوتا ہے۔

بلاشبہ، فوجی انقلابات کے ادوار میں یہی چیز فوج کی کمزوری اور ضعف کا ایک باعث تھی۔

۴۔ اس سے بھی بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ فوج کو "سیاسی پولیس" اور جاسوسی کے ادارہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ فوج حملہ آور دشمنوں سے دفاع وطن کے بجائے عوام میں دہشت انگیزی پھیلانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس کا سب سے بڑا مقصد اپنے نظام کی حمایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و نصرت بن جاتا ہے۔ زیادہ واضح الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان کا سب سے بڑا مطمع نظر وطن عزیز کی حفاظت نہیں بلکہ برسر اقتدار ٹولہ کی حمایت بن جاتا ہے۔

دمشق میں قومی عربی تحریک کے قیام کے لئے تشکیل کردہ مجلس عمل نے ۱۹۶۷ء کی شکست کے متعلق جو تحقیق کی' اس کے مطابق انقلابی حکومتوں نے اپنی غلطیوں اور لغزشوں کے بہت سے نتائج کی ذمہ داری خود قبول کر لی۔ ان میں چند اہم ترین نتائج یہ ہیں۔ فوجی ایک سیاسی قوت کی طرح انتظامی اداروں میں اس طرح داخل ہو گئے کہ وہ اس میں ایک محور اور قوت کا مرکز بن گئے اور انھوں نے مکمل خود مختار ریاست کی صورت اختیار نہیں کی تو کم از کم "ریاست در ریاست" کی صورت ضرور بنا لی۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ انھوں نے حکومت پر اپنا تسلط جما لیا۔ اس کا فطری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فوج کی ماہیت اور اس کا کردار تبدیل ہوجاتا ہے اور وہ ایک عسکری ادارہ کے بجائے' جس کا فرض منصبی وطن کا خارجی خطرات سے دفاع کرنا ہوتا ہے' ایک سیاسی پولیس یا آلہ جاسوسی بن جاتی ہے جو فوج کے اندر بھی اور عوام کی صفوں میں بھی لوگوں کی حرکات و سکنات پر نظر رکھتی ہے اور ان کو گھسیٹ گھسیٹ کر قید خانوں کی کال کوٹھریوں اور تعذیب خانوں میں لے جاتی ہے حتیٰ کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے موت کی آغوش میں سو جاتے ہیں۔

اس کا دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلسل "عمل تطہیر" کی وجہ سے فوج کا ڈھانچہ ہی بدل جاتا ہے کیونکہ اس سے ہزاروں وطن پرست اور قوم پرست باصلاحیت افراد فوج سے نکال باہر کئے جاتے ہیں اور حاشیہ بردار اور خوشامدی قائدین کا ایک نیا طبقہ معرض وجود میں آجاتا ہے جو بیورو کریسی اور پولیس پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس نظام میں یہ طبقہ عظیم الشان سپاہیانہ زندگی اور امت مسلمہ کی عظمت اور خاک وطن کے دفاع کے فریضہ سے راہ فرار اختیار کر لیتا ہے اور عیش و عشرت' قوت و اقتدار' تن آسانی سے بھرپور زندگی اور جبر و جور سے حاصل کردہ امتیازات کے تحفظ ------- اور ان میں مزید امتیازات کے اضافہ کے حصول ----- کے لئے تگ و دو میں لگ جاتا ہے۔

اس فوجی ٹولہ کا ظہور اور بیورو کریسی کا وجود ---- جسے یہ فوجی ٹولہ ریاست کے مختلف شعبوں اور اہم اداروں میں جنم دیتا ہے ---- ہمیشہ سیاسی زندگی کو معطل کر دیتا ہے' قومی جمہوری اداروں کو غیر موثر اور بے جان بنا دیتا ہے' پوری قوم پر جابرانہ اور ہمہ گیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکامات ٹھونس دیتا ہے اور ایک نئی آمریت کو قائم کر دیتا ہے جس کے لئے مختلف راستے نکالے جاتے ہیں۔ دین مقدس میں نام نہاد انقلاب کے جواز کی بنیاد تلاش کی جاتی ہے اور اشتراکی انقلاب اور جمہوری آزادی کی جنگ کے لئے بے معنی اور بیہودہ بحث و تکرار سے ایک من پسند ماحول پیدا کردیا جاتا ہے۔

یہ انتشار و خلفشار جو ان اداروں اور شعبوں میں رونما ہوا ہے اس کا تباہ کن اثر اس فوج کے اندر بھی پڑا جس کو جنگ جون نے اچانک دبوچ لیا۔ یہ فوج جنگی امور کے علاوہ ہر کام میں مشغول و منہمک تھی۔ اس کے ہتھیاروں کی کاٹ شہریوں کے خلاف تو بڑی تیز تھی لیکن دشمن کے مقابلہ میں اس کے ہتھیار بالکل کند اور ناکارہ ہو کر رہ گئے تھے۔ اس کا جھنڈا حکومت اور جاسوسی کے نظام پر قائم ریاست کی حفاظت کے لئے لہرا رہا تھا اگرچہ اس کے لئے انہیں سرزمین وطن اور قوم کی عزت و آبرو کی قیمت ادا کرنا پڑی تھی(۱۱)

فوجی انقلاب کا مطلب ایک خاص رجحان' ایک متعین رائے یا ایک مخصوص شخصیت کو بلا دلیل و حجت ہتھیاروں کی قوت کے ذریعہ مسلط کرنا ہے۔ لہٰذا اس میں غلبہ دلیل و منطق کو نہیں بلکہ ایک صاحب قوت کو حاصل ہوتا ہے اور بات کسی بہترین اور مستحق آدمی کی نہیں بلکہ ایک صاحب قوت فرد کی چلتی ہے۔ کلمہ اس شخص کا بلند ہوتا ہے جس کے پاس ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں ہوتی ہیں نہ کہ اس آدمی کا جسے قوم اور حق و صداقت کی حمایت حاصل ہو۔ معاملہ اس وقت اور بھی سنگین ہو جاتا ہے جب سیاسی مناصب پر فائز بعض فوجی اپنے فوجی عہدوں کی حفاظت بھی کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ ایک فوجی صدر جمہوریہ کا نائب ہوتا ہے یا اس کے دفتر کا سیکریٹری' وہ وزیر اعظم کا نائب ہوتا ہے یا کوئی دوسرا وزیر' مجلس قیادت کا رکن ہوتا ہے یا ایئر فورس کا عہدیدار۔

سب سے بڑی خرابی جو انسان کو اذیت و عذاب میں مبتلا رکھتی ہے یہ ہے کہ اس پر وہ شخص حکمرانی کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو اور اس سے بری بات یہ ہے کہ اسے ایک سخت گیر قوت کی دھمکیوں کے تحت اس شخص کی تائید و حمایت اور مدح سرائی و قصیدہ خوانی پر مجبور کیا جائے جس سے وہ نفرت کرتا ہو اور جس پر زبان اور دل دونوں سے لعنت بھیجتا ہو۔

حدیث نبویؐ میں آتا ہے کہ "جب تو دیکھے کہ میری امت ظالم کو ظالم کہتے ہوئی ڈرتی ہے تو ان لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔"(۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا اس وقت کیا صورت ہو گی جب امت مسلمہ ایک ظالم کو نجات دہندہ ' محسن حریت اور بطل جلیل کہنے پر مجبور ہو جائے۔

٦ - اس میں اس حقیقت کا بھی بڑا کردار ہے کہ عسکری ذہن اپنی تشکیل ' اپنے کام کی نوعیت اور معاشرہ سے کٹ کر رہنے کی وجہ سے اپنے فیصلوں میں ظلم ' سخت گیری اور عجلت کی طرف مائل ہوتا ہے خواہ یہ فیصلے بنیادی نوعیت ہی کے کیوں نہ ہوں۔ یہ رجحان ایک فوجی حکومت کو قوم ------ خصوصاً حریت کیش اور اہل علم افراد اور تربیت یافتہ ماہرین ----- سے دور کر دیتا ہے۔ اور حکومت اور عوام کے درمیان ایک خلیج پیدا کر دیتا ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید گہری اور وسیع ہوتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ ماہرین کے بحران اور فوجی حکومت کے خلاف ان کے منفی رویہ کی داستانیں عام ہوتی جاتی ہیں۔

فوجی حکومت کے خلاف عوام کی خاموشی باول نخواستہ ہوتی ہے ان کی اس خاموشی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس کو پسند کرتے ہیں یا وہ امر واقع کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں کیونکہ انتقام اور کینہ کی آگ اپنا کام کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ ایک دن انتقام جوش مار کر ہنڈیا سے باہر آجاتا ہے یا پھر ہنڈیا خود ہی ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے۔ اس وقت ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جن کے تباہ کن نتائج اور ان کی وسعت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

یہ سب کچھ اس حقیقت کے باوجود رونما ہوتا ہے کہ فوجی حکام قوم ' عوام ' جمہور اور ان سے ملتے جلتے دوسرے الفاظ سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی ظالم و جابر آمریت پر پردہ ڈال سکیں۔ کسی آدمی کی رائے کی طرف توجہ دیئے بغیر فوجی حکومت ہر اس بات کو نافذ کر دیتی ہے جو اس کے ذہن میں آتی ہے اور جس کا وہ ارادہ کر لیتی ہے۔

لہذا فوجی حکومت میں شہریوں کے لئے حریت فکر ' حریت تعبیر ' آزاد صحافت کے فروغ ' سیاسی اجتماع کی آزادی ' تنقید کی آزادی اور حکومت کی سیاسی روش پر بحث و تمحیص کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس مقصد کے لئے یہ حکومت ہر مخالف حکومت شخص کے خلاف رجعت پسندی ' استعمار کی ایجنٹی اور اس کے ساتھ معاونت کے الزامات کے ہتھیار کا استعمال کرتی ہے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب نظریاتی قوم پرست فوجیوں کو موقع ملتا ہے تو وہ حکومت پر جھپٹ پڑتے ہیں اور اس میں سے ایک غیر فوجی گروہ ------ جس کا شمار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارٹی اور عقیدہ کے اعتبار سے ان کے رفقاء میں ہوتا تھا ------ نکال باہر کرتے ہیں اور ان کے ساتھ دشمنوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔

۷ - انقلابی فوجی حکومت ہمیشہ یہ سمجھتی ہے کہ اسے فوج کے اندر سے --- یا اکثر اوقات بیرون ملک سے ------ حمایت و تعاون کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس جو مخالف تحریک عوام کے اندر سے اٹھتی ہے وہ حکمرانوں کو نشانہ تنقید بناتی ہے اور ان سے سوال کرتی ہے کہ وہ کس بنیاد پر ان کے احکامات کی پابندی کریں؟ یا یہ اعلان کر دیتی ہے کہ ہم ان غاصب حکمرانوں کے احکام تسلیم نہیں کرتے۔ یہ شعور عوام الناس سے ان کی دوری اور علیحدگی کا سبب بنتا ہے۔

یہ چیز خود ایک حکمران کو فوج کے مرکز قوت اور جاسوسی کے اڈوں پر اعتماد و انحصار پر مجبور کر دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فوج سے بھی خوف کھاتا ہے اور اس کی خواہشات و مقاصد اور اس کے اتار چڑھاؤ سے لرزہ براندام رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ فوج کی خوشامد کرتا رہتا ہے اور اس کی کوتاہیوں بلکہ سنگین غلطیوں اور غلط طرز عمل سے چشم پوشی سے کام لیتا ہے اور فوج اپنے لئے اور اپنے حامیوں اور پسندیدہ افراد کے لئے جن مفادات و امتیازات کا مطالبہ کرتی ہے' حکمران طبقہ اس پر رضا مند ہو جاتا ہے کیونکہ مشہور اصول ہے کہ **اطعم الفم تستح العین** یعنی "منہ کو کھلاؤ آنکھ خود شرمائے گی"

یہ ایک عارضی اور وقتی بات نہیں ہے بلکہ انقلابی عسکری نظاموں کی فطرت میں یہ چیز پوشیدہ ہے' جو اپنے قیام اور اپنی بقاء کے لئے مسلح افواج پر دار و مدار رکھتے ہیں۔

۸ - یہ حقیقت جس کا ذکر ہم نے کیا ہے 'ہمیں فوجی انقلابات کے خطرات -------- جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے ---- سے بھی ایک بڑے خطرہ کے حوالہ کر دیتی ہے اور وہ خطرہ یہ ہے کہ جب انقلاب ملکی نظام کو ایسے مضبوط اور پائیدار دستور العمل کے ساتھ بدلنے میں ناکامی سے دوچار ہوتا ہے جو حکومت اور حزب اختلاف کے بارے میں ایسے اصول رکھتا ہو جن کی جڑیں بڑی مضبوط اور گہری ہوں اور جب انقلابی حکمران قوم کے ناپسندیدہ عناصر ہوں تو اس صورت کو بدلنے کا کوئی ذریعہ اس کے سوا باقی نہیں رہتا کہ ایک دوسرا فوجی انقلاب برپا ہو اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انقلاب کا علاج انقلاب کے ذریعہ ہی ممکن ہے جیسا کہ ابونو اس کا قول ہے کہ " اس نے میری بیماری کا علاج جس چیز کے ساتھ کیا وہ خود ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیماری تھی"

ہم مسلسل انقلابات کا سلسلہ خصوصاً تیسری دنیا کے ممالک میں دیکھتے ہیں' جو قدیم و جدید امپریلزم یعنی برطانوی امپیریلزم اور صیہونی امپیریلزم کے تجربات کا اکھاڑہ بنی ہوئی ہے کیونکہ انقلابیوں کا ایک فریق اپنے سابق فریق پر دھاوا بول دیتا ہے۔ اس وجہ سے ملک مے بے شمار تجربہ کار نوجوان' ماہر افراد اور فوجی و غیر فوجی پرجوش اور فعال عناصر کا فقدان پیدا ہو جاتا ہے جن پر قوم نے کثیر وسائل صرف کئے ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ تعلیم و تربیت اور ٹریننگ حاصل کر کے فنی مہارت و صلاحیت کی اعلیٰ سطح تک پہنچتے ہیں۔ مسلسل انقلابات کی وجہ سے یہ سب قابل جوہر ختم ہو جاتے ہیں یا جیلوں میں ڈال دیئے جاتے ہیں یا معزول کر دیئے جاتے ہیں یا پھر ملک بدر کر دیئے جاتے ہیں۔

بعض فوجی نہایت اخلاص کے ساتھ ایک ظالم حکومت یا ایک وسیع و عریض فساد کے خلاف اپنے ملک کی آزادی کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ شروع میں حکومت ان کا ہدف نہیں ہوتی۔ لیکن اقتدار کا سحران کو اس کے ساتھ وابستہ کر دیتا ہے اور اثر ورسوخ اور شان و شوکت کی چکا چوند ان کی نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ چنانچہ وہ اس اقتدار سے کنارہ کشی کو قبول نہیں کرتے جو کل ان کے ہاتھوں میں آیا تھا۔ یہی مفہوم ہے اس بات کا کہ "لوگ فوجی انقلاب کے ساتھ فوجی احکام کی ایک تنگ اور لمبی گردن والی بوتل میں داخل ہو جاتے ہیں جس سے وہ باہر نہیں نکل سکتے اور اس سے ان کے باہر آنے کی کوئی امید بھی نظر نہیں آتی کیونکہ وہ پراسرار لفظ "سم سم" جس سے اس بوتل کا ڈھکنا کھلتا ہے فوجی حکمران کے ہاتھ میں ہوتا ہے جسے وہ طوعا" و کرہا" اپنے جیسے فوجی کے علاوہ کسی کو نہیں دیتا ہے۔

ایک بزرگ شاعر نے اس نوع کی انقلابی حکومت کے بارے میں جو کچھ کہا ہے' وہ یہاں پر صادق آتا ہے۔

اغاروا علی الحکم فی لیلتہ فضر الصباح ولم یرجع (۱۳)

یہ بہت مشکل ہے کہ ایک ہمہ گیر عوامی انقلاب برپا ہو جو فوجی حکومت کا تختہ الٹ دے کیونکہ وہ فوج کی قوت کے بل بوتے پر اس کو روند ڈالے گی۔ سوڈان میں اکتوبر ۱۹۶۴ء میں جو انقلاب برپا ہوا اس جیسا انقلاب دوبارہ رونما نہیں ہوا ہے۔ یہ ایک اجتماعی عوامی انقلاب تھا جس نے گمنام اور کمزور فوجی "غلاموں" کی حکومت کو ختم کر دیا۔ لیکن یاد رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انقلابا نہ اشتراکی اور نہ نظریاتی۔

کہ یہ تبدیلی ، یہ خطرہ قائم رہے گا ' استحکام و استقراء ناپید رہے گا اور شریعت ایک ایسا

اس وقت ماتا خواب ------ بنی رہے گی جس کی تعبیر و تکمیل دور دور نظر نہیں آتی

خواب فوج کے دل و دماغ میں یہ یقین عود نہ کر آئے کہ ان کا فرض منصبی وطن کی

دفاع ہے نہ کہ حکمرانی اور سیاست بازی۔"

کچھ لوگ فوج کے عمل دخل کو صرف ایک ہی حالت میں تسلیم کرتے ہیں۔ وہ حالت ہے کہ ارض وطن میں ایک قائم شدہ اقتدار اور اس کے دین یا اس نوعیت کے دوسرے امور سے خاموشی ' اغماض اور بے اعتنائی برتی جاتی ہو 'ملکی وحدت و سالمیت اور لوگوں کے عقیدہ و دین یا اسی نوع کے دوسرے امور جو ملک و قوم کے وجود اور ان کی تقدیر سے متعلق ہوں ---- سب معرض خطر میں پڑ گئے ہوں اور مخلص شہری قوتیں اقتدار کا سامنا اور اس کی اصلاح کرنے سے عاجز اور بے بس ہوں۔ چنانچہ فقہاء کی اصطلاح میں "اضطراری حالت" یا "نظریہ ضرورت" کے تحت ہی فوج حالات کی اصلاح کے لئے اس شرط پر مداخلت کرے گی کہ عوام کو ان کا اقتدار لوٹانا ان کی ذمہ داری ہو اور پھر فوج اپنی پوزیشنوں پر چلی جائے گی۔

پس ضروری ہے کہ فوجی مداخلت کو صرف بقدر ضرورت ہی جائز و مباح سمجھا جائے۔

لیکن اس طرح کی حالت میں ہمیشہ یہ خطرہ پنہاں ہوتا ہے کہ جب اقتدار فوجیوں کے قبضہ میں آجاتا ہے اور وہ حکومت و اقتدار کا مزہ چکھ لیتے ہیں تو اس کے بعد ان کے لئے برضاء و رغبت اس کو دوسروں کے حوالہ کر دینا مشکل ہو جاتا ہے جب کہ بزعم خویش وہ معاملات کو نمٹانے میں کسی سے کم صلاحیت اور قدرت نہ رکھتے ہوں۔

یہاں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ جب تک پوری فوج میں ایک عام شعور نہ پایا جائے جو سیاست سے دور رہنے کی ضرورت کی ترغیب دیتا ہو اور قانون کی حکمرانی کی شدید خواہش رکھتا ہو ' یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ فوجی اپنے موقف سے واپس آجائیں گے۔

یہ کام صرف اس وقت پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے جب ایک وطن موجود ہو ' افواج وطن کی مصلحت عامہ کو اپنے مخصوص مفادات پر ترجیح دیں' انقلابات کے تصور اور سیاسی ریشہ دوانیوں کے خلاف صف آرا ہوں' وطن کے استحکام کی خاطر افسران کے درمیان اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعور کو عام کرنے اور اس شعور کا رخ فطری اور قانونی حالات کی طرف موڑنے کے لئے جدوجہد کریں۔

اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ قومی شعور کو بیدار کرنا بھی اشد ضروری ہے تاکہ وہ انقلابات اور فوجی حکومت مسترد کردے' خواہ اس کا رجحان کچھ بھی ہو اور اس کا علمبردار کوئی بھی ہو' اس شعور کو گہرا کرنا' اشد ضروری ہے تاوقتیکہ یہ ایک سیاسی عقیدہ نہ بن جائے جس پر امت کی اکثریت ایمان رکھتی ہو اور جس میں وہ تفریط کا مظاہرہ کرتی ہو نہ اس کو بدلنے کی خواہش رکھتی ہو۔ کچھ لوگ فوجیوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور سب لوگ شریعت کو برقرار رکھنے اور اس کی حمایت و نصرت کرنے میں اکٹھے ہو جاتے ہیں اس کے بغیر وہ استحکام کی کوئی امید نہیں رکھتے۔

۳۔ تیسرا راستہ ------ وعظ و ارشاد

بعض مبتدی حضرات کا خیال ہے کہ ایک قائم و موجود معاشرہ کو ایک مکمل اسلامی معاشرہ بنانا مساجد و جوامع میں وعظ و تذکیر اور تبلیغ و ارشاد کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اس کے لئے پراخلاص انداز گفتگو' اثر انگیز خطبہ و تقریر اور ایسے واقعات کے بیان کی ضرورت ہے جو دلوں کو نرم کر کے ان میں ترغیب اور خوف پیدا کریں' کو امید و رجاء سے وابستہ اور دلوں کو خشیت الٰہی سے نرم بنا دیں۔ اس طرح ممکن ہے کہ خدا کے نافرمان بندے توبہ کر لیں' اللہ سے غافل لوگ ہوش میں آجائیں اور اللہ کی رحمت کے وسیع دامن کی طرف لوٹ آئیں۔

لاریب' وعظ و ارشاد' دعوت الی اللہ کا ایک اہم ذریعہ ہے جس سے کسی صورت بے نیازی ممکن نہیں ہے اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد پر اس کے اثرات کو معمولی اور بے وزن سمجھنا بھی درست نہیں ہے ------ خصوصاً جب ایک ایسا داعی دین کی دعوت پیش کر رہا ہو جس کے سینہ میں ایک زندہ دل دھڑکتا ہو' جو روشن دل و دماغ کا مالک ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ لاکھوں افراد کو راہ راست دکھاتا ہے کیونکہ بات دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے تو سیدھی لوگوں کے دلوں میں پیوست ہو جاتی ہے۔ ہم نے بہت سے صاحب اخلاص مشائخ مرشدین کے بارے میں پڑھا اور سنا ہے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بے شمار لوگوں کو معصیت اور غلط روی سے نکال کر اطاعت و استقامت کی شاہراہ پر ڈال دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعظ و ارشاد ان انبیاء و مرسلین کے فرائض منصبی کا ایک جزو رہا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ وعظ و تبلیغ بلا قید زمان و مکان ورثائے انبیاء ------ علمائے کرام------ اور حاملین دعوت انبیاء کے مشن کا ہمیشہ ایک حصہ رہے گی ۔ ارشاد خداوندی ہے :

واذکر فان الذکری تنفع المومنین (۴)

"اور یاد دہانی کراؤ کیونکہ یاد دہانی اہل ایمان کے لئے فائدہ مند ہے"

وعظ و ارشاد کافی نہیں

لیکن شاید یہ وسیلہ ------ اپنی ساری شان اور تاثیر کے باوجود ------ گوہر مراد کے حصول کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔

۱ ۔ وعظ و ارشاد کی تاثیر صرف ان لوگوں تک محدود ہوتی جو مساجد میں حاضری دیتے ہیں اور دینداری اور عبادت سے ہمیشہ اپنا رشتہ استوار رکھتے ہیں اگرچہ ان میں کچھ ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے بارے میں کسی کوتاہی اور غفلت کا شکار ہوتے ہیں لیکن خدا کے منکر ' آزاد منش ' اباحیت پسند ' تخریبی افکار اور غلط عقائد کے علمبردار تو کبھی بھی وعظ و تبلیغ کی مجالس میں حاضر نہیں ہوتے اور اگر کہیں ایسی جگہ چلے بھی جاتے ہیں تو اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ ان کے دل و دماغ میں جو مرض راسخ ہو چکا ہوتا ہے وہ اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ محض ایک کلمہ یا ایک خطبہ ان کو متاثر نہیں کرتا ------ الا ماشاء اللہ۔

۲ ۔ ایک جید واعظ و مبلغ کا اثر جتنا محدود اپنے مقام اور نوعیت کے اعتبار سے ہوتا ہے وہ اتنا ہی زمانہ کے اعتبار سے بھی محدود ہوتا ہے۔ چنانچہ وعظ سننے والے واعظ سے اسی وقت متاثر ہوتے ہیں جب وہ وعظ سن رہے ہوتے ہیں۔ کبھی ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور کبھی خشیت الٰہی سے ان کے بدن کا رواں رواں کانپنے لگتا ہے۔ پھر واعظ وہاں سے چلا جاتا ہے اور اپنی وعظ کے تسلسل پر قادر نہیں ہوتا اور نہ وہ اپنے سامعین کو کسی ایک رشتہ میں منسلک کرتا ہے۔ لوگ جب زندگی کے شور و ہنگامہ میں مصروف ہو جاتے ہیں تو وعظ کا اثر بخارات بن کر فضاء میں تحلیل ہو جاتا ہے کیونکہ دنیاوی مصروفیات ان کو اپنے اندر منہمک کر لیتی ہے۔ ماضی میں بھی لوگوں نے اس بات کی شکایت کی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "جب ہم موت کا ذکر سنتے ہیں تو ہم پر خوف طاری ہو جاتا ہے اور جب دنیاوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشغولیات کے سلسلہ میں باہر نکلتے ہیں تو لہو و لعب میں پڑ جاتے ہیں اور موت کو فراموش کر دیتے ہیں"

۳ - وعظ و ارشاد ایک ذریعہ ہے جس کا مقصد لوگوں کے دلوں کو متاثر کرنا ہوتا ہے لیکن جہاں تک معاشروں کو اس انداز سے تبدیل کرنے کا تعلق ہے کہ ان کے اصول و ضوابط ' ان کی اقدار اور ان کے قوانین تک بدل جائیں ---- جب کہ سیاسی اور فکری سطح پر بڑے بڑے مردان کاران اصولوں اور قدروں کی حمایت پر کمربستہ ہوں اور مختلف ادارے اور ظاہر و مخفی قوتیں اندر اور باہر سے ان کو غذا فراہم کر رہی ہوں ---- تو یہ معاملہ ایک واعظ کی قدرت اور طاقت سے باہر ہوتا ہے۔

۴ - منبر و محراب ---- جہاں سے وعظ و تبلیغ کی آواز بلند ہوتی ہے ---- کے مقابلہ میں اثر و نفوذ کے جو آلات آج میسر ہیں وہ بہت زیادہ خطرناک ہیں اور ان کا دائرہ اثر بہت وسیع ہے۔ چنانچہ عام طور پر کان میں پڑنے والا صرف ایک کلمہ ہی رائے عامہ کی تربیت اور انقلاب برپا کرنے لئے ایک موثر عنصر ہوتا ہے۔ پھر ایک تحریری کلمہ بھی ہے جس کو لے ' بے شمار روزناموں اور ہفتہ وار اور ماہنامہ رسالوں کے دریا بہ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ملی اور غیر ملکی کتابیں ہیں جنہیں پریس ہر جگہ قارئین کے لئے نکال کر بازار میں ڈال رہے ہیں۔

پھر انسان کے کان میں پڑنے والا وہ کلمہ ہے جس کے ساتھ ایک تصویر بھی ہوتی ہے جو ٹیلی وژن ' سینما اور تھیٹر میں دکھائی دیتی ہے۔ اس کی تاثیر سب سے زادہ طاقت ور ہوتی ہے۔ یہ کلمہ اپنا اثر پیدا کرنے کے لئے انسان کے کانوں اور آنکھوں کو اکٹھا کر دیتا ہے۔ اور بیک وقت ان پر اثر انداز ہوتا ہے اس تصویری کلمہ کو روزانہ بار بار اور کئی کئی گھنٹوں تک دہرایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ اس کو ایک بند کوٹھری میں بھی دہرایا جا سکتا ہے اور بہت سے لوگوں کو یہ دکھایا بھی جا سکتا ہے۔

ایک کلمہ جو انسان کے کان میں پڑتا ہے وہ صرف منبر کا خطبہ اور مسجد کا درس ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ ریڈیو اور ٹیلی وژن نشریات کے دوران مختلف خبری ' ثقافتی اور تفریحی پروگراموں کی صورت میں یہ کلمہ لوگوں تک نشر ہو کر پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے شعر و نثر ' کہانیوں اور مباحثوں ' ڈراموں ' نغموں اور گانوں ' موسیقی اور ان تمام پروگراموں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت لی جاتی ہے جن کے اندر تاثیر کی قوت اور دل و دماغ میں اثر و نفوذ حاصل کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

کاش میں جان سکتا کہ ایک خطیب کا وعظ و خطبہ اور ایک واعظ کا درس اس کلام کے سیلاب کے سامنے کیا بند باندھ سکتا ہے جسے انسان کانوں سے سنتا ہے' آنکھوں سے دیکھتا اور پڑھتا ہے اور جسے تحریری صورت میں اپنے سامنے پاتا ہے۔ ایک منبر ریڈیو' ٹیلی وژن' سینما' ناول' اخبار' رسالہ اور دوسرے تمام آلات ابلاغ و تاثیر کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ایک فصیح و بلیغ واعظ کی تاثیر کتنی طاقتور ہو سکتی ہے جب کہ یہ طاقتور آلات اور مشینری جس سے آج خدمت لی جاتی ہے ایسے رخ پر رواں دواں ہو جو واعظ اور خطیب کا رخ ہی نہ ہو اور وہ اس مقصد کے بجائے دوسرے ہی مقصد کے لئے کام کر رہی ہو۔ پرانے زمانے کے کسی شاعر کا شعر ہے

متی یبلغ البنیان یوما تماما اذا کنت تبنیه وغیرک تهدم (۱۵)

یہ صورت تو اس وقت پیش آتی ہے جب تعمیر اور تخریب کی قوت برابر کی ہو۔ اگر تخریب پسندوں کی تعداد زیادہ ہو' ان کے پاس طاقت بھی زیادہ ہو اور ان کا راستہ بھی آسان ہو تو عمل تعمیر کا حال کیا ہو گا اس کا اندازہ باسانی لگایا جا سکتا ہے۔ کسی شاعر کا قول ہے۔

ولو الف بان خلفهم هادم کفی فکیف ببان خلفه الف هادم (۱۶)

یہ بات شاعر نے ان تخریب کاروں کے بارے میں کہی ہے جن کے آلات تخریب کلہاڑوں وغیرہ پر مشتمل ہوں۔ اگر وہ ہمارے دور کے ان تخریب کاروں کو دیکھ لیتا جن کے آلات بارودی سرنگیں (Mines) اور دھماکہ خیز مواد (Dynamate) پر مشتمل ہیں جو چند لمحوں میں فلک بوس عمارتوں کو پیوند خاک بنا دیتے ہیں تو پھر اس شاعر کی رائے کیا ہو گی!

روحانی اقدار کا انہدام مادی اشیاء کے انہدام سے کس قدر مشابہ ہے۔

۵ - کبھی کبھی واعظ کو حکام کے روبرو کلمہ حق کہنے' ان کو نیکی کی تلقین کرنے اور برائی سے منع کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ وہ یہ کام کیسے سرانجام دے سکتا ہے جب کہ اس کے اور اس کے بال بچوں کے رزق کی کنجیاں ان حکام کے ہاتھ میں ہوں جو اس واعظ کے دین سے بے نیاز ہوں اور واعظ دنیاوی وسائل کے لئے ان کا محتاج ہو۔ واعظ ان کا وظیفہ خوار ہوتا ہے لہٰذا وہ ان کی دنیا اور معاش کا اسیر ہوتا ہے۔ پرانے زمانہ کی بات ہے کہ کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمران نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی شان، ارباب اقتدار پر ان کی سختی کے راز اور ان کی نظروں میں آپ کے مرتبہ و مقام کے متعلق کہا تھا، کہ "ہم ان کے دین کے محتاج ہیں جب کہ وہ ہماری دنیا سے بے نیاز ہیں۔"

لیکن جب معاملہ الٹ ہو جیسا کہ آج کل ہے تو ایک مخلص واعظ کو شدید مشقت اور آزمائش سے سابقہ پیش آتا ہے جس کو برداشت کرنے کا یارا وہی لوگ رکھتے ہیں جو عزم و استقلال کی دولت سے بہرہ ور ہوں ----- آہ، ایسے صاحب عزیمت لوگوں کی تعداد کتنی قلیل ہے۔

۶ - یہ اس قدر سنگین معاملہ ہے کہ ایک واعظ کو ----- جو رضاکارانہ کسی اجر و معاوضہ کے بغیر وعظ و ارشاد کا فریضہ انجام دیتا ہو ----- ہمیشہ یہ آزادی حاصل نہیں ہوتی کہ وہ جو چاہے کہہ دے۔ آمریت کے تمام ادوار میں منبر و محراب آمریت کے زیر اثر ہوتے ہیں - چنانچہ وہ مصلحت کوش ہوتے ہیں، حق کے برعکس میانہ روی سے کام لیتے ہیں اور پراپیگنڈا اور سیاست بازی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص حاکم وقت کے متعین کردہ خطوط پر نہیں چلتا اس کا ٹھکانہ جیل ہوتا ہے۔

۷ - پھر ہمیں باصلاحیت اور صاحب فضل واعظین کی کافی تعداد کہاں سے میسر آئے گی ؟ آپ کرۂ ارض کے طول و عرض میں گھوم پھر کر دیکھ لیں، آپ کو صرف ایک، دو یا تین ایسے واعظ میسر آئیں گے اور کبھی تو ایک فرد بھی ایسا نہیں ملے گا جو آپ کی سماعت اور دل و دماغ کی تسکین کا سامان فراہم کر سکے۔ آپ کو شاعر کے اس شعر پر غور کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہو گا۔

انی لافتح عینی حین افتحها   علی کثیر، ولکن لا اری احدا (۱۷)

۴ - چوتھا راستہ ----- اجتماعی خدمات

اجتماعی عمل کا راستہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل اس وقت ممکن ہوتی ہے جب دین اسلام کے پیروکار اور نیکی اور خیر سے محبت کرنے والے ایسے اجتماعی اداروں اور رفاہی انجمنوں کے قیام کے لئے سرگرم عمل ہوں گے، جو لوگوں کی زبوں حالی اور تنگدستی کا بوجھ ہلکا کرنے، نیکی کو عام کرنے، ضرورت مندوں کی مدد کرنے اور انسانیت کے اعدائے ثلاثہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

-------- غربت ' جہالت اور بیماری ----- کے خلاف جنگ میں حصہ لیں

یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ مختلف تنظیمیں اور رفاعی کمیٹیوں کے قیام کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً :

۱ ۔ جمع زکواۃ اور تنظیم احسان کا ادارہ یا تنظیم یا کمیٹی۔

۲ ۔ مساجد کی تعمیر اور ان میں ترمیم و توسیع کا ادارہ۔

۳ ۔ فقراء و غرباء کی میتوں کی تکفین و تدفین کا ادارہ۔

۴ ۔ فری شفا خانوں یا نیم فری شفاخانوں کے قیام کا ادارہ۔

۵ ۔ حفظ قرآن ار تعلیم دین کا ادارہ۔

۶ ۔ بیواؤں اور کمزوروں کی کفالت کا ادارہ۔

۷ ۔ بے گھر بچوں کی رہائش و خوراک اور تعلیم کا ادارہ۔

۸ ۔ جہالت و ناخواندگی کے خاتمہ کا ادارہ۔

۹ ۔ منشیات اور اجتماعی آفات کے خلاف جنگ کا ادارہ۔

۱۰ ۔ لوگوں کے باہمی تنازعات کی اصلاح کا ادارہ۔

اجتماعی خدمات کی اہمیت ---- دو متخالف رجحانات

یہاں پر میں یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں دو متناقض رجحانات پائے جاتے ہیں جو نہ کبھی آپس میں مل سکتے ہیں اور نہ کبھی ان کے اندر افہام و تفہیم ممکن ہے۔

پہلا رجحان

یہ رجحان اجتماعی اعمال و خدمات کی اہمیت کا اندازہ لگانے میں مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے ' اس کو اپنی توجہ کا سب سے بڑا ہدف اور اپنی جدوجہد کا محور بنا لیتا ہے۔ اس رجحان کے حامل لوگوں کی رائے میں اگر اس رجحان کا دائرہ وسیع ہو گا ' اس سے محبت کرنے والوں کی کثرت ہو گی تو کسی انقلاب اور ہنگامہ آرائی کے بغیر ہی معاشرہ میں تبدیلی ممکن ہو جائے گی۔ یہ لوگ انتہائی اہمیت کے حامل تین امور کو فراموش کر دیتے ہیں

۱ ۔ جس اجتماعی فساد کا ہم شکوہ کرتے ہیں وہ معاشرہ کی گہرائیوں میں سرایت کر گیا ہے اور اس کے پورے وجود میں زہر کی طرح دوڑ رہا ہے۔ لہٰذا اس میں جزوی پیوند کاری اور اس کے کسی ایک پہلو کی اصلاح کے مفید نتائج برآمد نہیں ہو سکتے ' کیونکہ یہ عمل ایک ایسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریض کو خواب آور اور بے حس کرنے والی دوائیاں دینے کے مترادف ہے جس کے مرض کے علاج کے لئے عمل جراحی یا کسی ہسپتال میں ماہرین کی زیرنگرانی طویل اقامت کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ کافی نہیں ہے کہ ایک مفلس آدمی کو چند کوڑیاں بخشش کر دی جائیں جو اس کی اور اس کے خاندان کی کسی فوری ضرورت کو پوری کر دیں ' بلکہ جو بات ضروری ہے وہ یہ ہے ہے کہ اس کے لئے ایک مناسب کام مہیا کرنے کا اہتمام کیا جائے جس سے وہ اتنی روزی کما لے جو اس کی اور اس کے خاندان کی مکمل کفایت کے لیے کافی ہو اور یہ کام کسی ایک تنظیم یا انجمن کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ تو ایک جوابدہ اور ذمہ دار ریاست کا فرض منصبی ہے۔

متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والوں یا غیر معروف دس یا سو افراد سے زکوۃ جمع کرنے کے لئے ایک کمیٹی کا قیام ایک اسلامی ریاست کے زیر نگرانی کام کرنے والے "ادارۂ زکوۃ" کی ضرورت سے بے نیاز نہیں کر سکتا' جو ہر صاحب نصاب سے 'خصوصا ان لوگوں سے جو لاکھوں اور کروڑوں روپوں کے مالک ہوتے ہیں ' زکوۃ وصول کرتا ہے۔ لہٰذا ایک مکمل اور ہمہ گیر اصلاح نہایت ضروری ہے۔

۲ - ایک معاشرہ جسد واحد کی مانند ہوتا ہے ' جو کئی اعضاء و جوارح اور متعدد خلیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے اجزائے ترکیبی کو علیحدہ علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کا ہر عضو صحت ' بیماری ' اعتدال و درستی اور خلفشار میں دوسرے اعضاء کو متاثر کرتا ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک صرف رفاہی اور اجتماعی پہلوؤں کی طرف خصوصی توجہ دینا اور معاشرہ کے دوسرے پہلوؤں سے صرف نظر کرنا فکر و نظر کی غلطی ہے۔

یہاں اجتماعی فساد اور فکری فساد ' اخلاقی فساد اور قانونی فساد ' تعلیمی فساد اور انتظامی فساد کے درمیان ایک مضبوط و مستحکم ربط اور رشتہ ہے۔ لہٰذا باقی سب پہلوؤں سے چشم پوشی کر کے کسی ایک پہلو کی اصلاح کرنا عبث اور بے فائدہ ہے اور معاشرہ اور زندگی کی فطرت و طبیعت سے لاعلمی کا ثبوت ہے۔

۳ - ہم معاشرہ سے جو کچھ چاہتے ہیں وہ غربت ' جہالت اور بیماری کے خلاف جہاد سے زیادہ اہم کام ہے۔ اگرچہ ان خرابیوں کے خلاف جہاد ہمارے اہم ترین اہداف و مقاصد میں شامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

ہم پہلے ہی نہایت پر زور انداز میں بیان کر چکے ہیں کہ ہم ایک جدید معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں ---- ایک ایسا معاشرہ جو صحیح معنوں میں اسلامی ہو ----- جو اسلام کے مطابق زندگی بسر کرتا ہو اور اسلام کے اعلیٰ و ارفع پیغام اور اس کی عظیم امت کے لئے زندہ ہو' وہ اسلامی دعوت کی تبلیغ کرتا ہو 'اسلامی وحدت کے قیام اور خلافت اسلامیہ' جو مدت سے مفقود ہو چکی ہے' کے لئے جدوجہد کرتا ہو حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کو ان گناہوں سے نجات دلاتا ہو جس میں وہ سالہا سال تک فریضہ جہاد کو ضائع اور ترک کر دینے کی وجہ سے ملوث ہو گئے ہیں حالانکہ ان کے محبوب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

من لقی اللہ ولیس فی عنقہ بیعتہ الا مام مات میتہ جاھلیتہ (۱۸)

"جو شخص اس حال میں اللہ سے ملا کہ اس کی گردن میں کسی امام کی بیعت کا قلادہ نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اس نظریاتی معاشرہ کے بارے میں جو اہداف و مناہج' اجزائے ترکیبی و خصائص' افکار و جذبات' اخلاق و آداب' نظم و قوانین کی وجہ سے ممتاز و نمایاں ہو' یہ تصور نہیں کیا سکتا کہ وہ محض بہت سے رفاہی اداروں اور جزوی اجتماعی اصلاحات کے ذریعہ قائم ہو جائے گا۔

دوسرا رجحان

دوسرا رجحان رفاہی کاموں' نیکی اور بھلائی کے اداروں اور اجتماعی خدمات میں شرکت ہی کا انکار کر دیتا ہے۔ وہ ان سرگرمیوں کو اساسی ہدف ---- اسلامی ریاست کے قیام ----- اور بنیادی کام ----- دعوت اسلامی' تبلیغ و اشاعت اور اس کے معاون و مدد گار افراد کی تنظیم ----- سے روگردانی تصور کرتا ہے۔ گویا یہ افیون کی گولی دے کر جمہور امت کو اس بنیادی تبدیلی کی طرف سے بے حس کر دیتا ہے' جسے اسلامی حکومت کے ذریعہ پایہ تکمیل کو پہنچانا اشد ضروری ہے۔ یہ تنظیم آزادی فلسطین کی رائے ہے جسے میں اردن میں گذشتہ بائیس سال سے ان کے بڑے بڑے لیڈروں کی زبان سے سنتا رہا ہوں۔ انھوں نے مجھ سے اس سلسلہ میں بڑی گرما گرم بحث کی اور اس بات کو بالکل مسترد کر دیا کہ دعوت کے علمبردار دعوت کے علاوہ کسی دوسرے کام میں اپنے آپ کو مشغول کر دیں۔ میں نے ان کو جو جواب دیا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ - نیکی اور بھلائی کا کام ایک مسلمان کی زندگی کی جدوجہد کا ایک حصہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔

یاایھا الذین امنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون. وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ (۱۹)

"اے ایمان والو ' جھک جاؤ ' سجدہ کرو ' اپنے رب کی بندگی بجالاؤ اور بھلائی کے کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے"

پس ایک مسلمان کا تعلق اپنے رب کے ساتھ بندگی کا تعلق ہے اور اپنے معاشرہ کے ساتھ اس کا تعلق نیکی اور بھلائی پر مبنی ہے اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ اس کا تعلق جہاد فی سبیل اللہ کا تعلق ہے۔ نیکی اور بھلائی کا حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں داخل ہے۔

"وتعاونوا علی البر والتقوی (۲۰)

"اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو"

ایک مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے گاؤں میں رہے جہاں مریضوں کو علاج میسر نہ ہو اور یتیموں اور مسکینوں کی کفالت کا انتظام نہ ہو یا جہاں فقراء کو جسم و جان کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے خوراک میسر نہ ہو اور وہ ایک تماشائی بن کر کھڑا دیکھتا رہے۔ اور ان کی طرف دست تعاون بڑھائے نہ ان کے زخموں پر مرہم رکھے اور نہ ان کے آنسو پونچھے۔

۲ - یہ دعوت کو پھیلانے کا بھی ایک حصہ ہے کیونکہ اسلامی دعوت کو پھیلانے کی صرف یہی ایک شکل نہیں ہے کہ لیکچر دیئے جائیں ' تقریریں کی جائیں ' گفتگوئیں کی جائیں اور کتابیں پھیلائی جائیں ۔ جو چیز ہماری فکر کو لوگوں کے لئے محبوب بناتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ان کے سامنے عمل صالح پیش کریں یا ان کے ساتھ کوئی نیک برتاؤ کریں۔ پھر ان کے دلوں کے دروازے ہماری محبت کے لئے کھل جائیں گے' ان کے ذہن ہماری بات سمجھنے اور قبول کرنے لگیں گے اور وہ ہماری آواز پر کان دھریں گے۔ پرانے زمانہ کے لوگ کہا کرتے تھے کہ **الانسان اسیر الاحسان** انسان کو حسن سلوک کے ذریعہ غلام بنایا جا سکتا ہے۔ انسان حسن سلوک سے دشمن کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ ابو الفتح البستی کا شعر ہے :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسن الی الناس تستعبد قولبھمو فطالما استعبد الانسان احسان (۲۱)

ایک اور روایت میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ دعا نقل ہوئی ہے۔

اللھم لا تجعل لفاجر علی منتہ فتجعل لہ فی قلبی محبتہ

"اللہ' مجھے کسی فاجر شخص کا احسان مند نہ بنا کہ (اس کا احسان) میرے دل میں اس کے لئے محبت پیدا کر دے"

ہم نے مسیحیت کی تبلیغ کرنے والے مشنوں کو دیکھا ہے۔ وہ اس اسلوب پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ وہ ایک رفاہی منصوبے یا ہسپتال وغیرہ کی بنیاد اس لئے رکھتے ہیں تاکہ اس کے پردہ میں کیتھولک یا پروٹسٹنٹ عقیدہ کی نشرو اشاعت کا اہتمام کر سکیں۔

دوسری طرف ان اجتماعی کاموں میں لوگوں کے احوال سے تعارف' ان کے مسائل و مشکلات کے مطالعہ اور ان کے ساتھ روزانہ ربط و تعلق کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ یہ معلومات اور روابط اسلامی دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے اشد ضروری ہیں۔

۳ - اسلامی تحریک کے تمام اراکین و کارکنان تقریر و تحریر کے ذریعہ دعوت کو پھیلانے پر قادر نہیں ہوتے۔ لوگوں کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں اور ان کی قوتیں متنوع۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہو گی کہ آپ کو ایسے لوگوں کی ایک کثیر تعداد مل جائے جو اجتماعی عمل پر قادر ہوں لیکن فکری عمل کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔ یہ بھی بھلائی کا کام ہے کہ ان لوگوں کو ایسے کاموں میں لگایا جائے جو ان کی استعداد و تجربہ سے مناسبت رکھتے ہوں بجائے اس کے ان کو بیکار چھوڑ دیا جائے کہ وہ امیدوں کے سہارے جینے لگیں' سست اور کمزور پڑ جائیں اور آخر کار ختم ہو کر رہ جائیں۔

۴ - یہاں ایک اساسی ہدف ہے جس کے حصول کے لئے طویل جدوجہد کی ضرورت ہے اور وہ ہے اسلامی معاشرہ اور اسلامی حکومت کا قیام۔ اس اعلیٰ و ارفع ہدف کی پہلی قسط توجہ اور جدوجہد ہے۔ لیکن قریبی اہداف کی تکمیل ------ اساسی اہداف کو متاثر کئے بغیر ------ بہت ہی کم کوشش سے ممکن ہو سکتی ہے۔ اس کی مثال ایک باغ کی طرح ہے۔ باغ کا مالک باغ میں درخت اور کھجور کے شجر لگاتا ہے۔ اس کا اساسی و بنیادی ہدف ہے۔ لیکن چونکہ ان درختوں کے بار آور ہونے میں کئی سال لگیں گے اس لئے ایک کامیاب و کامران باغبان وہ ہے جو بعض ایسی سبزیوں کی کاشت کے لئے زمین کو تیار کرتا ہے' جو بہت جلد پیداوار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے لگتی ہیں۔ چنانچہ وہ خود بھی اس سے استفادہ کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے ' جب تک یہ ہدف اس کے اساسی ہدف کی خدمت میں سد راہ نہیں بنتا اور یہ اساسی ہدف درخت اور اس کا پھل ہیں۔

چند ضروری امور

اجتماعی کام کرتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے:

۱۔ تحریک کو ان اعمال و خدمات پر بہت زیادہ توجہ مبذول نہیں کرنی چاہئے اور ان میں اس حد تک منہمک ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس کی ساری قوت تباہ و برباد ہو جائے اور اس کے اصلی مقصد کے لئے اس کے پاس بچی کھچی کوشش ' بچی کھچی قوت اور بچے کھچے مال کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہے ' ان کاموں پر مناسب حد تک اس طرح مال خرچ کیا جائے کہ دوسرے پہلوؤں پر کوئی ظلم و زیادتی نہ ہونے پائے ' سب سے اہم بات یہ ہے کہ اجتماعی کام اور رفاہی ادارے اہل خیر کے اموال سے چلتے ہیں جو عام طور پر کثیر تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔

البتہ تحریک کا مال خود تحریک کے لئے جمع کیا جاتا ہے۔ رفاہی اداروں کو بہت سے ایسے افراد مل جاتے ہیں جو ان پر بڑے جوش و خروش سے مال خرچ کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی تحریک کے پاس اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد صرف اس کے اپنے کارکن ہی ہوتے ہیں۔

۲ ۔ تعلیمی اور ثقافتی اداروں کو نرے اجتماعی اداروں پر ترجیح دی جائے اور سب سے پہلے مدارس ' تعلیمی سوسائٹیوں ' ثقافتی مرکزوں' لائبریریوں اور اس طرح کے دیگر اداروں کی فکر کی جائے کیونکہ آج اپنے دشمنوں کے ساتھ اسلام کا معرکہ اول درجہ میں فکری معرکہ ہے اور آج کا سب سے خطرناک استعمار فکری استعمار ہے۔ یہ استعمار زمین پر نہیں دل و دماغ پر قبضہ جماتا ہے اور توپ و تفنگ کے بجائے قلم و قرطاس سے خدمت لیتا ہے۔ یہ استعمار براہ راست مسلمانوں کو اپنی زندگی سے اسلام کو خارج و معزول کرنے کو نہیں کہتا بلکہ وہ مسلمان بچوں کی اس طرح تربیت کرتا ہے کہ وہ اسلام کے منکر بن جائیں تاکہ وہ اپنی تقریر و تحریر کے ذریعہ مسلمانوں کو اس انکار اسلام کی تعلیم دیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ شفا خانے کے مقابلہ میں مدرسہ اور ریاضی سوسائٹی کے مقابلہ میں ثقافتی سوسائٹی زیادہ اہم ہے۔ اسی طرح وہ ایسوسی ایشن یا انجمن جو زندگی کی اقدار کو درست کرتی ہے اس انجمن سے زیادہ اہم ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو فوت شدہ افراد کی تجہیز و تکفین کا کام کرتی ہے۔

۴ ۔ یہ کام ایک جانے پہچانے راستے اور ایک واضح نقشہ کے مطابق کیا جائے گا۔ یہ ہر تحریک کے ماحول ' زمانہ اور اس کے مادی و روحانی حالات و ظروف کے گہرے مطالعہ کا تقاضا کرتا ہے۔ کبھی ایک اجتماعی کام ایک ملک میں مفید اور دوسرے ملک میں وہی کام نقصان دہ ہوتا ہے۔ کبھی ایک معین وقت میں وہ تحریک کے لئے مناسب اور دوسرے وقت میں غیر موزوں ہوتا ہے۔ لہٰذا تمام حالات و واقعات اور ہر ماحول میں ہر تحریک کے لئے ایک ہی نوعیت کا جامد فتویٰ صادر کرنا جائز نہیں ہے

۵ ۔ اصل راستہ ------ تحریک اسلامی کا احیاء

مطلوب و مقصود اسلامی نظام کا نفاذ و قیام ---- جو ایک مکمل اور متوازن اسلامی معاشرہ اور ایک صالح اسلامی حکومت کی صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے ---- اور صحیح اسلامی زندگی کا احیاء نہ حکومت کے آرڈی نینسوں کے ذریعہ پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے اور نہ یہ منزل فوجی انقلاب ' زبانی وعظ و ارشاد اور جزوی اجتماعی کاموں کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔

نہایت ضروری ہے کہ ہمارے محبوب و مطلوب نظام سے پہلے ایک عمومی اسلامی تحریک ---- ایک مکمل ہمہ گیر بیداری کی تحریک ---- شروع ہو 'ایک ایسی تحریک جو اسلامی نظام کے قیام کی تمہید ہو ' جو لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اور اپنے حامی و مددگار تیار کرے۔

سنوسی سلطنت سے پہلے سنوسی دعوت کے احیاء و تجدید کی تحریک اور مملکت سعودیہ کے قیام سے پہلے تحریک وہابیت برپا ہوئی تھی۔ اسی طرح ہر مملکت ایک نظریہ و عقیدہ پر قائم ہے۔ بالفاظ دیگر اسلامی نظام کے قیام سے پہلے اسی سطح اور معیار کی اسلامی جدوجہد ضروری ہے۔

اس مطلوبہ اسلامی عمل کے لئے ایک اجتماعی جدوجہد اشد ضروری ہے جو تنظیم اور منصوبہ بندی کی اساس پر قائم ہو تاوقتیکہ وہ بار آور ثابت ہو جائے اور اس کے اغراض و مقاصد پورے ہو جائیں۔

اجتماعی سرگرمی کی ضرورت

ہم اجتماعی سرگرمی کے متعلق بتا چکے ہیں کیونکہ دین اور حقائق و واقعات نے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

الف ۔ دینی اتحاد ' نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کی تلقین کرتا ہے۔ یہ نیکی اور تقویٰ کے تمام اعمال میں خصوصی مقام کا حامل ہے اور اس کے نتائج سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

ب ۔ قرآن مجید ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ "تم میں ایک ایسی جماعت موجود ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلاتی ہو ' اچھی باتوں کی تلقین کرتی ہو اور برائیوں سے روکتی ہو ----- یہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں" (۲۲)لیکن امت منتشر افراد کے مجموعہ کا نام نہیں ہے۔ یہ محض ایک جماعت بھی نہیں ہے۔ تفسیر المنار میں درج ہے کہ "امت ایک جماعت سے زیادہ خاص چیز ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس کے افراد کے دل محبت کے رشتہ سے منسلک ہوتے ہیں۔ ان کے مابین ایک ایسا تعلق اور ربط موجود ہوتا ہے جو ان کو جوڑے رکھتا ہے یہ امت ایک وحدت ہے جس کے افراد جسد انسانی کے اعضاء و جوارح کی مانند ہوتے ہیں۔

ج ۔ شرعی اصول ہمیں بتاتا ہے کہ " جس چیز کے بغیر کوئی واجب ادا نہیں ہوتا وہ چیز بذات خود واجب بن جاتی ہے"۔ اور اسلامی عقیدہ اور شریعت اسلامی معاشرہ کے قیام کو ایک امر واجب قرار دیتی ہے۔ اس واجب کی انجام دہی صرف ایک جماعت اور گروہ کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

د ۔ حقیقت ہمیں یہ بات بتاتی ہے کہ "انسان جو بنفسہ ایک معمولی اور غیراہم چیز ہے ' اپنے بھائیوں کی بدولت بہت طاقتور اور اہم ہے۔ افراد کی جدوجہد اخلاص سے کتنی ہی سرشار ہو ' اپنے محبوب مقصد کے حصول کے لئے مطلوبہ تاثیر پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ یہ سعی و جہد طاقت کے لحاظ سے کمزور ہوتی ہے ' اس کا دائرہ محدود ہوتا ہے اور اس کا اثر وقتی ہوتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ افراد ایک کثیر تعداد میں میسر ہوتے ہیں لیکن ان کے رجحانات کی کثرت ' ان کے مسالک کا اختلاف اور ان کے اندر نظم و ضبط اور ربط و تعلق کا فقدان تمام کوششوں کو منتشر اور ان کے اثرات کو کمزور بنا دیتا ہے۔ لیکن اجتماعی جدوجہد تمام مساعی کو متحد و مجتمع کر دیتی ہے ' ان کے اندر نظم پیدا کرتی ہے ' ان کا رخ مطلوبہ مقصد کی طرف پھیر دیتی ہے اور علیحدہ علیحدہ بکھری پڑی کمزور اینٹوں کو ایک سیسہ پلائی دیوار بنا دیتی ہے جس کی اینٹیں ایک دوسرے کو مضبوط و مستحکم کر دیتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہم اسلام کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرنے والی قوتوں کو دیکھتے ہیں ـــــــ جن کے نام' مقاصد اور مسائل اگرچہ مختلف ہیں ـــــــ تو ان کو مختلف جماعتوں اور گروہوں کی صورت میں کام کرتے پاتے ہیں۔ وہ شریعت اور عقل کی میزان میں منتشر انفرادی کوششوں کے ساتھ ایک منظم اجتماعی جدوجہد کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ایک جماعت یا گروہ اسی طرح کی یا اس سے زیادہ طاقتور جماعت اور گروہ کے ساتھ ہی مقابلہ کر سکتا ہے اور ایک تنظیم کا اسی سطح کی تنظیم سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ "دشمنوں کے ساتھ انہی ہتھیاروں سے جنگ کرو جن سے وہ تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ تلوار کے مقابلہ میں تلوار' نیزہ کے مقابلہ میں نیزہ اور تیر کے مقابلہ میں تیر استعمال کرو"

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو مختصرا یوں بیان کیا ہے :

والذین کفروا بعضهم اولیاء بعض الا تفعلوه تکن فتنة فی الارض وفساد کبیر۔ (۱)

"اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں ایک فتنہ اور ایک بہت بڑا فساد برپا ہو گا۔"

بالفاظ دیگر اگر اہل ایمان اسی طرح ایک دوسرے کے دوست اور حامی نہیں بنتے تو اہل کفر کے اتحاد اور اہل ایمان کی تفرقہ بازی ' ان کی باہمی نفرت اور ان کے باہمی اختلاف و انتشار کی وجہ سے روئے زمین پر فتنہ و فساد جنم لے گا۔

تنظیم کی ضرورت

ایک کامیاب اور بار آور اسلامی جدوجہد کے لئے تنظیم اشد ضروری ہے۔ کسی جدوجہد کا اجتماعی ہونا کافی نہیں تاوقتیکہ وہ منظم نہ ہو۔ بلکہ قیادت اور کارکنوں کے باہمی تعلقات کی تنظیم ' ذمہ داریوں اور فرائض کے تعین ' مقاصد و وسائل کی وضاحت اور تمام ذرائع کے انتظام و انصرام کے بغیر ـــــ جن کی ایک تحریک کو ضرورت ہوتی ہے ـــــ کوئی جدوجہد حقیقی اجتماعی جدوجہد کہلا ہی نہیں سکتی ہے۔ یہاں پر میں قیادت اور کارکنوں سے متعلق گفتگو پر اکتفا کرتا ہوں۔

ذمہ دار قیادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہر چیز میں نظم و ضبط کی ترغیب دیتا ہے حتیٰ کہ وہ روز مرہ کے معاملات مثلاً سفر اور ایک چھوٹی سی جماعت میں بھی جس کے افراد کی تعداد تین سے زیادہ نہیں ہوتی، تنظیم کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث نبویؐ ہے:

اذا کنتم ثلاثۃ فامروا احدکم (۵۴)

"جب (سفر میں) تمہاری تعداد تین ہو تو ایک کو امیر بنا لو"

اس میں ان جماعتوں میں تنظیم کے التزام کی طرف اشارہ ہے جو ایک سفری جماعت سے کہیں بڑی ہیں اور جن کے ارکان کی تعداد اور شان تین مسافروں سے کہیں زیادہ اور بلند ہوتی ہے۔

شرعی قیادت کب وجود میں آتی ہے؟

ایک قیادت کو شرعی حیثیت صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ جبرو اکراہ اور سازباز کے ذریعہ نہیں بلکہ آزاد اختیار اور بیعت صحیحہ کے نتیجہ میں معرض وجود میں آتی ہے۔

قیادت کے بارے میں اصول یہ ہے کہ قائد ایک فرد ہوتا ہے۔ ایک سے زاید افراد منصب قیادت پر فائز نہیں ہو سکتے۔ یہی بات اسلامی نصوص اور اسلامی روایات کے ظاہر کے مطابق ہے۔ یہ اصول قیادت کو عمل و حرکت میں سرعت کی صلاحیت عطا کرتا ہے اور امور کو نپٹانے کی قدرت عطا کرتا ہے۔

لیکن بعض حالات میں کسی حقیقی اختلاف سے بچنے، متوقع نزاع سے محفوظ رہنے یا کسی قومی مفاد کے حصول اور اسی نوع کے دیگر مخصوص حالات کے پیش نظر ایک اجتماعی قیادت کی تشکیل کی راہ میں کوئی چیز مانع نہیں ہے، جسے وقت کے تقاضوں نے لازم کر دیا ہو۔ اجتماعی قیادت کے خلاف اشتعال انگیزی اور ہنگامہ آرائی کا کوئی جائز سبب نہیں ہے، اگر بعض حالات میں مصلحت عامہ ایسی قیادت کی متقاضی ہو۔

فقہ اسلامی ایک غیر مجتہد کی امامت بلکہ ایک فاسق و فاجر کی امامت اور ایک غاصب کی امامت کو بھی جائز قرار دیتی ہے اگر اس کے پیچھے کوئی بڑی مصلحت کارفرما ہو اور اس کی امامت کو مسترد کر دینے سے کسی بہت بڑے فتنہ و فساد کا خوف ہو۔ جب کوئی مصلحت پوری ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس غیر معیاری امامت کی اجازت دی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی قیادت وہ ہے جو شوریٰ کو ان تمام امور میں اپنا ایک اصول تسلیم کرتی ہے جن کے متعلق کوئی ایسی صریح اور ثابت شدہ نص موجود نہیں ہوتی ' جو ہر طرح کے نقص و معارض سے پاک ہو اور ایک عام معاملہ کی نوعیت ایسی ہو جو تمام لوگوں یا ان کی اکثریت سے تعلق رکھتی ہو۔ یہ عمومی معاملہ وہ ہے جس کے بارے میں سورہ الشوریٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **وامرهم شورى بينهم** (ان کا معاملہ باہمی مشورہ سے طے پاتا ہے) اور سورہ آل عمران میں ہے کہ **وشاورهم في الامر** (اور اے رسول ' ہر معاملہ میں ان کے ساتھ مشورہ کر)

شرعی قیادت وہ ہے جو اپنی رائے سے دست بردار ہو جائے اور اپنے اعوان و انصار کی کثرت رائے کو قبول کر لے خواہ عہد ماضی کے بعض فقہا ' اور دور حاضر کے داعیان دین متین اس کے خلاف ہی ہوں۔ لٰہذا ایک راجح رائے جو دل کو مطمئن کرتی ہے 'وہ رائے ہے جو مختلف اسباب اور مخصوص حالات کے لئے ضروری ہو۔ ان مخصوص اسباب و حالات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

ا ۔ فقہائے امت نے مسلمانوں کی شوریٰ کے ارکان کے لئے جو نام ----- اہل حل و عقد ----- رکھا ہے ' یہ اصول اس نام کے ساتھ مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ اگر ارکان شوریٰ کی رائے لائق پابندی نہ سمجھی جائے اور اس کو ٹھکرا کر دیوار پر مارا جا سکتا ہو تو پھر یہ ارکان شوریٰ مسائل کے حل و عقد کا کیا کارنامہ سرانجام دیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ **اولى الامر منكم** (۴۴) میں مذکور لفظ "اولو الامر" کی تفسیر کے یہی ارباب حل و عقد مصداق ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک حاکم یا امیر کا چناؤ کرتے ہیں' جو اس کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھتے ہیں اور اس کو منصب امامت اور مسند اقتدار سے معزول کرتے ہیں ----- وغیرہ

۲ ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ احد میں پرجوش افراد کی کثرت رائے کے مطابق مدینہ چھوڑ کر مشرکین کی طرف پیش قدمی کرنا ' حضرت عمرؓ کا اصحاب شوریٰ کے چھ افراد کے معاملہ میں عددی کثرت کی رائے کو راجح قرار دینا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس کو تسلیم کر لینا ----- سب اس بات کی دلیل ہے کہ شوریٰ کی رائے کو قبول کرنا لازم ہے اور اکثریت کی رائے ہی معتبر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ - ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں "وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله(۲۶) میں مذکور لفظ "عزم" کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ابن مردویہ نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ "عزم" سے مراد اہل رائے کے ساتھ مشاورت اور پھر اس کی پیروی ہے۔

۴ - مشاورت جس میں مشورہ دینے والوں کی رائے کی پابندی لازمی نہ ہو ------- خواہ یہ مشورہ دینے والے جمہور امت ہوں یا امت کے اہل حل و عقد ہوں ---- وہ شوریٰ کو ایک کھیل تماشا بنا دیتی ہے۔ ایک جابر حاکم اس کے ذریعہ لوگوں کو بے وقوف بناتا ہے اور پھر اس کے دماغ میں جو رائے سمائی ہوتی ہے اسی پر عمل در آمد کراتا ہے۔

۵ - ماضی بعید اور حال قریب میں تاریخ اسلام بزبان حال اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ خودسری اور اپنی رائے پر اصرار اس قدر تباہ کن ہے کہ اس نے مسلمانوں کی زندگی میں قوت کے ستونوں کو زمین بوس کر دیا ہے اور سرکش لوگوں میں امت کی تقدیر کے ساتھ بلا خوف و خطر اور طعن و ملامت حسب منشاء کھیلنے کی جرات پیدا کی ہے کیونکہ مسلمان کسی شخص کی ذاتی رائے یا مشورہ پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہیں۔

۶ - انسان اپنی فطرت کے لحاظ سے سخت ظالم اور جاہل ہے۔ فرد واحد کی رائے کجی اور انحراف سے مبرا نہیں ہوتی کیونکہ خواہشات کا غلبہ اس کو ظالم بنا دیتا ہے اور جہالت و لاعلمی کا غلبہ اس کو گمراہ کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرد واحد کی رائے کے مقابلہ میں دو افراد کی رائے عدل اور علم کے زیادہ قریب ہوتی ہے اگرچہ لوگوں سے غلطی کے صدور کا احتمال ممکن ہے۔

۷ - اکثریت جس رائے کا مشورہ دیتی ہے اس کی ذمہ داری کا بار بھی برداشت کرتی ہے اور اس کے تمام نتائج و عواقب کو قبول کرتی ہے خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی بات امت مسلمہ کو صواب و خطا اور خیر و شر میں شریک اقتدار بنا دیتی ہے اور اس کے دل میں قوت، کرامت اور ذات کا شعور و احساس جانشین کرتی ہے اور اس کو یہ ترغیب دیتی ہے کہ وہ بہانگ دہل "لا" کہہ کر باطل سے برملا اظہار برات کر سکے اور اس پر مضبوطی سے ڈٹی رہے۔

۸ - آج کل اکثریت کے مشورہ کی پابندی ہی نقطہ اتفاق ہو سکتی ہے خواہ اس مشورہ میں اختلاف بھی پایا جاتا ہو، جب کوئی جماعت اس پر راضی ہو اور اس رائے کو قبول کرنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد کر لے۔ اس طرح اختلاف رفع ہو جاتا ہے ' اس کو نافذ کرنا سب کی مشترک ذمہ داری بن جاتی ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا ایفائے عہد کا معاملہ ہے جس کی پاسداری کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ **المسلمون عند شروطھم** (مسلمان اپنے عہدوں کے پابند ہوتے ہیں)

اطاعت گزار فوج

ہماری دلچسپی ایسی فوج میں ہے جو ہر اس حکم کو بجا لاتی ہو جو اسے دیا جائے۔ وہ فراخی اور تنگی اور اچھے اور برے تمام حالات میں اپنی قیادت کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھتی ہو ' اپنی انفرادی رائے کو ترک کر کے جماعت کی رائے کو قبول کرتی ہو تاوقتیکہ وہ رائے بالیقین معصیت الٰہی کے زمرہ میں نہ آتی ہو۔ اگر اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پائی جاتی ہو تو اس وقت خالق و مالک کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

ہم نے معصیت "یقین" کہا ہے کیونکہ مختلف امور و معاملات ایسے ہیں جو حلت و حرمت کے بین بین ہیں۔ ان کے بارے میں بہت سی آراء ملتی ہیں۔ لہٰذا کسی فرد واحد کے لئے ان امور کے بارے میں ایک غیر لچکدار طرز عمل اختیار کرنا اور اپنی شخصی رائے پر ڈٹ جانا جائز نہیں ہے جب کہ پوری جماعت نے اس کے سوا کوئی دوسری رائے اختیار کی ہو۔

فرض کیجئے کہ تحریک اپنے نوجوان کارکنوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی داڑھیاں نہ بڑھائیں کیونکہ ایک موقع پر اس کی رائے میں یہ بات دعوت ' جس کے وہ علمبردار ہیں ' کی مصلحت میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو نمایاں علامت و مظہر کے ذریعہ ظاہر نہ کریں جو اس کے لئے فتنہ و شر کا موجب ہو یا تحریک کو پھیلانے کے لئے اس کی جدوجہد کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے یا وہ اس کو بے نقاب کر دے جس سے انہیں اور ان کی دعوت کو نقصان پہنچتا ہو۔ تحریک اس بات سے واقف ہے کہ کچھ لوگ اس صورت حال میں داڑھی منڈوانے کو مکروہ سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ ——— جن کی تعداد بہت زیادہ ہے ——— اس فعل کی حرمت کے قائل ہیں۔ جب آپ نے ان لوگوں کی رائے پر عمل کیا جو صرف داڑھی منڈوانے کی کراہت کے قائل ہیں تو کراہت ایک ادنیٰ حاجت و ضرورت کے سبب ختم ہو جاتی ہے پس جب یہ ضرورت اسلامی دعوت اور جماعت کی ایک مصلحت ہو تو کراہت باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیسے رہے گی؟

کبھی بظاہر ایک کام حرام ہوتا ہے لیکن انسان اس کو کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے تاکہ وہ کسی بڑے حرام فعل میں مبتلا نہ ہو جائے اور وہ ایک ہلکے ضرر اور کم برائی کا ارتکاب کرتا ہے۔

آج ایک اسلامی جماعت ----- جو اسلامی احکامات و روایات کی پابند اور علمبردار ہے ----- ایک جمہوریہ کی صدارت کے لئے ایک خاتون امیدوار کی حمایت کرنے پر مجبور ہے حالانکہ یہ بات ایک حدیث کے خلاف ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **لن یفلح قوم ولو امرھم امراۃ** (وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جو ایک عورت کو اپنا حکمران بناتی ہے)۔ لیکن اس اسلامی جماعت نے عورت کے انتخاب کو اس لئے اختیار کیا تاکہ وہ ایک سرکش اور جابر مرد کو انتخابات میں اقتدار سے ہٹا سکے کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ اس کا انتخاب اسلام' ملک اور مسلمانوں کے لئے سخت موجب شر ہو گا۔ بلاشبہ صدارت کے لئے ایک عورت کا انتخاب حرام ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس منصب کے لئے ایک جابر و سرکش کا انتخاب بھی حرام ہے۔ لیکن ایک ضعیف و کمزور عورت ایک سرکش مرد کی نسبت کم ضرر اور شر کا موجب ہوتی ہے اور اس سے نجات پانا آسان اور سہل ہے اور ایک سرکش مرد سے نجات حاصل کرنے کے لئے سخت دشواریوں اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جو لوگ معاملات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور نہ غور و فکر سے کام لیتے ہیں' انہوں نے اسلامی جماعت (۲۷) کے اس موقف کو مسترد کر دیا اور مسلمان عوام الناس ---- جو مصالح اور مفاسد کا موازنہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے -------- کے جذبات کو مشتعل کرتے ہوئے اس کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔

منصوبہ بندی کی ضرورت

منصوبہ بندی کا مطلب یہ ہے کہ تحریک کو ایسے حالات و حوادث کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دیا جائے جو اسے حیران و سرگردان اڑاتے پھریں۔ تحریک کسی ایسے مقصد کے لئے جدوجہد کرے جو اس کا اصل مطلوب و مقصود ہی نہ ہو' کسی ایسی منزل کی آرزو کرنے لگے جس کی طرف اس نے کوئی قدم ہی نہ اٹھایا ہو اور وہ کسی ایسے راستہ پر بھٹکتی دوڑتی چلی جائے جو اس کا راستہ ہی نہیں۔ تحریک کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک ایسے نقشہ کے اندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کرے جس کے خطوط واضح ہوں ' جس کے مختلف مراحل متعین ہوں اور جس کے مقاصد و اہداف اور ان کے حصول کے ذرائع و وسائل معلوم ہوں۔

یہ منصوبہ بندی غیب کا مقابلہ کرنے اور اللہ تعالیٰ سے بازی لے جانے کے مترادف ہے نہ تقدیر کے خلاف جنگ ہے جیسا کہ بعض دیندار حضرات سوچتے ہیں کیونکہ اسلام انسان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ آج کو کل کے لئے' اپنی جوانی کو بڑھاپے کے لئے ' اپنی صحت کو اپنی بیماری کے لئے اور اپنی فراغت کو اپنے کام کے لئے غنیمت جانے ----- یہ سب کچھ مستقبل پر نظر رکھنے کے مترادف ہے۔

قرآن مجید نے یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے۔ اس میں پندرہ سال کی مدت کے لئے خوراک کی بہم رسانی کا اقتصادی منصوبہ پایا جاتا ہے۔ نبی مکرم حضرت یوسف علیہ السلام نے اس منصوبہ پر غور و فکر کیا اور اس پر عمل درآمد کیا۔ یہ بات ہماری اس رائے کے خلاف نہیں ہے کہ اس کا منبع و مصدر یوسف علیہ السلام پر الہام وحی اور تاویل احادیث و رویا کی تعلیم تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کو نوازا تھا۔ لہٰذا اس کا کوئی اثر اس حکم پر نہیں پڑتا جو اس قصہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ تو مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کا اصول ہے جس کا ذکر قرآن مجید نے شکر و امتنان کی شکل میں کیا ہے۔

جو شخص سرور کائنات ؐ کی سیرت طیبہ پر غور کرے گا اسے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں نظر آئے گی کہ آپ کی زندگی کے مختلف مراحل بے سوچے سمجھے نہیں گذرے ہیں اور نہ یہ بے ہنگم طور پر پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں ' بلکہ پورے غور و فکر اور تدبر کے بعد مکمل ہوئے ہیں ' جس کی رہنمائی حسب ضرورت وحی الٰہی کرتی رہی۔

جب ہم صحابہ کرام ؓ کی حبشہ یا مدینہ کی طرف ہجرت پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں اس کے پیچھے ایک واضح نقشہ اور منصوبہ کارفرما نظر آتا ہے جس کے نمایاں پہلوؤں کو سمجھنا ایک محقق کے لئے مشکل نہیں ہے۔ اگر ایسا نہیں تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام ؓ کو خاص حبشہ کی طرف ہی ہجرت کا حکم کیوں دیا ؟ ان کے لئے کسی قریبی ملک یا کسی عرب ملک کو منتخب کیوں نہیں کیا ؟ آپ نے بعض صحابہ کرام کو ہجرت کی اجازت کیوں دی اور آپ خود حبشہ کی طرف ہجرت کر کے ان کے ساتھ کیوں نہ مل گئے ؟ ان تمام سوالات کا جواب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کا فیصلہ اتفاقیہ اور غور و فکر سے خالی نہیں تھا بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے پیچھے ایک مقصد اور منصوبہ کار فرما تھا۔ منصوبہ بندی کا مطلب خاموش غور و فکر اور ہر اس معاملہ کا مکمل مطالعہ ہے جس کو انسان سرانجام دینا چاہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس عمل میں ہدایت اور روشن دلیل کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہے اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے۔

ہمیں ایسا کوئی دین نہیں ملتا جو اسلام کی طرح غور و فکر کی دعوت دیتا ہو ' جو خود اپنے بارے میں تدبر کو ایک مقدس فریضہ اور عبادت سمجھتا ہے۔

اسلام نے ہر اہم کام کے مطالعہ کی دعوت دی ہے جسے مسلمان کرنا چاہتا ہے۔ یہیں سے مشورہ کرنے اور اس پر بحث کرنے کا حکم آیا ہے اور اسلام نے مومنوں کی یہ صفت بیان کی ہے کہ ان کے کام باہمی صلاح و مشورہ سے طے پاتے ہیں۔ ہر فرد مسلم سے اپنے خاص معاملات میں مشورہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے تاکہ بعد میں وہ نادم و شرمسار نہ ہو۔ پس اندازہ کیجئے کہ بڑے بڑے امور اور معاملات عامہ کے متعلق مشورہ کرنے کی اہمیت کتنی ہو گی!

ہم اکثر کفار کے محکم منصوبوں کے بارے میں شکوے و شکایتیں سنتے رہتے ہیں جو اسلام ' امت مسلمہ اور اس کے علمبرداروں کے خلاف پائے جاتے ہیں اور جب مسلمان آزمائشوں اور فتنوں کا شکار ہو جاتے ہیں یا بحرانوں اور مصیبتوں کے شکنجہ میں ان کی گردنیں پھنس جاتی ہیں تو اسلام کے ماننے اور ان کے رہنما اکثر معذرتیں کرنے لگتے ہیں کہ یہ دشمنان اسلام کے تیار کئے ہوئے منصوبے ہیں۔ صیہونیت بھی منصوبے بناتی ہے۔ استعمار اپنے مختلف الوان کے باوجود منصوبے بناتا ہے۔ بت پرست قوم بھی منصوبے بناتی ہے حتیٰ کہ تمام اسلام دشمن قوتیں ہمیں نیست و نابود کرنے کے منصوبے تیار کرتی ہیں' صلیبی قوتیں بھی منصوبے بناتی ہیں۔ ہماری تحریک کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں کہ ہم ایک قدم بھی نہیں چل سکتے اور جب چلتے ہیں تو ہمارے قدم اس راستہ پر اٹھتے ہی نہیں جو ہمیں ہماری منزل تک پہنچاتا ہو اور جب ہم صحیح سمت پر چلتے ہیں تو ہمارے راستوں کو کھائیوں ' پتھروں اور رکاوٹوں سے پر کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اپنی منزل مراد تک پہنچنے سے پہلے ہی ہماری قوتیں مفلوج اور منتشر ہو جاتی ہیں۔

لیکن ' آخر کب تک ہم ایک ایسی امت بنے رہیں گے جسے دشمن صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے گھناؤنے منصوبے بناتے رہتے ہیں؟ ہم خود اپنے لئے کوئی منصوبہ کیوں نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناتے۔ ہم اپنے دشمنوں کے منصوبے کو خاک میں کیوں نہیں ملا دیتے ؟ کیا ہمارے پاس ان جیسی عقل موجود نہیں ہے ؟ کیا ہمارے پاس وہ قوتیں اور صلاحیتیں نہیں ہیں جن سے دشمن بہرہ ور ہیں ؟ یہ ساری طاقات و امکانات ان کے پاس ہی تو جمع نہیں ہو گئے ہیں۔ کیا ہمارے پاس ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری قوت کا باعث ہو ؟ کیا ہمارے پاس کوئی ایسی تہذیب نہیں ہے جو ہمارے اندر یہ شعور اجاگر کرے کہ ہم دنیا کی سیادت و قیادت کے اہل ہیں ؟ ہاں ' کیوں نہیں۔ بخدا یہ سب کچھ موجود ہے۔

ہمارے اندر جس چیز کی کمی ہے وہ سنجیدہ غور و فکر ' ٹھوس سعی و عمل ' راست رجحان اور تاریخ کے تجربات سے استفادہ اور حقیقی نظائر کے مطالعہ کے ذریعہ ------ مطالعہ جو ماضی کے بارے میں کسی تعصب کاشکانہ ہو اور نہ دور جدید کے متعلق کسی فریب خوردگی میں مبتلا ہو ------ سنجیدہ تدبر اور ٹھنڈے اور پرسکون تفکر کی صلاحیتوں کو مجتمع کرنا ہے۔ جب ہی آپ اس خیر کثیر اور راست اور سلیم منصوبہ بندی تک پہنچ سکیں گے۔

مطلوبہ منصوبہ بندی کے عناصر

اسلامی تحریک کے لئے جو منصوبہ بندی ہمیں مطلوب ہے ' اس کا تقاضا ہے کہ کچھ امور کو متعین کر لیا جائے :

۱ - ان مقاصد کا تعین کیا جائے جن کے حصول کے لئے اسلامی تحریک کوشاں ہوتی ہے۔ ان کو اولیت کے لحاظ سے مرتب کیا جائے ' بنیادی مقاصد اور ثانوی حیثیت کے مقاصد کے درمیان تمیز بھی ضروری ہے۔ جن مقاصد کو جلد حاصل کرنا ہے اور جن کے حصول میں کچھ مدت درکار ہے اور جن مقاصد کو مرحلہ بہ مرحلہ اور جن مقاصد کو پائیدار بنیادوں پر حاصل کرنا ہے سب کے درمیان خط امتیاز کھینچنا لازمی ہے۔

۲ - ان اہداف و اغراض کو حاصل کرنے کے لئے وسائل کا تعین کیا جائے خواہ یہ ثقافتی اور فکری وسائل ہوں یا عملی اور تربیتی وسائل،سیاسی وسائل ہوں یا عسکری یا ان کے علاوہ دوسرے وسائل ہوں۔

کبھی تمہیں یہ سارے وسائل حاصل ہو جاتے ہیں اور کبھی بعض وسائل حاصل ہوتے ہیں اور بعض وسائل میسر نہیں آتے اور کبھی کچھ وسائل ایک مرحلہ پر میسر آتے ہیں ' دوسرے مرحلہ پر ہاتھ نہیں لگتے۔ لہذا مقاصد و اہداف کے لئے وسائل پیدا کرنے میں عام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر مندرجہ ذیل باتوں کا لازما" لحاظ رکھا جائے گا۔

(الف) وسائل اسلام کی نظر میں جائز و مشروع ہوں۔ اسلام باطل کے راستہ سے حق کو حاصل کرنے کا قائل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس خود پاک اور منزہ ہے اس لئے وہ پاک چیز کے سوا کسی چیز کو قبول نہیں کرتا ہے اور یہ نظریہ کہ "ایک اچھا مقصد ذریعہ حصول کو جائز بنا دیتا ہے" شریعت اسلامی میں قابل قبول نہیں ہے۔" (۲۸)

(ب) ذریعہ تحریک کی طاقت اور معاشرہ کے حالات کے لئے موزوں ہو۔ کچھ وسائل وہ ہیں جن پر تحریک قدرت نہیں رکھتی اور کچھ وسائل ایک مخصوص ماحول میں لائق تعریف ہوتے ہیں اور دوسرے ماحول میں قابل لحاظ نہیں ہوتے۔

(ج) ذریعہ زمانے اور ماحول کے ظروف و احوال کی تبدیلی' ترقی و تغیر کے مقابلہ میں لچکدار ہو کیونکہ وسائل ابدی اور مستقل نہیں ہوتے ہیں۔

(د) جن معاملات میں تدریج کی ضرورت ہو وہاں تدریج کو پیش نظر رکھا جائے گا اور فرائض کو نافذ کرنے اور حرام چیزوں کو حرام قرار دینے میں اسلامی قانون کے راستہ کو اختیار کیا جائے۔

(ہ) منصوبہ بندی اس طرح مبنی بر حقیقت ہو کہ متوقع رکاوٹوں اور دشواریوں کو اپنی نگاہ میں رکھے۔

۳ ۔ مراحل کا تعین یوں ہو: تعارف و تبلیغ کا مرحلہ' مختلف عناصر کی تیاری اور انتخاب کا مرحلہ' جدوجہد اور آزمائش و امتحان کا مرحلہ' عروج اور ابتلاء کا مرحلہ' آرزوؤں اور کامرانیوں کا مرحلہ۔

یہ مراحل خود بخود ترتیب وار پیش نہیں آتے کہ ان میں سے ہر ایک مرحلہ دوسرے کے بعد ضرور آتا ہے۔ چنانچہ کبھی تعارف و تبلیغ اور سیرت سازی کا مرحلہ بیک وقت آتا ہے اور کبھی دوسرے مرحلہ کے بعد آتا ہے اور کبھی اس سے موخر ہو جاتا ہے۔ جو عوامل ان واقعات کے رونما ہونے میں فیصلہ کن ہوتے ہیں' وہ بہت زیادہ ہیں۔ کچھ عوامل کو انسان شمار کر سکتا ہے اور کچھ عوامل اس کے احاطہ شمار سے باہر ہوتے ہیں۔ کارل مارکس کی طرح جو لوگ ناقابل تغیر اصولوں کی اشاعت و تبلیغ کرتے ہیں' انہوں نے حساب میں غلطی کھائی ہے اور تاریخ نے ان کو جھٹلا دیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ ۔ نقطہ نظر کا تعین ہو۔ تحریک اسلامی کو دوسرے نظام ہائے زندگی (ادیان) ' لادینی عقائد ' سیاسی جماعتوں ' فقہی مذاہب ' وطنی حکومتوں ' قوت کے استعمال ' عالمی قوتوں ' قومی تحریکوں ' فوجی انقلابوں ' نیابتی انتخابوں ----- سب کے بارے میں اپنا ایک موقف متعین کرنا چاہئے۔ لیکن یہ تعین خوب چھان بین اور افق کی سی وسعت نظر سے کیا جائے گا۔ اس میں عارضی اور ہنگامی فوائد سے دور رہا جائے گا' ایک جامد اور غیر لچکدار حکمت عملی اور ایک لچکدار طرز عمل (Flexible Tacticism) کے درمیان فرق و امتیاز کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ یہ کام اعلیٰ سطح کے مکمل اور گہرے مطالعہ اور غور و فکر کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ تحریک کے اندر ماہرین کی ایک جماعت پیدا کی جائے گی۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس کام میں ہر تجربہ کار اور ماہر فن سے تعاون حاصل کیا جائے۔

وہ چیزیں جو منصوبہ بندی میں داخل نہیں

مالیاتی و انتظامی اور شہری و حکومتی تمام شعبوں میں ہر فقہی اور قانونی معاملہ میں تفصیلی فیصلوں کو اختیار کرنا منصوبہ بندی میں داخل نہیں ہے کیونکہ یہ ان معاملات میں تحجر اور قیود و حدود متعین کرنا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے وسعت اور گنجائش رکھی ہے اور امت پر ایک ایسی چیز کو لازم کر دینا ہے جو فی الواقع لازم نہیں۔ اس طرح ان امور کے بارے میں فیصلے کر لئے جاتے ہیں جو بعد میں عملاً رونما نہیں ہوتے اور ہمیں علم نہیں ہوتا کہ وہ کب وقوع پذیر ہوں گے ' ان واقعات کا حجم ' ان کا اثر اور ان کی گہرائی کیا ہو گی اور وہ کس ماحول میں منصہ شہود پر نمودار ہوں گے؟

اسی طرح ان مسائل میں سے اکثر مسائل میں ان ماہرین کے اجتماعی اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے جنہوں نے اجتہاد کی شروط میں مہارت حاصل کی ہو۔ وہ رائے جس کا اظہار ایک یا دو یا تین ایسے افراد کی طرف سے ہوتا ہے' جن کی حیثیت و مقام سے کوئی واقف نہیں ہوتا اور پھر اس رائے کو امت پر ٹھونس دیا جاتا ہے ' ایک ناقابل قبول شے ہوتی ہے لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر آراء طاق نسیان کی زینت بن کر رہ جاتی ہیں اور شریعت اور زندگی کے بارے میں نظر کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے۔

ان حضرات کے مقابلہ میں ایک رائے ان کے سراسر خلاف ہے۔ اس رائے کے مطابق اسلامی نظام کی بنیادوں کو محض پیش کرنا اور اسلامی فقہ کی تشکیل جدید میں حصہ لینا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل عبث اور بے فائدہ ہے۔ اس رائے کی دلیل یہ ہے کہ لوگوں کو سب سے پہلے اسلام اور اللہ کی حاکیت پر ایمان لانا فرض ہے۔ اگر وہ ایمان لے آتے ہیں ' تو اسلامی معاشرہ کے قیام کے وقت اسلامی نظام اور اسلامی قانون سازی کی پیش رفت آسان ہو جاتی ہے۔

اس رائے میں بھی غلو کا اتنا ہی عنصر پایا جاتا ہے جتنا اس کے مقابل رائے میں۔ لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت کبھی اس کے عقیدہ و نظام کے ثمرات و حسنات کو ----- جن میں لوگوں کے لئے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں جمع ہوتی ہیں ------ پیش کر کے دی جاتی ہے۔

بلاد اسلامیہ کی اکثریت عقیدہ اسلام پر ایمان رکھتی ہے۔ لیکن ان کے بعض دانشور اس الجھن کا شکار ہیں کہ کیا اسلامی نظام دور جدید کی زندگی اور ایک ترقی یافتہ معاشرہ کی رہنمائی اور قیادت کی صلاحیت بھی رکھتا ہے ؟ ان لوگوں کے ساتھ ہماری دوستی یہ ہے کہ ہم ان کے سامنے اسلامی نظام کی خوبیوں کو پوری شرح و بسط سے پیش کریں حتیٰ کہ ہم ان کے شکوک و شبہات کو یقین میں بدل دیں۔

میرے نزدیک خیر میانہ روی کا نام ہے اور وہ یہ ہے کہ تحریک اسلامی کے علماء و مشائخ اپنی ذاتی و شخصی صفات کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کی بنیادوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے بلکہ جہاں تک ممکن ہو اسلامی نظام کے تفصیلی خطوط کی تشریح و توضیح اور ہر پہلو پر مفید علمی لیکچر تیار کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔ اس کام میں حال کی خدمت اور مستقبل کی تیاری مضمر ہے۔ اس موضوع پر گفتگو کے لئے وسیع میدان کی ضرورت ہے۔ یہاں پر صرف اشارہ ہی پر اکتفا کروں گا۔

منصوبہ بندی اور تقدیر

یہاں میں اس امر کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ضروری نہیں صحیح منصوبہ بندی کا تقاضا لازماً منزل مراد تک رسائی ہو۔ اسی طرح مقصد کے حصول میں تاخیر کا یہ مطلب بھی نہیں کہ تحریک کسی غلط روی کا شکار ہے ' اس کے اندر صحیح منصوبہ بندی کی صلاحیت نہیں ہے یا وہ صحیح خطوط پر قائم نہیں ہے۔ کیونکہ رکاوٹیں بے شمار ہیں اور مختلف نوعیت کی ہیں۔ پھر ان کی باگ ڈور بھی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے کہ وہ ان کو اپنے ارادہ کے تابع بنا لے۔ یہ رکاوٹیں خدائے اعلیٰ کی تقدیر کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ شوقی پر رحم فرمائے ' وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔

قدرت اشیاء و قدر غیرھا قدر بخط مصابر الانسان (۲۹)

انسان کی ذمہ داری عمل کرنا ہے۔ کامیابی حاصل کرنا اس کے فریضہ میں شامل نہیں ہے ۔ ماضی میں بھی لوگ اس حقیقت سے آشنا تھے۔ چنانچہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے۔

علی السعی فیما فیہ نفعی ولیس علی ادراک النجاح (۳۰)

انسان سے جس چیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ زمین میں بیج ڈالے' اس کی دیکھ بھال کرے اور پھر رب کائنات سے اس کے بار آور ہونے کی امید رکھے۔ یہ بات صوفیت" (Sufism) نہیں ہے بلکہ "واقعیت" (Realism) ہے۔ انسان ایک عمدہ بیج کا انتخاب کرتا ہے 'اس کو ایک زرخیز زمین میں بوتا ہے ' اس کو سیراب کرتا ہے ' اس میں کھاد ڈالتا ہے اور حتی الامکان اس کی حفاظت و نگہداشت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بیج ' زمین کا سینہ چیر کر پھوٹتا ہے 'نشوونما پاتا ہے اور برگ و بار لاتا ہے ۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابھی اس کے پھول پھل ظاہر بھی نہیں ہوتے کہ تند و تیز ہوائیں اس کو اڑا لے جاتی ہیں اور اگر لوئیں جلا کر راکھ کر دیتی ہیں یا اس پر سماوی آفات نازل ہو جاتی ہیں اور اس کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ پھر بھلا اس بے چارے کسان کو نشانہ ملامت کیسے بنایا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے ہاتھ میں ہواؤں کا چلانا ہے نہ آفات کو دور رکھنا اس کے اختیار میں ہے ؟

میں گذشتہ بائیس برسوں میں اردن کے بہت سے لوگوں سے ملا ہوں جو کہتے ہیں کہ جو تحریک ۱۳ برس تک فتح و کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتی ' اس کی جدوجہد لازما" غلط اوراس کا طریقہ کار غیر صحیح ہے۔ انہوں نے اس مدت کو اس بنا پر شمار کیا ہے کہ یہ مدت وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی مدت ہے جس کے بعد کامیابی اور فتح نے اس کے قدم چومے تھے اور دنیا میں ایک ریاست ایمہ کا قیام عمل آگیا تھا۔ گویا ان کے نزدیک ۱۳ برس کی مدت کسی جدوجہد کی کامیابی کا معیار ہے اور اگر کوئی تحریک دعوت اس طویل مدت کے بعد بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتی تو لامحالہ اس میں کہیں نہ کہیں غلطی موجود ہے۔

مجھے وہ گفتگو آج بھی یاد ہے جو میں نے ان سے کی تھی۔ میرے اور ان کے دمیان جو سوال ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے پوچھا کہ "حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

ان کا جواب تھا کہ "وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے اولوالعزم پیغمبروں میں شمار ہوتے ہیں۔"

میں نے پوچھا کہ "وہ کتنی مدت تک اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیتے رہے؟"

انہوں نے جواب دیا کہ "قرآن مجید کے مطابق انہوں نے ۹۵۰ برس تک تبلیغ فرمائی۔"

میرا اگلا سوال تھا کہ "کیا وہ اپنی دعوت میں کامیاب ہوئے جب کہ دعوت کی کامیابی کو نتائج کی بنیاد پر قیاس کیا جاتا ہے؟"

انہوں نے جواب دیا کہ "صرف ایک قلیل تعداد ان پر ایمان لائی تھی۔"

میں نے کہا کہ "قرآن مجید نے ان کی بات کو خود ان کی زبانی اس طرح بیان فرمایا ہے:

رب انی دعوت قومی لیلا ونھارا . فلم یزدھم دعائی الا فرارا . وانی کلما دعوتھم لتغفرلھم جعلوا اصابعھم فی اذانھم واستغشو ثیابھم واصروا واستکبروا استکبارا .(۳۱)

"اے میرے پروردگار ' میں نے اپنی قوم کو دن کے وقت اور رات کے وقت بھی پکارا لیکن میری پکار نے ان کے فرار ہی میں اضافہ کیا۔ اور میں نے جب بھی ان کو بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے ' انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانپ لئے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا"

یعنی ان کی قوم نے آپ ؑ سے مکمل اعراض کیا۔ وہ آپ کی آواز پر کان دھرنا چاہتے تھے نہ آپ کو دیکھنا چاہتے تھے۔

صدیاں گزرنے کے بعد اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کے ظہور کے باوجود ' نئی نسل پرانی نسل کی مانند کفر و فجور میں غرق رہی یہاں تک کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا (۴۲)

"اگر تو نے ان کو (زندہ) چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور وہ صرف ایک بدکار منکر حق فرد کو ہی جنم دیں گے۔"

یہ صورت حال اس حقیقت کے علی الرغم ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے بہترین انداز اور اسلوب کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا اور اس فریضہ کو مسلسل اسلوب بدل بدل کر ادا کیا جیسا کہ قرآن مجید ذکر کرتا ہے۔

ثم انی دعوتھم جھارا ثم انی اعلنت لھم واسررت لھم اسرارا ۔ فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ۔ ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انھارا ۔ (۴۳)

"میں نے ان کو برملا دعوت دی۔ پھر میں نے علانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔ میں نے کہا "اپنے رب سے معافی مانگو۔ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے ۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا۔ تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا۔ تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔"

اور آپ کی رائے میں کیا سیدنا نوح علیہ السلام اپنی دعوت میں برحق تھے یا غلطی پر تھے ؟ جو شخص اسلامی دعوت کے حق و باطل ہونے پر اس کے نتائج کی بنا پر حکم لگاتا ہے وہ در حقیقت شیخ المرسلین حضرت نوح علیہ السلام کو غلط کہتا ہے حالانکہ انہوں نے بہترین انداز سے حق کی تبلیغ کا حق ادا کیا اور منکرین کے خلاف ایک مسکت حجت قائم کر دی تھی یہاں تک کہ ایک روز مشرکین نے ان پر غلبہ پانے کے بعد یہاں تک کہا کہ :

"**یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا ' فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین**
(۴۴)

"اے نوح ' تم نے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا اور ہمارے ساتھ بڑا جھگڑا کر لیا۔ اب تو تو وہ (عذاب) لے ہی آ جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے اگر تو سچے لوگوں میں شامل ہے۔"

اسلامی تحریک کا فریضہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب یہ بات ضروری ہو گئی ہے کہ ہر اسلامی ملک میں ایک ہمہ گیر اسلامی تحریک برپا ہو جو اسلامی نظام کے قیام ' اسلامی معاشرہ کے احیاء اور امت محمدیہ ؐ کی نسل کی تشکیل و تربیت کی دعوت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے ' جو قرآنی حکومت اور اسلامی ریاست کے از سر نو قیام کا راستہ ہموار کرے۔

بلا شبہ اس نوعیت کی تحریک کی ذمہ داری بڑی بھاری اور نازک ہوتی ہے اور صرف وہی صاحب عزیمت افراد اس پر قائم رہ سکتے ہیں جو اللہ کے ہاتھ میں اپنی جانوں کا سودا کر لیتے ہیں ' اس کے دین کی نصرت کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیتے ہیں اور اللہ کی راہ میں پیش آنے والے مصائب و شدائد کو خاطر میں نہیں لاتے اور اس سرفروشی کے نتائج و عواقب سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

انسان کی زندگی کا مقصد بہت بڑا مقصد ہے ----- اس انسان کے لئے جو اس کی کماحقہ ' قدر و منزلت سے آشنا ہوتا ہے کیونکہ یہ مشن روئے زمین پر خلافت الہیہ ' اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت اور انسانی زندگی کی تعمیر کا مشن ہے۔ یہ ذمہ داری بہت بھاری ہے۔ قرآن مجید نے اس کی وسعت اور اس کے بوجھ کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے:

انا عرضنا الامانته علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان (۳۵)

" ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس بار امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس (ذمہ داری) سے ڈر گئے۔ لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا۔"

ایک مسلمان کی ذمہ داری کسی دوسرے آدمی کی ذمہ داری سے بہت زیادہ بڑی ہے۔ مسلمان تمام انبیاء و رسل ؑ کے ترکات کا وارث ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے امت اسلامیہ کو ختم رسالت کے ساتھ مختص کیا ہے ' ایک زندہ و جاوید شریعت عطا کی ہے اور ------- اسلام کو نافذ کرنے اور خود اس پر عمل کرنے کے ساتھ ------ اس کی تبلیغ ' نشرواشاعت اور اس کا دفاع اس کے سپرد کیا ہے۔ یہ ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیا کی اسلام کی طرف رہنمائی کرے تاکہ اس کی برکت سے تمام کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت جاری و ساری ہو جائے۔ یہ سب سے عظیم فریضہ اور سب سے بھاری ذمہ داری ہے۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حیرت و استعجاب کی کوئی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت پر فائز اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ **انا سنلقی علیک قولا ثقیلا** (۳۶) (عنقریب ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں"

اس دور میں ——————— جو فتنوں اور دلوں پر شہوات کے غلبہ کا دور ہے ——— جو ذہنوں میں شکوک و شبہات اور زندگی کے بارے میں مادہ پرستی کا دور ہے ——— ایک مسلمان کی ذمہ داری بہت وسیع اور بھاری ہے۔ جو آدمی اپنے دین کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے' وہ گویا اپنے ہاتھ میں چنگاریوں کو پکڑے ہوئے ہے۔ سچے اسلام کے داعی اور علمبردار اپنے ہی وطنوں میں اجنبی بن گئے ہیں جب کہ الحاد' اباحیت اور درآمد شدہ غیر اسلامی مذاہب کے علمبردار کسی شرم و عار اور خوف و خطر کے بغیر اپنی دعوت کو برملا پیش کرتے ہیں کیونکہ مختلف علانیہ اور خفیہ' داخلی اور خارجی قوتیں مختلف اطراف سے ان کی مدد کر رہی ہیں لہٰذا حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہے کہ :

ان للعامل فی مثل هذا الزمن اجر خمسین من العاملین قبله(۳۷)

"اس طرح کے زمانہ میں ایک نیک کام کرنے والے کا اجر اس سے قبل پچاس نیک کام کرنے والوں کے اجر کے برابر ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں بہت سے اعوان و انصار پاتے تھے جبکہ اس شخص کو نیکی میں کوئی مددگار میسر نہ ہوگا۔ ان تمام حالات نے ہمارے دور میں ——— جس میں تمام قوتیں اسلام کے خلاف اس طرح متحد و متفق ہیں جس طرح بھوکے اکٹھے کھانے کی طشتری پر ٹوٹ پڑتے ہیں(۳۸)——— ہر اسلامی تحریک کی ذمہ داری کو انتہائی مشکل اور سنگین بنا دیا ہے۔ چنانچہ ذمہ داری کی انجام دہی میں دن رات ایک مسلسل اور انتھک کوشش کرنا' ہر میدان میں مستقل جہاد کرنا' بے شمار شگافوں اور رخنوں کو جو جگہ بہ جگہ پیدا ہوگئے ہیں' بند کرنا' بیرونی دشمنوں سے جو ہر وقت ہماری تباہی و بربادی کے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں' چوکس و بیدار رہنا اور داخلی قوتوں سے خبردار رہنا اسلامی تحریک کیلئے اشد ضروری ہے تاکہ وہ اپنے مقاصد کو حاصل کر سکے اور اپنے دشمنوں کی سازشوں کو ناکارہ بنا سکے۔

اسلامی تحریک کی کامیابی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تحریک اسلامی نظام برپا کرنے' اسلامی معاشرہ قائم کرنے اور اسلامی زندگی میں حیات نو پیدا کرنے میں اسی وقت کامیابی سے کنارہ ہو سکتی ہے جب اس میں درج ذیل تین باتیں موجود ہوں۔

ا۔ مسلم نسل

اول' مسلم نسل۔ ہم اس نسل کی صحیح اسلامی اور ہمہ گیر تعمیر کیلئے ایک تحریک برپا کریں گے۔ یہ نسل ایک منتظر اسلامی معاشرہ کے لئے ستونوں یا خزانوں کی حیثیت رکھتی ہے۔ جب اشتراکیت کے پرچارک اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ایک اشتراکی معاشرہ کی بنیاد صرف اشتراکی ہی رکھ سکتے ہیں تو اسلام کے علمبردار یہ بات کہنے کے زیادہ حقدار ہیں کہ "ایک مسلم معاشرہ کی بنیاد صرف اسلام کے پیروکار ہی رکھ سکتے ہیں۔"

لہٰذا اسلامی معاشرہ اور اسلامی حکومت مدینہ منورہ میں اس وقت معرض وجود میں آئی جب پہلے مکہ مکرمہ میں ایک اسلامی نسل پیدا کی جاچکی تھی۔ انہی تربیت یافتہ افراد اور انصار مدینہ کے بہترین افراد کے کندھوں پر ایک مسلم ریاست قائم ہوئی۔

ایک دن ایک مسلم داعی سے کسی نے پوچھا کہ ایک صالح اسلامی حکومت کا قیام کیسے عمل میں آتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اسلامی حکومت دو راستوں سے قائم ہوتی ہے۔

ایک راستہ یہ ہے کہ ایمان ارباب اقتدار کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حکومت و اقتدار کی کنجیاں سچے اہل ایمان افراد کے ہاتھوں میں منتقل کر دی جائیں۔

اگر ایمان آسانی سے ارباب اقتدار کے دلوں میں "عملاً" منتقل ہو جائے تو راستہ بہت مختصر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو قتال سے محفوظ رکھے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کی حقیقت ایک خوش کن خواب سے زیادہ کچھ نہیں جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتا۔

آج بچہ جس روش پر نشوو نما پا کر جوان ہوتا ہے' اسی روش پر اس کی موت آتی ہے۔ ان حکام کا حال تو یہ ہے کہ یہ لادینیت پر جوان ہوئے' اس روش پر انہیں بوڑھاپا آیا اور چھوٹی عمر میں بھی اور بڑھی عمر میں بھی بڑی کوشش کے ساتھ مغربی فکر کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے رکھا۔ لہٰذا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ مغربی فکر کے علاوہ کسی دوسری طرف رخ کریں خواہ یہ ان کا اپنا دین ہی ہو جو انہیں اپنے آباء و اجداد سے ورثہ میں ملا ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے منتخب کیا ہے اور جسے وہ اپنے لئے "اصولا" پسند کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکے ہیں۔ اس صورت میں دوسرا راستہ ہی باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ سچے مسلمانوں کے ہاتھوں میں جو اسلام پر بطور ایک عقیدہ، ایک عبادت، خلق، تعلق اور ایک نظام زندگی ایمان رکھتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ یہ نسل متعدد صفات میں نمایاں اور ممتاز ہو۔

۱ ۔ رسالت پر گہرا ایمان ہو، اس کے مقاصد و اہداف اعلیٰ و ارفع ہوں اور اس کا راستہ درست سمت کی طرف ہو۔ یہ صفات ہر کام کو سرانجام دینے کے لئے بنیاد کا کام کرتی ہیں۔

۲ ۔ وہ ایثار و قربانی، صبر و استقامت، شجاعت و سخاوت اور صدق و اخلاص جیسے ایمانی اخلاق سے آراستہ ہو کیونکہ دھمکیاں دینا ایمانی اخلاق سے میل نہیں کھاتا۔ غم انگیز بخل اور بے حیا بزدلی ایمان کی ہم نشین نہیں ہو سکتی ۔ لہٰذا اسے ایک طویل مدت تک مسلسل تربیت کی ضرورت ہے جس کی جڑیں بہت گہری ہوں اور جس کی نگرانی پر اللہ کے بندے مامور ہوں۔

۳ ۔ ہمہ گیر شعور ـــــ مقصد کا شعور، ذات کا شعور، موقف کا شعور ـــــــ اس کے اندر ہو، جس سے وہ اپنے فکر اور اپنے مشن سے متعارف ہوتا ہے۔ اپنی ذات اور اپنے مقام سے واقف ہوتا ہے۔ اپنے دوست اور دشمن سے روشناس ہوتا ہے۔ یہ کام اجتماعی تربیت کے مراکز سے مستقل اور دائمی مدد کا مطالبہ کرتا ہے۔ ان میں سے کچھ مراکز شرعی، کچھ تحریکی اور کچھ سیاسی ہونے چاہئیں تاکہ اس کی دعوت اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پورے فہم و شعور کے ساتھ ہو۔

۴ ۔ اس دعوت کے ساتھ مضبوط اور مستحکم تعلق پیدا ہو ـــــــ ایک ایسا تعلق و رشتہ جو تمام مادی، جغرافیائی، گروہی و طبقاتی اور نسلی و خاندانی تعلقات سے بالا تر ہو۔

۵ ۔ تبلیغ دعوت میں تسلسل و پائداری، اس کی نشرواشاعت اور حالات خواہ کتنے ہی ناساز گار ہوں، کسی اضمحلال و اشتعال کے بغیر اس کی حامی و مددگار جماعتوں کو حاصل کرنے کی انتھک جدوجہد جاری رکھنا چاہیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے جیل قیدیوں میں اپنی دعوت پھیلانے میں رکاوٹ ثابت نہیں ہوئی۔

۶ ۔ تمام شعبوں اور طبقوں میں دعوت پھیلانا ـــــــ خواہ وہ سرکاری ہوں یا غیر سرکاری، سول ہوں یا فوجی۔

۷ ۔ اس نسل میں کافی تعداد میں باصلاحیت اور ماہر مفکرین اور قائدین اور علمی و ادبی اور نظری ، عملی میدانوں اور مخصوص شعبوں میں لائق اور بہترین صلاحیتوں کے مالک افراد شامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں جو عوام میں سب سے زیادہ اہل ہوں اور ایک جدید معاشرہ کا بوجھ اٹھا سکتے ہوں۔

اکثریت کا اسلامی اصول

دوسری بات جو ایک کامیاب اسلامی تحریک میں موجود ہونا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے تمام طبقوں کی اکثریت اس کے ساتھ ہو۔ یہ منزل اسلامی رائے عامہ بنانے سے حاصل کی جا سکتی ہے جو اسلامی نظریہ و عقیدہ کی پشت پناہ ہو' جو اسلامی تحریک کے علمبرداروں کی مدد کرتی ہو' اس کے دشمنوں سے نفرت کرتی ہو اور تحریک کی مدد اور نصرت کرنے میں انتہائی حریص ہو۔

صرف اتنی بات ہرگز کافی نہیں ہے کہ تحریک ایسی مخلص مسلمان نسل کی تربیت کر دے جسے لوگ محسوس کرتے ہو نہ پہچانتے ہوں اور نہ اس کے لئے جوش و جذبہ رکھتے ہوں کیونکہ یہ نسل ان سے علیحدہ رہتی ہے' بہت دور سے ان سے ہم کلام ہوتی ہے اور ایک بلند مقام سے ان کو دیکھتی ہے گویا یہ لوگ ان سے کوئی رشتہ و تعلق ہی نہیں رکھتے۔ ان میں ان کا کوئی بھائی اور بھتیجا ہے اور نہ کوئی ہمسایہ اور تعلق دار ہے اور نہ اس کا کوئی خاندان و قبیلہ ہے جو اس کا حامی و مدد گار ہو۔ یہ نسل اس بات کو کافی سمجھتی ہے کہ وہ اپنی روحانی خلوت گاہ میں زندگی بسر کرتی رہے اور اپنے رب کی پوجا پاٹ بجا لاتی رہے یا اپنی فکری خلوت گاہ میں کتاب پڑھتی رہے اور لوگوں سے ترک تعلق کر لے جو تنہا اپنے مسائل کا مقابلہ کر رہے ہوں۔ جب کہ غیر اسلامی عقائد و مذاہب کے علمبردار لوگوں سے ہرگز کنارہ کش نہیں ہوتے بلکہ ان کو اپنی طرف راغب کرنے اور اپنے ساتھ ملانے کے لئے کوشش کرتے ہیں حالانکہ اس نسل کا فرض یہ تھا کہ وہ اسلام اور اس کی دعوت کا ساتھ دیتی۔

لہٰذا اشد ضروری ہے کہ ہم لوگوں کی مشکلات کی طرف توجہ دیں اور نیچے اتر کر ان کی سطح پر آئیں۔ اس بات کا انتظار نہ کریں کہ وہ بلند ہو کر ہماری سطح تک پہنچیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کو اسلامی تحریک کی طرف راغب کریں۔

یہ بات ان غلط افکار کی تصحیح کا مطالبہ کرتی ہے جو دور حاضر کے اساتذہ و معلمین میں رواج پا گئے ہیں۔ مثلاً دین کی سیاست سے علیحدگی اور زندگی سے اس کی کنارہ کشی' حریت اور انتشار و تفرقہ کے مطالب کو خلط ملط کرنا' دین کے مقابلہ میں سائنس و علم پر ایمان' دین کے بارے میں یہ تصور کہ یہ زندگی کے لئے سعی و عمل اور پاکیزہ چیزوں سے استفادہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ میں رکاوٹ ہے' مارکسیت کے علمبرداروں کا یہ پراپیگنڈہ کہ دین قوموں کے لئے ایک افیون ہے اور ایسے افکار و اقدار جو اسلامی حکومت کے علمبرداروں کی راہ میں رکاوٹ ہیں' ان تمام باطل نظریات کی بیخ کنی ضروری ہے۔

جو چیز اس قائدہ اکثریت ------ اکثریت جو مختلف گروہوں میں گہری جڑیں رکھتی ہو ----- کی تشکیل میں اسلامی تحریک کی مدد کرتی ہے' وہ یہ ہے کہ الحمد للہ ہمارے عوام ہمیشہ اسلام کے ساتھ رہے ہیں حتیٰ کہ جو شخص اپنے طرز عمل اور لوگوں سے معاملات کے لحاظ سے اسلام سے دور ہو گیا ہے وہ بھی اپنے جذبہ اور قلبی لگاؤ کے اعتبار سے اسلام کے ساتھ ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمیشہ مسلمان کی روح کی گہرائیوں میں ایک حساس تار کو چھوتا ہے اور اس کو دل کی گہرائیوں تک ہلا دیتا ہے۔

جب بھی کسی مخلص داعی نے مسلمان کو قرآن کریم کی آیات کے ساتھ مخاطب کیا ہے' ان آیات نے ہمیشہ اس کے پورے وجود میں ایک ارتعاش پیدا کیا ہے۔

رکاوٹوں پر غلبہ

تیسری بات جس کا اسلامی تحریک کی کامیابی کے لئے پایا جانا ضروری ہے وہ ان رکاوٹوں اور مزاحمتوں پر غلبہ پانا ہے جو اسلامی تحریک اور اس کے اغراض و مقاصد اور اس کی منزل مقصود کے حصول کے درمیان حائل ہیں۔ کسی کام کی تکمیل کے لئے صرف اس کے اسباب مہیا کر دینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا بھی اشد ضروری ہوتا ہے۔ یا جیسا کہ اہل اصول و فقہ کہتے ہیں " **وجود المتقضی وانتفاء المانع**" یعنی اسباب کو فراہم کرنا اور رکاوٹ کو دور کرنا دونوں ضروری ہیں۔

بلا شبہ اسلامی تحریک کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں پیش آتی ہیں ان کا لحاظ رکھنا' ان کا مطالعہ کرنا اور ان پر حاوی و غالب ہونے کی کوشش کرنا اشد ضروری ہے۔

عوامی رکاوٹیں۔

یہاں کچھ ایسی نفسیاتی رکاوٹیں بھی ہیں جو مسلم عوام کی ایک بڑی اکثریت کو اسلامی تحریک سے دور کر دیتی ہیں۔ ان رکاوٹوں پر بھی غور کرنا چاہئے۔ ان میں سے چند اہم رکاوٹیں درج ذیل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ - اسلام اور اسلام کے منافی تحریکوں اور اسلامی تحریک کی حقیقت سے لاعلمی۔
۲ - اسلامی تحریک کی کامیابی سے ناامیدی اور یہ یقین کہ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔
۳ - مسلسل تصادم اور کارکنوں اور حامیوں ---- حتیٰ کہ دور کے حامیوں ----- پر لگاتار وحشیانہ حملوں کا خوف۔

اس مقام پر تحریک کا کام علم کی روشنی سے جہالت کا مقابلہ کرنا اور صحیح شعور کو پیدا کرنا ہے۔ اس طرح ناامیدی کا مقابلہ امید کی روشنی کے ساتھ کرنا اور امید کی کھیتی کاشت کرنے اور اس کے ساتھ عمل کی ضرورت اور سعی و عمل کو لازمی قرار دینا ہے خواہ اس کے نتائج کچھ بھی برآمد ہوں۔ تحریک کو قوت کا مقابلہ ایمان کی قوت کے ساتھ کرنا ہو گا جو اللہ کی راہ میں ہر قربانی کو آسان اور معمولی بنا دیتی ہے۔

مخالف قوتوں کی مادی رکاوٹیں

پھر کچھ مادی رکاوٹیں بھی ہیں جو اسلامی حکومت کے احیاء و قیام کے خلاف مخالف قوتوں کی صورت میں موجود ہیں۔ وہ پوری قوت اور ہر ذریعہ سے اس سنجیدہ اور ٹھوس کوشش کو ناکام بنانے کے لئے برسرعمل ہیں' جس کا مقصد اسلامی حکومت کا احیاء ہے جو مسلمانوں پر ان کے ایمان کی رو سے فرض ہے۔ چند رکاوٹوں کا ذکر یہاں پر کیا جاتا ہے۔

الف - ایک طاقتور اجنبی شخص کا اسلامی تحریک میں اثر و نفوذ -------- خصوصاً" جب یہ اثر و نفوذ ایک عسکری وجود کی صورت میں جلوہ گر ہو ----- یہ چیز ہرگز اسلامی تحریک کی کامیابی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتی' خواہ اس کے لئے کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں۔ اسی لئے اسلامی نظام کے قیام کے لئے غیر ملکی تسلط و اقتدار سے ملک کی آزادی ایک لازمی شرط ہے۔

ب - ایک لادینی عسکری حکومت کا وجود - یہ حکومت اسلامی تحریک کے وجود کی اجازت نہیں دیتی ----- خصوصاً" اس کی کامیابی کو تو بالکل برداشت نہیں کرتی۔ لہٰذا ایک جابر و متسلط فوجی حکومت کی سرکشی سے آزادی حاصل کرنا ایک اسلامی اور وطنی ضرورت اور اسلامی تحریک کی کامیابی کی ایک شرط ہے۔

ج - ناموافق و ناسازگار ملکی اور بین الاقوامی حالات ------- خصوصاً" وہ عالمی طاقتیں جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل و غارت کی حد تک باہم برسرپیکار ہیں' جب ان کا دشمن اسلام ہوتا ہے اور اسلام کی طرف سے انہیں کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے تو آپس میں صلح کر لیتی ہیں اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ ہمارے فقہائے کرام نے بالکل سچ کہا ہے کہ **"الکفر ملة واحدة"** (کفر ایک ملت واحدہ ہے) اس سے قبل جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تو بالکل سچ فرمایا:

والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض (۳۹)

"اور جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں"

وان الظالمین بعضھم اولیاء بعض ' واللہ ولی المتقین (۴۰)

"اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست و مددگار ہے"

تحریکِ اسلامی کی داخلی رکاوٹیں

یہاں دوسری رکاوٹیں بھی ہیں جو شاید ان تمام رکاوٹوں سے زیادہ خطرناک ہیں جن کی طرف میں نے اس سے پہلے اشارہ کیا ہے۔ ان سے مراد وہ رکاوٹیں ہیں جو تحریک اسلامی کے اندر نمودار ہوتی ہیں۔ مثلاً:

الف ۔ افتراق و انتشار

اسلامی جماعت کی سب سے اہم امتیازی شان افراد جماعت کے درمیان باہمی ربط و تعلق کی قوت ہے کیونکہ یہ جماعت روحانی حقیقت کے علاوہ ——— جس کا سرچشمہ ایمان ہے جو ہر بھائی کو اپنے بھائی کی نظر میں بمنزلہ اس کی اپنی ذات کے بنا دیتا ہے ——— عقیدہ ' افکار ' مقصد اور تنظیم کی وحدت پر قائم ہے۔ جب وہ اس امتیازی خصوصیت کو کھو بیٹھتی ہے تو اپنے اوپر وہن اور ضعف کے ایسے ایسے دروازے کھول لیتی ہے جن کو کوئی چیز بند نہیں کر سکتی۔

چنانچہ بظاہر یہ ایک حرکت واحدہ بن جاتی ہے جس میں کامل ہم آہنگی پائی جاتی ہے لیکن فی الواقع یہ متخالف و متصادم تحریکوں کا ایک مجموعہ ہوتی ہے جو اختلاف مقاصد کی پیداوار ہوتی ہیں جو سب سے پہلے فکری اور شعوری وحدت کی عمارت میں شگاف ڈالتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر یہ اختلاف طرز عمل اور تنظیم کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ یہ کمزوری و ناکامی کی راہ کھولتا ہے اور شکست و ریخت کی ابتداء کا موجب بنتا ہے اور دشمن کے لئے مداخلت کا راستہ ہموار کرتا ہے تاکہ وہ چوری چھپے اس کے اندر گھس کر اندر سے ضرب لگائے اور خود محفوظ و مامون رہے۔ یہی وہ چیز ہے جس سے بچنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ میں دی ہے:

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم(۴۱)

"اور آپس میں نہ جھگڑو۔ ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی"

دور جدید کی تحریک اسلامی کے بانی حسن البناء شہید" اپنے پیروکاروں کو اکثر اختلاف و افتراق سے بچنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ وہ ان سے فرماتے کہ:

"مجھے تمہارے متعلق تمہارے دشمنوں کی طرف سے کوئی ڈر اور خوف نہیں ہے' بلکہ مجھے تو خود تمہاری طرف سے ڈر ہے۔ میں تمہارے خلاف نہ برطانیہ سے ڈرتا ہوں نہ امریکہ و روس اور دوسری طاقتوں سے خوف زدہ ہوں۔ مجھے تمہارے خلاف دو باتوں کا ڈر ہے۔"

۱ - یہ کہ تم اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ توڑ لو اور وہ تم سے اپنا منہ پھیر لے۔"

۲ - یہ کہ تم آپس میں تفرقہ کا شکار ہو جاؤ اور موقع ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے متحد نہ ہو سکو"

ب - حب دنیا

حب دنیا تمام دعوات ربانیہ میں ہر غلطی کی راس اور ہر برائی اور فساد کی جڑ ہے کیونکہ جو چیز اسلامی تحریک کے قیام میں اصل کا درجہ رکھتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی' فریضہ جہاد ' دعوت کی انجام دہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ عبادت کے لئے ضروری ہے کہ وہ خالصتہ" اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور شرک و بت پرستی کی آلائش و آمیزش سے پاک ہو۔

وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين (۴۲)

"اور ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو اطاعت کو اس کے لئے خاص کرتے ہوئے۔"

بت پرستی صرف پتھر یا دوسری دھاتوں سے تراشے ہوئے بتوں کی پوجا تک ہی محدود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے بلکہ درہم و دینار کا پرستار بھی بت پرست شمار ہوتا ہے اور متاع دنیا اور اس کی زینتوں کا پرستار بھی بتوں کا پجاری ہے۔

حب دنیا کے دوران شیاطین جن وانس کے لئے بہت سے رخنے کھل جاتے ہیں جن کے راستے وہ داعیان حق کے دلوں میں نفوذ کرتے ہیں۔ چنانچہ دنیاوی مناصب کے لئے ان کے منہ سے رال ٹپکنے لگتی ہے اور ان کے دل دنیاوی فوائد کی تلاش میں لگ جاتے ہیں"۔

• یہی رجحان و ذہنیت بیماری کی آماجگاہ ہے اور یہی "وہن" کا راز ہے جو افراد اور اقوام کو کمزور کر دیتا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب "وھن" سے بچنے کی تلقین فرمائی تو اسی بیماری ------- حب دنیا ------- کی خبر دی۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ "یارسول اللہ دھن کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

حب الدنیا و کراھیۃ الموت " (۴۳)

"(وہن) دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (کا نام) ہے۔"

ج ۔ حب ذات

حب ذات حب دنیا کی ایک شاخ یا اس کا ایک جزو ہے۔ حب ذات یہ ہے کہ تحریک کا کوئی رکن اپنے آپ کو نمایاں اور ممتاز کرنے کا خواہشمند ہو اور منصب صدارت پر فائز اور صف اول میں رہ کر ہی کوشش کرتا ہو، شہرت کی چمک دمک اور صرف نام و نمود کی تلاش کے پیچھے بھاگتا ہو۔ ایک دن جب اس کو ایک نمایاں مقام و مرتبہ حاصل ہو جائے تو اس کی بقاء کے لئے راستہ سے ہر مدمقابل کو ہٹانے اور ہر اس شخصیت کو ---- جس سے اسے مزاحمت کا ڈر ہوتا ہے ---- روند ڈالنے کے لئے اپنی جان بھی خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ " **حب الظھور کم قصم الظھور کم** " یعنی اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی محبت تمہارے لئے ایک ضرب کاری ہے۔

یہ خواہش اور امنگ دعوات ربانی کے اکثر ممتاز علمبرداروں ----- حتیٰ کہ ان میں سے بہت زیادہ روزے رکھنے والوں اور نمازیں پڑھنے والوں ----- کے اندر بہت سی آفات میں سے ایک آفت ہے کہ وہ اپنی ذات کو یاد رکھتے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو بھول جاتے ہیں حالانکہ وہ بتکرار یہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور ان کا منتہائے حیات اس کی خوشنودی اور رضا ہے حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی نگاہ میں ان کا مرتبہ و مقام نہ شہرت کی وجہ سے ہے نہ منصب و عہدہ کی بنا پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ

فرب اشعث اغبر ذی طمرین لا یوبہ لہ لو اقسم علی اللہ لا برہ

"کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے بال پراگندہ ' چہرے گرد آلود اور کپڑے پرانے ہیں کہ کوئی ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں (کہ ایسا ضرور ہو گا) تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دیتا ہے۔"

بہت سی مہمیں ان گمنام اور غیر معروف سپاہیوں کی وجہ سے کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہیں ' جن کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

ان اللہ یحب الابرار الا تقیاء الاخفیاء الذین اذا حضروا لم یعرفوا واذا غابوا لم یفتقدوا۔

"اللہ ان پوشیدہ نیکو کار متقیوں سے محبت کرتا ہے کہ جب وہ کسی مجلس میں موجود ہوتے ہیں تو کوئی ان کو پہنچانتا نہیں اور جب وہ موجود نہیں ہوتے تو کوئی ان کی کمی کو محسوس نہیں کرتا۔"

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے :

طوبی لعبد اخذ بزمام فرسہ فی سبیل اللہ اشعث راسہ مغبرۃ قدماہ ان کان فی الحراسہ کان فی الحراستہ وان کان فی الساقتہ کان فی الساقتہ ان استاذن لم یوذن ' وان شفع لم یشفع

"خوشخبری ہے اس بندے کے لئے جس نے اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامی ' جس کے سر کے بال پراگندہ اور جس کے پاؤں گرد و غبار سے اٹے پڑے ہیں۔ وہ اگر (سرحدوں کی) نگرانی پر مامور ہے تو ان کی نگرانی کرتا ہے۔ اگر وہ فوج کی سب سے پچھلی صف میں جگہ پاتا ہے تو پچھلی صف ہی میں (اپنا فرض ادا کرتا) ہے اگر وہ اجازت طلب کرتا ہے تو اسے (باریابی کی) اجازت نہیں ملتی اور اگر وہ کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی"

بالفاظ دیگر ' اللہ تعالیٰ کا یہ محبوب بندہ بالکل بے نام اور غیر معروف ہوتا ہے ۔ اس کا کہیں ذکر نہیں ہوتا ' اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں ہوتا کہ یہ ہے وہ بزرگ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم الشان شخصیت! معاشرہ اس کو کوئی وزن اور اہمیت نہیں دیتا۔

جب ذات حب دل پر غالب اور متمکن ہو جاتی ہے تو وہ ذات کی عبادت یا خواہش نفس کی پرستش بن جاتی ہے اور نفسانی خواہش وہ بدترین الٰہ ہے جسے روئے زمین پر کبھی پوجا گیا ہو۔

د۔ عوامی قوتوں سے علیحدگی

اس سے ہماری مراد تحریک کا اپنے آپ کو ایک خول میں بند کر لینا' اپنی ذات میں اس کو مقید کر لینا اور لوگوں اور اپنے درمیان مختلف پردے حائل کر لینا ہے۔ چنانچہ بجائے اس کے کہ وہ تمام مسلمانوں کی جماعت ہو' ایک الگ محدود گروہ کی تحریک بن جاتی ہے۔ وہ ایک مذہبی فرقہ کے مشابہ ہو جاتی ہے جس کا اپنا ایک مسلک اور مخصوص نقطہ نگاہ ہوتا ہے جب کہ وہ ہر ملک میں عام اسلام ------ قرآن و سنت پر مبنی اسلام ---- اور امت اسلامیہ کی آواز بلند کرتی ہے۔ یہ بہت سے امور اپنے اوپر واجب کر لیتی ہے اور کئی معاملات سے علیحدگی اختیار کر لیتی ہے۔ ان میں سے چند امور یہ ہیں۔

۱ - یہ مسلم اکثریت پر تفوق و برتری کا رجحان اور بلند سطح سے بات کرنے کا رویہ اختیار کرتی ہے۔ یہ ایک تباہ کن گمراہی ہے حالانکہ صحیح حدیث میں ہے کہ :

اذا رایت الرجل یقول: هلک الناس فهو اهلکهم

"جب تو آدمی کو یوں کہتے دیکھے کہ "لوگ ہلاک ہو گئے' تو وہ ان سے بڑھ کر ہلاک ہونے والا ہے۔"

ایک روایت میں **اهلکهم** کی جگہ **اهلکهم** (فتح کاف کے ساتھ) کا لفظ وارد ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص ان کی ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے۔

۲ - اس وجہ سے عوام کو بے زبان چارپایوں کی طرح سمجھا جاتا ہے جن کو لاٹھی سے ہانکا جاتا ہے نہ کہ انسان جن پر عقل کے ذریعہ حکمرانی کی جاتی ہے کیونکہ ان کا کام ہر حاکم وقت کی قصیدہ خوانی ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات مکمل طور پر صحیح نہیں ہے۔

۳ - تحریک اس مایوسی کا شکار ہو جاتی ہے کہ اس کی دعوت پر کوئی کان دھرتا ہے نہ اس کی تائید و نصرت کرتا ہے باوجودیکہ خیر اور بھلائی ہمارے عوام کی فطرت میں پنہاں ہے اور دینداری ان کی طبیعت میں گہری جڑیں رکھتی ہے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ - وہ لوگوں پر فسق اور کفر کا اتہام لگاتی ہے حالانکہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ ایک مسلمان کو نیک تصور کیا جائے اور اس کے بارے میں حسن ظن سے کام لیا جائے۔

۵ - لوگوں سے ایک عمومی مطالبہ کیا جاتا ہے جو صرف دعوت کے خاص علمبرداروں سے کیا جاتا ہے اور اس مطالبہ پر ان کا محاسبہ کیا جاتا ہے ' حالانکہ دونوں طبقوں کے درمیان جو فرق پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے ان کو رعائتیں دینا ضروری ہے۔ چنانچہ دعوت اسلامی کے علمبردار سے وہ مطالبہ کیا جائے گا جو جملہ انسانوں سے نہیں کیا جاتا ہے مثلاً صاحب دعوت سے یہ مطالبہ ہو گا کہ وہ صغیرہ گناہوں کے ارتکاب سے بھی اجتناب کرے ' مشتبہ باتوں سے بھی پرہیز کرے 'مکروہات سے دور رہے ' عمدہ عادات و آداب اور مردانہ صفات کا حریص ہو کیونکہ وہ لوگوں کے درمیان ایک مثال اور نظیر کا درجہ رکھتا ہے۔ جہاں تک جمہور انسانوں کا تعلق ہے ' اکثر معاملات میں ان سے نرمی اور شفقت برتی جانی چاہئے حتیٰ کہ ہمارے لئے ان کی طرف سے کبائر سے اجتناب اور فرائض کی ادائیگی ہی کافی ہے۔

کبھی کبھی کبائر کا مرتکب بھی دین سے بے انتہا محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ اسلام پر عمل نہیں کرتا لیکن اسلام سے شدید جذباتی محبت رکھتا ہے اور اگرچہ وہ دین کے علمبرداروں کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا لیکن ان کی مدد و نصرت کرتا ہے۔ پس دعوت اسلامی ان سے فائدہ اٹھاتی ہے اور وہ اس سے اپنا دل جوڑ لیتا ہے ' جب وہ اس کے پیچھے خیر اور بھلائی کی امید رکھتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے ----- جس نے آپ کے ایک ایسے صحابی پر لعنت بھیجی جو بار بار شراب پیتا تھا -------- فرمایا:

لا تلعنه فانه يحب الله ورسوله

"اس پر لعنت نہ بھیجو کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔"

اسلامی تحریک کی عوام الناس سے کنارہ کشی اور اس کا ان پر برتری قائم کرنا نہ صرف غلط ہے بلکہ خطرناک بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ لوگوں کی اکثریت ----- جن پر اسلامی تحریک کی حمایت و نصرت کرنا واجب ہے کیونکہ وہ ان کی آرزوؤں اور نظریات کی تعبیر ہوتی ہے اور دین کے ساتھ ساتھ ان کی دنیا کا دفاع بھی کرتی ہے ----- تحریک کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن اور مخالف بن جاتی ہے اور یہ بہت بڑی ناکامی ہے۔

ر۔ جمود

جمود سے مراد یہ ہے کہ تحریک دعوت دین میں ایک لگے بندھے اسلوب کو اپنا لے یا سعی و عمل میں ایک، معین راستہ اپنا لے یا تنظیم کی ایک مخصوص شکل میں محصور ہو جائے اور اس میں کسی ردوبدل پر راضی ہو نہ اس کو تبدیل کرنا چاہتی ہو خواہ اس کے اثرات کی کمزوری ظاہر ہو جائے یا اس کی ناکامی ثابت اور اس کی تبدیلی ناگزیر ہو چکی ہو۔ اس نوع پر بحث کی مزاحمت کی جاتی ہے اور اس کو بے بنیاد باتوں یا جماعت سے خروج یا فتنہ انگیزی اور اسی طرح کے دوسرے لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے جو جمود کی فضا میں پھیل جاتے ہیں۔

اس کا مطلب ہر رنگ کے اجتہاد کو حرام ٹھہرانا ' اس کا دروازہ بند کر دینا ' تقلید کو واجب ٹھہرانا اور تحریک میں مذہب پرستی پیدا کرنا ہے ------- ان لوگوں کی طرح جو تقلید ' فقہی مذاہب اور ان پر مبنی اقوال پر جمود اور قدیم فقہی احکام کو لازمی گردانتے ہیں ------- جب کہ ان فقہی اقوال و احکام کی اکثریت ایک مخصوص زمانہ اور ماحول کے لئے تو مناسب ہوتی ہے لیکن دوسرے زمانے اور ماحول کے لئے مفید نہیں ہوتی۔

جمود موت کی سب سے بڑی دلیل ہے اور حرکت و عمل زندگی کی سب سے واضح علامت ہے۔ یہ حقیقت اس زندہ کائنات میں عموما" بھی اور خصوصا" بھی واضح اور روشن ہے۔

ایک زندہ جماعت ایک زندہ فرد کی طرح ہوتی ہے۔ وہ اپنی قوت کو صرف واقعات و حادثات کے مقابلہ میں حرکت و تجدد پر اپنی قدرت و طاقت کے ذریعہ ثابت کرتی ہے۔ جب اس کا راستہ روکا جاتا ہے تو وہ اپنے لئے کوئی دوسرا راستہ بنا لیتی ہے اور جب اس پر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے تو وہ اپنے لئے ایک دوسرا دروازہ یا بہت سے دوسرے دروازے کھول لیتی ہے۔

کبھی جماعت کے روایتی کردار کا راستہ بند کر دیا جاتا ہے لیکن اس کے سامنے مساجد کے دروازے بند نہیں ہوتے۔ اگر مسجد میں خطاب عام پر بھی پابندی لگا دی جائے تو بھی کوئی شخص اسے لوگوں سے انفرادی گفتگو سے نہیں روک سکتا ہے۔

کبھی تحریک کے رسالے بند اور ضبط کر لئے جاتے ہیں یا ان کی اشاعت کی اجازت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دی جاتی۔ لیکن تحریک کے داعی دوسرے رسالوں میں لکھ سکتے ہیں۔ اگر اس کے ارکان کو رسالوں میں لکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تو ان کو کتب و رسائل کی تالیف و تصنیف سے ہرگز منع نہیں کی جا سکتا اور اگر ان کے لئے تالیف و تصنیف پر بھی پابندی لگا دی جائے تو ان پر دوسرے ذرائع و وسائل تلاش کرنے کے لئے غور و فکر کرنا لازمی ہے۔

اسی طرح اگر کسی ایک اسلوب و انداز سے کام کی رفتار رک جائے تو دوسرے اسلوب کی تلاش و جستجو لازمی ہو جاتی ہے۔ جب کسی ایک شعبہ میں کام کرنا دشوار ہو جائے تو دوسرے شعبہ کو کھولنا واجب ٹھہرتا ہے۔ حالات کسی مخصوص سرگرمی کو ترک کرنے یا اس کی بساط لپیٹنے کے متقاضی ہوں ----- اس لئے کہ اس کا نقصان اس کے فائدہ سے زیادہ ہے اور اس کے نفع سے خسارہ زیادہ ہوتا ہے --------- یا دوسری سرگرمیاں زیادہ سود مند ہوں یا انہیں زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے تو اس میں کسی خوف اور حرج کی بات نہیں ہے۔ اسی طرح اگر حالات کا تقاضا ہو کہ کسی معین عنوان یا مخصوص نام سے اجتناب کیا جائے تو اس میں کوئی چیز مانع نہیں ہے جب کہ اس کے پیچھے دعوت کی مصلحت اور اس کے مقاصد و اہداف کی خدمت موجود ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ حدیبیہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ کو کاٹ کر اس کی جگہ "باسمک اللھم" لکھنا قبول کر لیا اور "محمد رسول اللہ" کی جگہ "محمد بن عبد اللہ" لکھنا بھی گوارا کر لیا کیونکہ ان عبارات کو صفحہ قرطاس سے محو کرنے سے وہ مسلمانوں کے مصاحف ' حفاظ کے سینوں اور قراء کی زبانوں سے محو نہیں ہو جاتے۔ یہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد ----- صلی اللہ علیہ وسلم ------ کا ہے۔ کروڑ ہا افراد آذان ' اقامت اور نماز میں آپ کی رسالت کی شہادت قیامت تک دیتے رہیں گے۔

وسائل ' اسالیب اور شکلیات (Formalities) میں لچک ' زندگی کی فعالیت ' فکر کی زرخیزی ' افق کی وسعت اور روح کی سماحت کی دلیل ہوتی ہے۔ یہی وہ بات ہے جو کفار کو بھڑکاتی ہے اور دشمنوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ ماضی کے ایک شاعر کا شعر ہے:

البس لکل حالتہ لبوسھا　　　اما نعیمھا واما بوسھا (۴۴)

جو چیز دعوت کی مدد کرتی ہے اور اس کو لیلائے اقتدار سے ہم آغوش کرتی ہے وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے بنیادی اصولوں ' اس کی اعلیٰ و ارفع اقدار اور زندگی اور انسانیت کے لئے اس کے عظیم الشان اہداف پر ثابت قدمی اور مستقل مزاجی ہے۔ اکثر لوگوں نے اس کا نام جمود رکھا ہے۔ یہ کتنا اچھا جمود ہے ' ہمیں مختلف اسماء (نام) کوئی نقصان نہیں پہنچاتے جب ان ناموں کی اشیاء واضح ہوں۔

حق کو مضبوطی سے پکڑنا ' اس پر ثابت قدم رہنا ' اس کی مسلسل مدد کرنا ' حق سے دست بردار نہ ہونا ' حق کے معاملہ میں سہل انگاری اور سستی سے بچنا ' حق سے دست کش نہ ہونا یا اس پر سودا بازی نہ کرنا ' جمود ہے نہ تعصب۔ بلکہ یہ ایمان و اسلام کا عین تقاضا ہے۔ درحقیقت جمود اور تعصب یہ ہے کہ تعصب حقائق کے بجائے اشکال ' اصول و مبادی کے بجائے اشخاص اور اسماء کے بجائے مسمیات (اشیاء) کے لئے ہو۔ مہلک اور تباہ کن جمود وہ جامد اور غیر لچکدار رویہ ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ جمود سے مراد یہ ہے کہ طریق کار اور لائحہ عمل کی ترقی اور تجدید اسالیب کی ہر کوشش کو روکا جائے اور ہر قدیم فکر و روش کو محض اس لئے زندہ و برقرار رکھا جائے کہ وہ قدیم ہے خواہ حالات و ظروف میں کتنا ہی تغیر و تبدل رونما ہو چکا ہو اور احوال ارتقا کی کتنی ہی منزلیں طے کر چکے ہوں۔ اگرچہ پروگرام اور وسائل کے لئے ضروری ہے کہ وہ زمانے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں ' ترقی و ارتقاء کے تقاضوں کو قبول کریں بشرطیکہ وہ اسلام کی محکم نصوص اور عام قواعد کے اندر ہوں۔

دنیا میں تغیر و تبدل کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور زندگی ترقی و ارتقاء کی منزلیں طے کرتی رہتی ہے اور ہر چیز جو کل کے لئے مناسب تھی آج کے لئے مناسب نہیں ہے۔ کل گھوڑا سب سے تیز رفتار ذریعہ مواصلات تھا۔ کیا آج راکٹوں اور فضائی سواریوں کے زمانہ میں بھی گھوڑے پر انحصار و اعتماد کرنا جائز ہو گا؟

کمزور تنظیم و منصوبہ بندی

اس سے ہماری مراد قیادت اور ارکان کے درمیان رشتہ و تعلق کی کمزوری ہے۔ چنانچہ چوٹی کی قیادت اس بات سے واقف نہیں ہوتی کہ بنیادی سطح پر لوگوں کے دلوں میں کیا چیز کام کر رہی ہے اور بنیادی سطح کے ارکان و کارکنان اپنی قیادت کے افکار ' اس کی معلومات اور نقطہ نظر سے بے خبر ہوتے ہیں ------ اس کی وجہ خواہ یہ ہو کہ قیادت اپنا موقف ارکان تک پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتی یا اس کی وجہ یہ ہو کہ نچلی سطح کے ارکان اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے افکار و نظریات کو سمجھنے اور قبول کرنے سے قاصر ہوں۔

کبھی تو یہ رشتہ و تعلق قائم ہوتا ہے اور کبھی افکار و معلومات آہستہ آہستہ اس رشتہ کی بنیاد بن جاتی ہیں۔ لیکن اعتماد زیادہ نہیں ہوتا اور کمزور اعتماد اچھے اور برے حالات میں سمع و اطاعت کے اصول کو نقصان پہنچاتا ہے۔ کوئی تحریک اسلامی اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک اس کے ارکان اور کارکن اس قاعدہ و اصول پر مستقل عمل پیرا اور جماعت کی مصلحت کبریٰ کی خاطر ہر حکم کی تنفیذ کے لئے مستعد اور کمربستہ نہیں ہو جاتے خواہ جماعت کی مصلحت کبریٰ کے متعلق یہ حکم ان کی رائے کے خلاف ہی ہو۔

اسی طرح مستقبل کی منصوبہ بندی کی کمزوری' فکر و تدبر سے عاری اقدام اور معاملات کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا ------ جبریہ کی طرح جن کی رائے میں انسان کسی اختیار و ارادہ کا مالک نہیں ہے بلکہ پابند اور مجبور محض ہے اوراس کی حیثیت تند و تیز آندھی کے سامنے ایک بے بس تنکے سے زیادہ نہیں ہے جو جیسے چاہتی ہے اسے زیرو زبر کرتی رہتی ہے ------ یا آئینے کی طرح جو ماضی کا لحاظ کئے بغیر حال سے متمتع ہوتے ہیں اور مستقبل کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرتے ------ سب باتیں تنظیم کو کمزور کر دیتی ہیں۔ ایک شاعر کا قول ہے:

ما مضی فات والمومل غیب ولک الساعۃ التی انت فیھا (۴۵)

علمی روح کا فقدان

علمی روح کی کئی سمتیں ہیں۔ ان میں سے نمایاں سمتیں درج ذیل ہیں۔

۱ - شخصیات سے قطع نظر مختلف موافق و اشیاء اور اقوال و اعمال پر ایک موضوعی (Subjective) نظر ڈالنا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ "حق شخصیتوں سے نہیں پہچانا جاتا۔ میں اس حق کو جانتا ہوں جو اہل حق کو متعارف کراتا ہے۔

۲ - ماہرین کا احترام۔ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ " فاسئلوا اھل الذکر" (یعنی اہل علم و آگہی سے پوچھو) اور " فاسال بہ خبیرا (یعنی کسی معاملہ کے متعلق اس سے پوچھو جو اس سے خوب باخبر ہو) کیونکہ جس طرح وہ تمہاری رہنمائی کرسکتا ہے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ علم معاشیات اور عسکری علوم' سب کے اپنے اپنے ماہرین ہیں۔ خصوصاً ہمارے دور میں جو دقیق تخصیص (Intensive Specialisation) کا دور ہے' ہر فن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ماہرین و رجال موجود ہیں۔ لیکن جو شخص دین و سیاست ' علوم و فنون اور اقتصادی و عسکری معاملات سے محض شناسائی رکھتا ہے اور ہر معاملہ میں فتویٰ صادر کرتا ہے ' در حقیقت وہ کسی بات کا علم نہیں رکھتا۔

۳ - ذات کو فنا کرنے کی قدرت ' غلطی کا اعتراف ' غلطی سے استفادہ اور ماضی کے تجربات کا بے لاگ تجزیہ (جائزہ) -------- ایسے محقق کا جائزہ نہیں جو ماضی کو سراسر خیر اور بھلائی سمجھتا ہو نہ ایسے قنوطیت کے مریض عالم کا جائزہ جو ماضی کو سراسر غلطیوں اور برائیوں کا دور سمجھتا ہو۔

۴ - تحقیق میں جدید ترین اور بہترین اسالیب کو بروئے کار لانا ' غیر مسلموں ----- حتیٰ کہ دشمنوں ------- کے تجربات سے فائدہ اٹھانا ' کیونکہ دانائی و حکمت مومن کی گم شدہ دولت ہے۔ اگر وہ اسے پالے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے --------- نیز جدید سائنس اور عصری ٹیکنالوجی اور اس کی فراہم کردہ سہولتوں اور ذرائع و وسائل سے فائدہ اٹھانا۔

۵ - دینی اور عقلی مسلمات کے سواء ' ہر چیز کو تحقیق و اکتشاف کے تابع کرنا اور اس تحقیق و جستجو کے نتائج کو بخوشی قبول کر لینا خواہ وہ انسان کے خلاف یا اس کے حق میں ہوں۔

۶ - احکام و ہدایات جاری کرنے میں عجلت سے احتراز کرنا اور مختلف مواقف کو سنجیدہ مطالعہ و تحقیق ' جو مکمل چھان بین اور اعداد و شمار پر مبنی ہو اور تعمیری گفتگو جو اس کے محاسن و معائب کو واضح اور بے نقاب کر دے ' کے بعد اختیار کرنا۔

۷ - دوسرے نقطہ ہائے نظر کی قدر کرنا اور فقہ میں متعدد پہلو رکھنے والے مسائل میں مخالفین کی رائے کا احترام کرنا تا وقتیکہ ہر رائے کی پشت پر کوئی دلیل اور نقطہ نظر موجود ہو اور کسی مسئلہ میں کوئی حتمی اور فیصلہ کن نص شریعت موجود نہ ہو جو بحث و نزاع کا دروازہ بند کر دیتی ہو۔ ہمارے علمائے شریعت کے ہاں یہ بات مسلمہ ہے کہ اجتہادی مسائل میں تردید و انکار درست نہیں ہے کیونکہ کسی ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں ہے۔ یہ بات اس تعمیری گفتگو ' اور علمی تحقیق کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے جو درگذر اور محبت کے زیر سایہ پروان چڑھتی ہے۔

کل کی تحریک اسلامی

دنیائے عرب میں تقریباً پچاس برس سے جدید اسلامی تحریک برپا ہے اور اس نے وہ تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عناصر ------- مثلاً تجمیع ' تنظیم اور منصوبہ بندی ------ جمع کر لئے ہیں جو ایک کامیاب تحریک کے لئے لازمی ہوتے ہیں اور اس تحریک کی اٹھان بے سوچے سمجھے اور جذباتی رو میں نہی کی گئی ہے جیسا کہ بعض مخلص بھائی سمجھتے ہیں۔ جو آدمی اس کے اساسی نظم پر نگاہ ڈالتا ہے ' اس کے وسائل اوراس کی دیگر تصنیفات کو پڑھتا ہے اور اس کے بانی ارکان کی طرف جھکتا ہے ' اس کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کہ اس تحریک کی بنیاد عمدہ منصوبہ بندی اور تنظیم اور بے مثال عمارت اور اسکیم پر رکھی گئی تھی اور اس کی بدولت تمام اطراف و جوانب میں اجالا ہو گیا تھا۔ یہ اپنے اہداف و مقاصد اور ان کے حصول کے راستہ سے خوب واقف تھی۔ لیکن وہ تمام چیزیں جن کی آدمی آرزو کرتا ہے اسے حاصل نہیں ہو جاتیں اور وہ ان تمام منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے پر قادر نہیں ہوتا جن کی وہ منصوبہ بندی کرتا ہے۔ ایک مومن کا کام صرف یہ ہے کہ وہ غور و فکر سے کام لے ' مسلسل جدوجہد کرتا رہے ' نتائج کے بارے میں پرامید رہے اور اپنا کام کرتا رہے اور نتائج کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے ہر آدمی اپنی نیت کا پھل پاتا ہے اور محنت و مشقت کرنے والا ہر فرد اپنا صلہ پالیتا ہے۔

اسلامی تحریک نے بڑی شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ تمام دنیائے اسلام میں ایک بیداری کی لہر پیدا کی ہے ' اسلام کے ساتھ لوگوں کا رشتہ از سر نو استوار کیا ہے اور تعلیم و تربیت کے ذریعہ لاکھوں بیدار مغز اور مخلص نوجوان پیدا کئے ہیں جن کی صفت یہ ہے کہ **رھبان اللیل وفرسان النھار** وہ رات کو اللہ کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں اور دن کو گھوڑوں کی پشت پر جہاد کرتے ہیں۔ جب بھی غیر اسلامی اقدار مسلمانوں میں پھیلیں اور انھوں نے اسلام کے حسن و جمال کو گہنا دیا ' اس تحریک نے ان کی اصلاح کی اور عقیدہ ' قانون سازی ' اخلاق اور اسلامی فکر اور اسلامی ثقافت کے تمام شعبوں سے متعلق اسلامی کتب خانہ میں عظیم اسلامی علمی سرمایہ فراہم کیا۔

علمائے کرام کے قلم کی سیاہی (تالیفات و تصنیفات) کے ساتھ ان شہدا کا خون بھی شامل ہے جس سے ارض انبیاء ------- فلسطین ------------ لالہ زار ہے اور جو مسئلہ فلطین کی بنیادوں میں شامل ہے۔ آج جہاں اکثر عرب قضیہ فلسطین کی حقیقت کا شعور نہیں رکھتے ' وہاں یہ نوجوان "موت کے فن" کو خوب جانتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان کیسے دی جاتی ہے اور اللہ کے دشمنوں کو موت کی نیند کیسے سلایا جاتا ہے۔ خون کی کچھ ندیاں غیر ملکی تسلط کا مقابلہ کرنے میں بہیں اور اور کچھ پاکیزہ خون ظلم و ستم کے خلاف بہا۔(۴۶)آج اکثر لوگ خوف کے مارے اپنے سر ان کے سامنے جھکائے ہوئے ہیں اور بہت سے لوگ حرص و طمع میں ان کے ہمرکاب ہیں۔ اگر تحریک نے قول سے پہلے عمل کے ساتھ اپنا وجود ثابت نہ کر دیا ہوتا تو دشمن اپنی تمام قوتوں کو جمع کر کے ان پر کود پڑتے نہ ہر طرف سے ان کو گھیر لیتے اور ان کے ایجنٹ جگہ جگہ اس پر ایک کاری ضرب لگانے اور اسے ایسی سنگدلانہ آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالنے کے لئے متحرک نہ ہو جاتے کہ جس روز ان کی تاریخ لکھی جائے گی تو ساری دنیا خوف سے کانپ اٹھے گی ——— اور انشاء اللہ عنقریب یہ تاریخ ضرور لکھی جائے گی (۴۷)

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ اسلامی تحریک ہر عیب و نقص سے پاک اور تمام غلطیوں اور لغزشوں سے مبرا ہے۔ بلاشبہ بہت سی خامیاں اور رکاوٹیں ایسی ہیں جن کو ہم نے تحریک کے اندر سے پیدا کیا ہے۔ ایک خامی جس درجہ کی تھی اسی قدر اس نے تحریک کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تحریک ان رکاوٹوں پر قابو پانے اور ضعف و اضمحلال کے اسباب کی تلافی کرنے کی کوشش کرتی ہے اور قوت و نمو کے اسباب تلاش کرنے کی جدوجہد کرتی ہے' اس کی یہ شدید خواہش ہے کہ اس کا آج اس کے کل سے اور اس کا مستقبل کا کل حال کے آج سے بہتر ہو۔ جو آدمی راستہ پر چل پڑتا ہے وہ منزل پر بھی پہنچ جاتا ہے بشرطیکہ نیت درست اور عزم سچا ہو۔

اسلامی تحریک کا مستقبل ——— لائحہ عمل اور نقشہ

میں یہاں چند نمایاں خطوط کار پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔ یہ خطوط بمنزلہ اس لائحہ عمل اور نقشہ کے ہیں جو اسلامی تحریک کے مقصد سے جنم لیتا ہے ——— اسلامی تحریک سے ——— جیسا کہ سمجھا جاتا ہے ——— امت مسلمہ کے مستقبل کی امیدیں وابستہ ہیں۔ نیز یہ خطوط و نقوش ان معانی کی تاکید و تائید کرتے ہیں جن کا میں نے اس باب میں ذکر کیا ہے۔

فکری طور پر مشترک اقدار و روایات کو فروغ دے کر روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اخوت کے مفہوم کو گہرا کر کے اور اخلاقی طور پر عفو و در

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذر اور انکساری کے فضائل کو مستحکم کر کے، ترک شہرت، التماس عذر اور دوسروں کے نقطہ نظر کی قدر کرنے اور انتظامی طور پر وحدت تنظیم اور وحدت قیادت کے ذریعہ اسلامی تحریک کے ارکان کے درمیان ربط و تعلق کی تقویت کے لئے جدو جہد کی جائے۔

۲ - حال کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے اور ماضی کی عظمت و شوکت کی قصیدہ خوانی کرنے یا اس کے درد ناک مصائب و آلام پر آنسو بہانے کے بجائے مستقبل کی تعمیرو ترقی کے لئے منصوبہ تیار کیا جائے کیونکہ ماضی کے گن گانا اور اس پر آنسو بہانا دونوں منفی عمل ہیں جن سے کوئی ثمرہ حاصل ہوتا ہے نہ کوئی نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

کن ابن من شئت و اکتسب ادبا　　　یغنیک محمودہ عن النسب

ان الفتنی من یقول ھا انذا　　　لیس الفتی من یقول کان ابی (۱)

۳ - اسلامی تحریک کو، جہاں تک وہ اہتمام کرسکے، اسلامی فکر کو عام کر کے لوگوں کی تربیت اور سیرت سازی کی طرف توجہ دینا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے صرف اتنی بات ہی کافی نہیں ہے کہ وہ لوگوں کی بڑی تعداد کو اپنے اندر شامل کرلے جن کی رہنمائی اور تربیت پر وہ قادر نہ ہو لہٰذا اس پر لازم ہے کہ وہ ایسی ہمہ جہت تربیت کا اہتمام کرے جو افراد میں ایمان کی طاقت اور شعور کا نور اجاگر کرے اور ایسے افراد پیدا کرے جو قائدانہ صلاحیتوں سے بہرہ ور ہوں اور ملت کے مربی ثابت ہوں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تحریک ارکان کی تعداد اکٹھا کرنے سے پہلے ان کی صلاحیتوں اور خوبیوں کی طرف توجہ دے اور پوست سے پہلے مغز کی فکر کرے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک قلیل گروہ جو ایمان و شعور سے متصف ہو، وہ اس بڑی جماعت سے بہتر ہوتا ہے جو سیلاب کی جھاگ کی طرح بودی اور ناپائیدار ہو۔ چنانچہ تعداد اہم نہیں ہے بلکہ بہترین عناصر اور حقیقی معاونین کا انتخاب اہم بات ہے۔ حدیث میں ہے کہ:

الناس کابل مائتہ، لا تجد فیھا راحلتہ

"عوام الناس کی مثال سو اونٹوں کی سی ہے جن میں سواری کی ایک اونٹنی بھی نہیں ہوتی۔"

۴ - اسے اپنے ارکان کی تربیت اس نہج پر کرنی چاہئے کہ اسلام کے لئے سعی و کوشش کرنا فی نفسہ ایک دینی فریضہ، ایک عبادت اور قربت الٰہی کا ایک ذریعہ بن جائے۔ دنیا میں اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھل فتح و نصرت ہے اگر دنیا میں یہ بار آور نہ ہو تو اس کا ثمرہ اخروی نجات و کامیابی ہے۔ ایک مسلمان سے اسلام جس چیز کا مطالبہ کرتا ہے وہ صرف کوشش اور جہاد ہے نہ کہ کامیابی اور فتح۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں سے یہ نہیں پوچھے گا کہ وہ کامیاب و فتح مند کیوں نہ ہوئے؟ بلکہ ان سے صرف یہ سوال ہوگا کہ "تم نے اللہ کی راہ میں کام کیوں نہ کیا؟"

اس تربیت سے ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی جانی چاہئے کہ انسان کو جاہلیت جدیدہ کے جنگل سے نکالنا بذات خود ایک ایسا مقصد ہے جس کے لئے جدوجہد کرنا چاہئے اور یہ ایک ایسی کمائی ہے جس کا آدمی کو حریص ہونا چاہئے۔ پس کسی کو نتائج کے لحاظ سے غیر اہم سمجھنا چاہئے نہ یاس و ناامیدی میں اپنی زبان پر یہ حرف لانا چاہئے کہ اس جدوجہد میں آخر کیا رکھا ہے؟

۵ ۔ اسے اپنے ارکان کو اس بات کی تعلیم دینا چاہئے کہ احکام خداوندی پر عمل درآمد کرنا اور بلا خوف و خطر مخالفین و معاندین کے رو برو اسلام کی دعوت پیش کرنا، راستے کی طوالت اور مشکلات کی شدت کے باوجود ثابت قدم رہنا اللہ کی راہ میں سب سے بڑا جہاد ہے۔ یہ وہ جہاد ہے جس کا ذکر سورہ العنکبوت کے آغاز ہی میں نازل ہوا ہے۔

الم ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ......

ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ ۔ ان اللہ لغنی عن العالمین (۴۹)

الم، کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ان کو صرف اس بنا پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ "ہم ایمان لے آئے ہیں" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا ------ جو آدمی بھی جہاد کرتا ہے صرف اپنی ذات کی بھلائی کی خاطر کرتا ہے۔ اللہ بے شک دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے۔"

اسی طرح سورہ العنکبوت کے آخر میں اس کا ذکر کیا گیا ہے:

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (۵۰)

"اور جو لوگ ہماری تلاش میں مجاہدہ کرتے ہیں، ہم یقیناً ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔"

مکی سورہ الفرقان میں اس جہاد کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدیں الفاظ دیا گیا ہے:

فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا (۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پس کافروں کی اطاعت نہ کرو اور اس (قرآن) کے ساتھ ان کے خلاف جہاد کبیر کرو"

اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "جہاد کبیر" رکھا ہے تاکہ کوئی آدمی کسی دن بھی اس کو معمولی اور آسان کام نہ سمجھے۔

۶۔ اپنے کارکنوں کے فارغ اوقات کو ان کاموں میں کھپانے کی کوشش کرے جو ان کے لئے اور نتیجۃً ان کی تحریک کے لئے سود مند ہوں۔ ہر طبقہ اور ہر فرد کو ایسے کاموں میں مشغول رکھے جو اس کے لئے مناسب ہوں۔ اس کو لمبی فراغت سے بچائے کیونکہ ایسی فراغت تھکا دینے والی اور تباہی کا موجب ہوتی ہے۔ اس سے صرف نا امیدی اور بے عملی پیدا ہوتی ہے یا کجروی اور انحراف کی راہیں کھلتی ہیں۔ فراغت بمنزلہ صحت کے ہوتی ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں جن کا شکر ادا کرنا چاہئے اگرچہ عوام الناس ان نعمتوں کی قدر و منزلت سے بے خبر اور غافل ہیں۔ بخاری کی ایک حدیث ہے :

نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس : الصحۃ والفراغ

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ فریب میں مبتلا ہیں۔ یہ ہیں : صحت اور فراغت"

اس نعمت فراغت کا شکر ہے کہ فراغت کو علم نافع اور عمل صالح کے لئے استعمال کیا جائے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور لوگ فائدہ اٹھائیں ' ورنہ فراغت بدبختی اور مصیبت بن جاتی ہے ---- خصوصاً عالم شباب میں جب طاقت و قوت جو بن پر ہوتی ہے ' فراغت کے لمحات کی پوری پوری قدر کرنا چاہئے۔ اس بارے میں ابو العتاہیہ اپنی ایک نظم میں کہتا ہے کہ "جوانی ' فراغت اور نئے نئے کام کرنے کا جذبہ آدمی کے لئے بہت بڑی خرابی کا باعث ہے۔"

۷۔ ہر فرد کو اس کی صلاحیت اور تجربہ کے مطابق مناسب مقام دے اور کسی بھی آدمی کے کردار کو حقیر نہ سمجھے خواہ یہ کردار کتنا ہی چھوٹا اور اس کی نوعیت کتنی ہی معمولی ہو کیونکہ ہر آدمی کو اسی چیز کا اجر ملے گا ' جس کی اس نے نیت کی ہو۔ اللہ تعالیٰ صورتوں کو نہیں بلکہ دلوں کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں حضرت خالدؓ بن ولید ' حسانؓ بن ثابت اور ابوہریرہؓ کو ان کا جائز مقام حاصل تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمشیر سے ' حسانؓ بن ثابت اپنے اشعار سے اور ابوہریرہؓ اپنے علم کے ذریعہ اسلام کی مدد کرتے تھے۔ ان میں ہر ایک مجاہد فی سبیل اللہ تھا۔

۸ - وہ ایک خاص پہلو کو دوسرے پہلوؤں کو قربان کر کے 'زیادہ اہمیت نہ دے بلکہ ان کے درمیان معروف طریقہ سے اعتدال و توازن قائم کرے 'ہر جانب کو اس کا حق بلا کم و کاست ادا کرے ' روحانی تربیت کی خاطر فکری تربیت کو نظر انداز کرے نہ فکری تربیت کی خاطر روحانی تربیت سے صرف نظر کرے اور نہ جسمانی فوجی تیاری کی وجہ سے سیاسی شعور کو بیدار کرنے سے غافل ہو نہ اس کے برعکس رویہ اختیار کرے ' نہ تحریک سیرت سازی کی خاطر شریعت مطہرہ کی تعلیم میں کوئی کسر اٹھا رکھے ' اس اصول کو ہر میدان اور شعبہ میں ملحوظ رکھے۔

۹ - اپنے اندر عقل کو جذبہ پر اور فقہی دلیل و حجت کو خطیب کی جوشیلی خطابت پر ' مفکرین کی منطق کو پرجوش پیروکاروں کی جذباتیت پر فوقیت دے اور اپنے اندر ایک چرب زبان خوشامدی کی بجائے پختہ فکر اصحاب کو ترجیح دے۔

اپنے تمام اعمال و تصرفات کو شرعی احکام اور عقیدہ کی مصلحت کے مطابق اہمیت دے۔ وہ کسی وقتی شعور کو قبول کرے نہ عوام کے جوش و جذبہ یا خواص کی خواہشات کی خوشنودی کا طلب گار ہو۔ تحریک جس موقف کو بھی اختیار کرے ' جس کام کو لے کر اٹھے اور جو فیصلہ بھی کرے ' اسے لازماً کتاب و سنت کی نصوص کی شرعی بنیادوں پر مبنی ہونا چاہئے اور اس پشت پر وہ ادلہ معتبرہ ---- مثلاً قیاس ' مصالح مرسلہ ' سد ذرائع اور عرف کی رعایت -------- جو شرعی نصوص کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اپنی شروط و قیود کے ساتھ موجود ہونی چاہئیں۔

۱۰ - شدت اور سختی سے اجتناب کرے اور قانون سازی ' اجتماعی احکام و آداب میں اور خصوصاً ان امور میں جو عوام الناس کی ضروریات بن گئے ہیں -------- لوگوں پر آسانی پیدا کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علی وسلم کی اس حدیث پر عمل کرے۔

یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا

"آسانی پیدا کرو' تنگی پیدا نہ کرو اور خوشخبری دو اور (لوگوں کو دین سے) متنفر نہ کرو"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز آپؐ کی سنت مطہرہ کو پیش نظر رکھے کہ آپؐ نے ہمیشہ دو امور میں سے آسان کام کو اختیار فرمایا تاوقتیکہ وہ گناہ و معصیت نہ ہو۔

۱۱۔ وہ اصول و نظریات کے معنی متعین کرے اور مبہم الفاظ کے لغوی مفہوم کو ضبط کرنے کی کوشش کرے ' اپنے حامیوں اور دشمنوں کے لئے اپنی جانب سے ان کی مختلف تعبیرات و تشریحات کرنے اور ان کو تحریک کی طرف منسوب کرنے کی گنجائش نہ چھوڑے۔ مثلاً جاہلیت ' قومیت ' وطنیت ' حریت ' حاکمیت وغیرہ اصطلاحات کی غیر مبہم الفاظ میں تشریح و توضیح کر دے۔ اگر وہ ان نظریات کے معانی و مفہومات کو تعین و توضیح کے بغیر چھوڑ دے گی تو اس کا نتیجہ افراط و تفریط میں غلو کرنے والوں کے مختلف و متضاد رجحانات کے درمیان پریشانی ' حیرت اور تذبذب کے سوا کچھ نہیں نکلے گا۔

۱۲۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں غیر جانبدار لوگوں کو اس کی دعوت دینے ' دشمنوں سے مباحثہ و مجادلہ کرنے اور حامیوں کے معاملہ میں نرمی اور شفقت کو شعار بنائے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فبما رحمتہ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضو من حولک

(۵۲)

"(اے رسول " یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان (لوگوں) کے لئے نرم مزاج واقع ہوئے ہو ۔اگر تم درشت خو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے ارد گرد سے چھٹ جاتے۔"

ادع الی سبیل ربک بالحکمتہ والموعظتہ الحسنتہ وجادلھم بالتی ھی احسن (۵۳)

"اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس انداز سے بحث کرو جو بہترین ہو۔"

نرمی جس چیز میں داخل ہو جاتی ہے ' اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور سختی جس چیز میں آجاتی ہے ' اسے بدنما بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے بشرطیکہ اس سے کسی واجب کی پابندی متاثر نہ ہو اور سختی کے موقع پر سختی سے اغماض نہ برتا جائے۔

۱۳۔ قیادت اور عمل میں تضاد اور دو رنگی سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ یہ نہ ہو کہ مسند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اقتدار پر براجمان قائدین تو آسمان شہرت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمک رہے ہوں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے کارکن گمنامی کے تاریک گڑھوں میں پڑے بے کسی کی زندگی گزار رہے ہوں۔

جماعت ایک ہے' قیادت بھی ایک ہے' کام بھی مشترک ہے' سب کو اپنی اپنی ذمہ داری اٹھانی ہیں۔

۱۴ ۔ جب وہ اپنے گردو پیش معاشرہ اور افراد پر نظر ڈالے تو صرف اس کے تاریک پہلو کو نہ دیکھے۔ قابل تاویل امور میں جن میں بحث کی گنجائش موجود ہو' لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگانے اور ان کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے کیونکہ اصول یہ ہے کہ "ایک مسلمان کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے' اس کے حال کو درست محمول کیا جائے اور اس کو اصل اسلام پر قائم تصور کیا جائے"۔ جن لوگوں پر کفر و فسق کا الزام لگایا جاتا ہے حقیقت میں ان کی اکثریت جاہل اور بے علم ہوتی ہے جن کو تعلیم دینا ضروری ہے۔ وہ مرتد نہیں ہوتے کہ واجب القتل قرار پائیں۔ کلمہ شہادت لا الہ اللہ محمد رسول اللہ نے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو محفوظ کر دیا ہے۔ اس کے بعد ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

البتہ جو لوگ شرح صدر کے ساتھ کفر کو اختیار کرتے ہیں اور اس کا برملا اظہار کرتے ہیں' ان کو اسی مقام پر رکھنا چاہئے جس کا انھوں نے اپنے آپ کو مستحق بنا لیا ہے:

وکل امری بما کسب رھین (۵۴)

"ہر آدمی اس عمل کے عوض گروی ہے جو اس نے کیا ہے"

۱۵ ۔ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں عجلت کا مظاہرہ نہ کرے اور پھل پکنے سے پہلے ہی توڑنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ عجلت ایک شیطانی فعل ہے اور یہ کسی خیر کا باعث نہیں ہوتی ہے۔ تحریک پر لازم ہے کہ وہ صبر اور یقین پر سختی سے قائم رہے کیونکہ صبر اور یقین دنیا میں امامت کے دو بازو ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا بما صبروا وکانوا بایتنا یوقنون (۵۵)

"اور جب انھوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں ایسے پیشوا پیدا کئے جو ہمارے حکم کے ساتھ رہنمائی کرتے تھے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔"

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی ہے کہ :

الاناۃ من الرحمتہ والعجلتہ من الشیطان۔

"ثابت قدمی رحمت ہے اور جلد بازی شیطانی فعل ہے۔"

اس سے یہ اصول نکلتا ہے کہ تحریک ارباب اقتدار سے تصادم میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ جلد بازی سے محض سلامت پسندی اور عافیت کوشی کی بنا پر احتراز نہ کرے بلکہ ارکان کی قوتوں میں اضافہ کرے اور جہاں تک ہو سکے مصائب و تکالیف سے ان کو دور رکھنے کی کوشش کرے۔ مگر جو سختیاں اور دشواریاں ناگزیر ہیں ان کو عزم و ہمت کے ساتھ برداشت کرے ' ان پر صبر و استقامت سے کام لے اور اس پر اجر و ثواب کی امید رکھے۔ حدیث نبوی ہے کہ :

لا تمنوا لقاء العدو وسلو اللہ العا فیہ ولکن اذا لقیتموہ فاصبروا واعلموا ان الجنتہ تحت ظلال السیوف۔

"دشمن سے مقابلہ کی خواہش نہ کرو اور اللہ سے عافیت طلب کرو لیکن جب اس سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو جائے تو صبر سے کام لو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو ایسی جنگ میں جھونکنے کا خطرہ مول لینا پسند نہیں کرتے تھے جس کے نتائج و عواقب کے بارے میں انہیں ڈر ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک دن انھوں نے فرمایا کہ "مجھے ایک مسلمان کی زندگی شہر روم اور اس کے گرد و پیش کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔"

۱۹ - ہر معاملہ میں غلو اور انتہا پسندی سے اجتناب کرے ' حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ایاکم والغلو فانما اھلک من کان قبلکم الغلو

"خبردار ' غلو سے بچو کیونکہ غلو نے تم سے پہلی قوموں کو ہلاک کر دیا"

پس تحریک جب کسی کے ساتھ محبت کرے تو محبت میں غلو نہ کرے اور جب نفرت کرے تو نفرت میں انتہاپسندی سے کام نہ لے ' وہ کسی کو پسند کرے تو اس پر ملکوتی تقدس کی چادر نہ چڑھائے اور کسی کو ناپسند کرے تو اس پر شیطانی نجاست نہ اچھالے۔ ایسا نہ ہو کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول الذکر کی کسی غلطی کو قبول نہ کرلے اور موخر الذکر کی کسی خوبی اور نیکی کا ذکر تک نہ کرے۔ یہ بات اس عدل کے خلاف ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے دشمنوں اور دوستوں کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح مدح و ذم ' توجہ و عنایت ' اغماض و بے اعتنائی اور اپنی ذات پر اور دوسروں پر توجہ دینے کا معاملہ ہے۔

اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تحریک اپنی قوتوں کا ------- بلحاظ مقدار و سعت اور ہیبت ناکی ------- اندازہ لگانے میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لے تاکہ وہ کسی فریب کا شکار نہ ہو جائے اور تمام حدود نہ پھلانگ جائے اور نہ اپنی طاقتوں کو اس قدر کم اور غیر اہم سمجھے کہ وہ مایوسی اور قنوطیت کا شکار ہو جائے اور کمزوری اور نرمی کا مظاہرہ کرنے لگے۔ اللہ اس آدمی پر رحم کرے جس نے اپنی حد کو پہچان لیا اور پھر اس حد تک پہنچ کر دم لیا۔

۱۷ - وہ شخصیتوں کے بجائے اصولوں ' صورتوں کے بجائے حقیقتوں ' جماعت کے بجائے نظریہ اور اسماء کے بجائے اشیاء کے بارے میں تعصب کا مظاہرہ کرے۔

۱۸ - وہ اپنے تجربات اور طرز عمل کی اصلاح کرتی رہے۔ اپنی غلطیوں اور لغزشوں اور تمام ہم عصر یا سابقہ اسلامی تحریکوں کے تجربات سے استفادہ کرے۔ ایک جدوجہد کرنے والے سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگر پوری کوشش کے بعد اس سے اس غلطی کا صدور ہوا ہو۔ قابل گرفت بات صرف یہ ہے کہ وہ غلطی پر غلطی کرتا چلا جائے اور ایک عرصہ دراز تک یہ سلسلہ جاری رہے اور وہ کسی نصیحت یا تنبیہہ پر کان نہ دھرے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تحریک کے پاس خود احتسابی ' اپنے منصوبہ کے خطوط پر نظر ثانی ' اپنے اغراض و مقاصد کی ترتیب ' اپنے وسائل کی بہترین ترقی یا حسب ضرورت ان میں تغیر و تبدل کی قدرت ہو اور وہ تقلید اور قدیم طریق کار کو محض اس کے قدیم ہونے کی بنا پر برقرار رکھنے پر اکتفا نہ کرے اور ان لوگوں پر اجتہاد کے دروازے بند نہ کردے جو فکر و تدبر اور تجدید دین کی قدرت و صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔ اس کا نتیجہ جمود کے سوا کچھ نہیں نکلتا اور جمود موت پر منتج ہوتا ہے۔

۱۹ - ہر مخلص اور تعمیری تنقید کا خیر مقدم کرے خواہ وہ اس کے دشمن کی طرف ہی سے کیوں نہ ہو۔ اس سے وہ اپنی غلطی کی اصلاح کرتی ہے ' شگاف کو پر کرتی ہے غلو اور کجروی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے بند باندھتی ہے۔ خدا امام شافعی سے راضی ہو جن کی طرف یہ شعر منسوب ہے:

عدا اتی لهم فضل علی ومنته

فلا باعد الرحمن عن الاعادیا

فهم بحثوا عن زلتی فاجتنبتُها

وهم نافسونی فارتکبت المعالیا (۵۶)

۲۰ ۔ منفی اور تخریبی سرگرمیوں کے بجائے مثبت اور تعمیری کاموں کی طرف توجہ دے۔ تاریکیوں پر ہزار بار لعنت بھیجنے سے بہتر ہے کہ ایک شمع کو روشن کر دیا جائے۔

۲۱ ۔ اپنے دل کو حقد و کینہ اور بغض و عناد سے پاک کرے 'خواہ یہ اس کے دشمنوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ لوگوں سے عفو و درگذر اور محبت و شفقت کا سلوک کرے تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ اس تحریک کے ارکان ایک نصب العین سے سرشار ہیں اور ان کے سینوں میں انتقام کی آگ نہیں بھڑکتی ہے۔

۲۲ ۔ مخالف رائے رکھنے والوں کے ساتھ درگذر اور محبت کی روش اختیار کرے اور ہر اس شخص کے ساتھ تعاون کرے جو اسلام کے لئے جدوجہد کرتا ہو اور غیرت دینی سے سرشار ہو اور اس روش اور سنہری اصول کو اپنا شعار بنائے کہ "ہم اس معاملہ میں تعاون کرتے ہیں جس پر ہم سب متفق ہیں اور جس معاملہ میں ہمارے اندر اختلاف ہے اس میں ہم باہم ایک دوسرے کا عذر قبول کرتے ہیں۔"

۲۳ ۔ وقتی اور ہنگامی معرکے ' جزوی مسائل ' روز مرہ کے سیاسی چکر ' کبھی ختم نہ ہونے والے گروہی اختلاف اس تحریک کو تباہ و برباد نہ کر دیں بلکہ تحریک سب سے زیادہ کوشش ' وقت اور طاقت ان بڑے بڑے معاملات پر اور معرکوں کو سر کرنے کے لئے صرف کرے جن سے ہماری زندگی اور موت وابستہ ہوتی ہے۔

۲۴ ۔ تحریک ہر آدمی کی کوشش کی قدر کرے ' ہر مجاہد کے ہر معمولی اہمیت کے کام کی بھی شکرگزار ہو خواہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ایک فرد ہو یا جماعت ' خواہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے افراد اور جماعتیں اس کی ہم عصر ہوں یا ماضی میں گذر چکی ہوں اور خواہ یہ اس کی حامی اور مددگار بھی نہ ہوں کیونکہ خصال ایمان میں سے ایک خصلت اپنی ذات کے خلاف عدل و انصاف ہے ------- خواہ وہ دشمنوں کے حق میں ہی ہو۔ ارشاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باری تعالٰی ہے۔

اذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی (۵۷)

"جب تم بات کرو تو انصاف کرو خواہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہو"

ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلو (۵۸)

"اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں (اس کے خلاف) بے انصافی پر نہ ابھارے"

یہ ہیں ایک مطلوب اسلامی تحریک کے خدوخال جن کا میں نے اشارۃ" اور اجمالا" ذکر کیا ہے تاکہ اللہ تعالٰی اس کے بعد کے مسائل کی تشریح و تفصیل میرے لئے آسان بنا دے یا اس کام کو اسلامی تحریک کے علمبرداروں اور مفکرین میں سے کسی ایسی شخصیت کے سپرد کر دے جو اس کام میں مجھ سے بہتر صلاحیت اور قدرت کی مالک ہو۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ سورہ البقرہ : ۱۲۸ ۲۔ : سورۃ الانفال : ۶۲

۳۔ اشارہ ہے کہ قرآن مجید کی درج ذیل آیات کی طرف :

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولیئک ھم الکافرون یعنی "جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں"۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولیئک ھم الظلمون ۔ یعنی "جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ ظالم ہیں"

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولیئک ھم الفاسقون ۔ یعنی جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ فاسق ہیں و (سورۃ المائدہ : ۴۴ ' ۴۵ ' ۴۷) مترجم

۴۔ اگر لوگ دلیل و برہان کو دبا دیں اور انحراف کا راستہ اختیار کریں تو پھر دنیا پرامن کی نسبت جنگ زیادہ مفید ہوتی ہے۔

۵۔ ترجمہ : جب نأک کے سوا کوئی دوسری سواری میسر نہ ہو تو ایک مجبور و مضطر انسان کے لئے اس پر سوری کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا

۶۔ سورۃ الانفال ' ۶۰ ۷۔ سورۃ الانفال : ۶۰

۸۔ مجموعہ رسائل ' امام حسن البناء شہید ص ۲۶۸'۲۷۰ بیروت

۹۔ مصنف کی کتاب کا عربی نام ہے "الحلول المستوردہ (مترجم)

۱۰۔ ملاحظہ ہو "انقلاب" از ادوار لوتواک ' ص ۲۲۱ وما بعد ' ترجمہ مامون سعید دارالنفائس بیروت

۱۱۔ وثائق النکہ ص ۱۸۵'۱۸۶ ۱۲ ۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

۱۳ ۔ ترجمہ : انھوں نے رات (کی تاریکی) میں حکومت پر دھاوا بولا کہ صبح ایسی بھاگی کہ پھر واپس نہ لوٹی۔

۱۴ ۔ سورۃ الذاریات : ۵۵

۱۵ ۔ ترجمہ : وہ عمارت کب کسی دن مکمل ہو گی جب تو تو اس کو تعمیر کر رہا ہو اور کوئی دوسرا اسے منہدم کررہا ہو

۱۶ ۔ ترجمہ : اگر ایک ہزار معماروں کے پیچھے ایک ہزار تخریب کار ہو تو وہی تخریب کے لئے کافی ہے۔ اس معمار کا کیا حال ہو گا جس کے پیچھے ایک تخریب کار لگے ہوں۔

۱۷ ۔ : ترجمہ میں جب آنکھ کھولتا ہوں تو بہت سے لوگ میرے سامنے ہوتے ہیں لیکن مجھے ایک بھی صاحب علم و فضل فرد نظر نہیں پڑتا۔

۱۸ ۔ مسلم ۱۹ ۔ سورۃ الحج : ۷۷ - ۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰ - سورۃ المائدہ : ۲

۲۱ - ترجمہ : لوگوں کے ساتھ احسان کرو تو ان کے دلوں کو اپنا گرویدہ بنا لے گا احسان نے اکثر انسان کو غلام بنا لیا ہے۔

۲۲ - سورۃ آل عمران : ۱۰۴ ۲۳ - سورۃ الانفال : ۴۳

۲۴ - طبرانی نے اسے ابن مسعودؓ کی حدیث سے حسن اسناد کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ حافظ العراقی کی تخریج الاحیاء میں وارد ہے۔ بزاز اور حاکم نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " **اذ کنتم ثلاثة فی سفر فامروا علیکم احدا** " (جب تم تین آدمی سفر میں نکلو تو ایک کو اپنا امیر بنا لو)۔ یہی (عمرؓ) وہ شخص تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر سفر مقرر کیا تھا۔ حاکم کا قول ہے کہ یہ روایت شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ عراقی نے اس کی تصدیق کی ہے۔

۲۵ - ملاحظہ ہو تفسیر رازی نیشا پوری اور تفسیر المنار ' سورۃ النساء : ۵۹

۲۶ - ترجمہ : ہر کام میں ان سے مشورہ کرو اور جب تم کسی بات کا عزم کرو تو پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔

۲۷ - پاکستان کی جماعت اسلامی نے ایوب خان کے خلاف فاطمہ جناح کی حمایت کی تھی۔ مصنف کا اشارہ اسی واقعہ کی طرف ہے۔ (مترجم)

۲۸ - کمیونزم کے نظریہ "Ends justify the means" (اعلیٰ و ارفع مقاصد ' ہر طرح کے ذرائع کو جائز بنا دیتے ہیں)" کی طرف اشارہ ہے (مترجم)

۲۹ - ترجمہ : میں نے اشیاء کا اندازہ لگایا اور اللہ نے اس کے برعکس اندازہ لگایا۔ تقدیر الٰہی انسان کی قسمتوں کی تشکیل کرتی ہے۔

۳۰ - ترجمہ : میری ذمہ داری اپنے فائدہ کی چیز کے لئے کوشش کرنا ہے۔ کامیابی حاصل کرنا میرا فرض نہیں ہے

۳۱ - اس سے مراد کمیونزم کا وہی نظریہ جس کی طرف پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔

۳۲- سورۃ نوح : ۵ - ۷

۳۳ - سورہ نوح : ۲۷ ' ۳۴ - ایضاً : ۸ - ۱۲

۳۵ - سورہ ھود : ۲۲ ۳۶ - سورۃ الاحزاب : ۷۲

۳۷- سور المزمل : ۵

۳۸ - جیسا کہ ابو ثعلبۃ الخشنی کی حدیث دلالت کرتی ہے جو ابوداوٗد' ترمذی اور ابن ماجہ میں درج ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں"" تمہارے بعد کچھ ایسے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا چنگاری کو ہاتھ میں پکڑنے کے مترادف ہوگا۔ ان دنوں نیک کام کرنے والے آدمی کیلئے پچاس آدمیوں کے اجر کے برابر اجر ہوگا جو تمہارے ہی طرح نیک عمل کرنے والے ہوں گے۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

۳۹ - یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسے ابوداوٗد نے ثوبان سے مرفوعاً" روایت کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰۔ سورۃ المزمل = ۴۱۵ ۔ سورہ الانفال : ۴۶

۴۲ ۔ سورۃ الجاثیہ : ۱۹ ۴۳ ۔ سورہ الانفال : ۴۷

۴۴۔ سورۃ البینہ : ۵ ۴۵ ۔ ابوداؤد

۴۶ ۔ ترجمہ : ہر حالت کے مطابق لباس پہن۔ اگر حالت اچھی ہو تو اس کے مطابق اور اگر حالت بری ہو اس کی مناسبت سے لباس پہن۔

۴۷ ۔ ترجمہ : جو گزر گیا وہ ختم ہو گیا اور مطلوب و مقصود پردۂ غیب میں ہے۔ تیرے لئے تو یہ گھڑی ہے جس میں تو رہتا ہے۔

۴۸ ۔ مثلاً ان شہیدوں کا خون بہایا گیا: عبد القادر عودہ" محمد فرغلی" ' یوسف طلبہ" ' ابراہیم الطیب ' سید قطب" ' عبد الفتاح" ' اسماعیل ' یوسف حواش" ان کے لئے ٹربیونل قائم کئے گئے اور پھر تختہ دار نصب کئے گئے ' عنقریب تاریخ انکی داستان درد و غم سے پردہ اٹھائے گی۔

مثلاً ان تیس آدمیوں کا خون جن کو "لیمان طرہ" میں دن کی روشنی میں گولیوں سے بھون ڈالا گیا اور دسیوں دوسرے افراد کا خون جن کو کوڑوں کے ذریعہ ہلاک کر دیا گیا۔ پھر رات کی تاریکی میں چوری چھپے ان کو دفن کر دیا گیا۔ میں نہیں جانتا کہ ان کے معاملات ---- جن میں اذیت رسانی اور تعذیب کے معاملات بھی شامل ہیں ------- آج تک کیوں نمایاں طور پر سامنے نہیں آئے؟

۴۹ ۔ یہاں پر جو کچھ بیان ہوا ہے وہ ان کارناموں کی طرف صرف چند اشارات ہیں جو جدید تحریک اسلامی نے پیش کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے ایک پوری کتاب بلکہ کئی کتابوں کی ضرورت ہے لیکن افسوس کہ آج تک اس اسلامی تحریک کی تاریخ پر منظم علمی سطح پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ یہ وہ کام ہے جس کا علم اس کے علمبرداروں کے پاس ہو گا۔ اس تاریخ کا علم اس کے علمبرداروں کے پاس ہو سکتا ہے۔ اس تاریخ میں کسی چیز کی طرف رجوع صرف یادداشتوں کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ مثلاً الدعوۃ والداعیۃ از حسن البناء شہید" ' اخوان المسلمون فی حرب فلسطین ' المقاومتہ البریہ فی قناۃ السویس از استاذ کامل شریف ' الاخوان والمجتمع المصری از استاذ شوقی زکی ' الاسلام فکرۃ و حرکتہ وانقلاب از استاذ فتحی یکن الاخوان المسلمون کبری الحرکات الاسلامیہ الحدیثہ از ڈاکٹر اسحاق الحسینی

۵۰ ۔ ترجمہ : ----- جس کا بیٹا چاہے بن جا اور ادب حصل کر۔ اچھا ادب تجھے حسب نسب سے بے نیاز کر دے گا۔

------ جوان مرد وہ ہے جو کہتا ہے "میں یہاں ہوں"۔ وہ جوان مرد نہیں ہے جو کہتا ہے کہ "میرا باپ ایسا تھا ویسا تھا" (یعنی پدرم سلطان بود)"

۵۱۔ سورۃ العنکبوت : ۲ ' ۶ ۵۲۔ سورۃ العنکبوت :۶۹

۵۳ ۔ سورۃ الفرقان : ۵۲ ۵۴ ۔ سورہ آل عمران : ۱۵۹

۵۵ ۔ سورۃ النحل : ۲۵ ۵۶ ۔ سورۃ النور : ۵۲

۵۷ ۔ سورۃ السجدۃ : ۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۸ - ترجمہ : میرے دشمنوں کی مجھ پر بڑی عنایت اور احسان ہے۔ لہٰذا خدائے رحمان میرے دشمنوں کو مجھ سے دور نہ کرے۔

انھوں نے میری لغزش کو تلاش کیا۔ چنانچہ میں نے اس سے اجتناب کیا اور انھوں نے میرا مقابلہ کیا لہٰذا میں نے اچھے کام کیے۔

۵۹ - سورۃ الانعام : ۵۲   ۶۰ - سورۃ المائدہ : ۸

نمبر 17383

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ